سیرت طیبہ

اردو ترجمہ سیرت ابن حبان

(۲)

مترجم: مختار احمد/ سید محمد عثمان

غزوۂ بدر

۱۲ رمضان المبارک کو آپ ﷺ مہاجرین اور انصار کے ہم راہ قریش کے قافلے کو روکنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ سے نکلنے سے پہلے بئر ابی عیینہ پر آپ ﷺ نے لشکر کو رکنے کا حکم دیا، صحابہ کرام کا جائزہ لیا، جسے کم سن سمجھا اسے واپس جانے کا حکم دیا۔ اس دن جن مسلمانوں کو لوٹ جانے کا حکم ملا، ان میں عبداللہ بن عمر، رافع بن خدیج، براء بن عازب، زید بن ثابت، اسید بن حضیر تھے۔ عمیر بن ابی وقاص اس دن چھپ رہے تھے کہ آپ ﷺ دیکھ نہ لیں، سعد نے ان سے کہا: اے بھائی! کیوں چھپ رہے ہو؟ کہا: مجھے ڈر ہے کہ آپ ﷺ مجھے دیکھ کر کم سن ہونے کی وجہ سے واپس جانے کا حکم نہ دے دیں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت نصیب فرمادے۔ اتنے میں آپ ﷺ نے انہیں دیکھ لیا اور واپس لوٹ جانے کا حکم دیا، یہ حکم سن کر عمیر اتنا روئے کہ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ یہ معرکۂ بدر میں شہید ہوئے۔

تین سو اٹھارہ افراد کو لے کہ آپ ﷺ بئر ابی عیینہ سے روانہ ہوئے۔ ان میں ۷۴ مہاجرین اور بقیہ سب کے سب انصار تھے۔ ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سواری کی جاتی تھی۔ طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید بن عمرو ابن نفیل کو ساحل کے راستے سے حوراں بھیجا کہ قافلے کے بارے میں سن گن لیں۔ (۱)

مکہ مکرمہ میں عاتکہ بن عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا، عباس کو بلایا اور ان سے کہا کہ اے بھائی! میں نے گزشتہ رات ایک خوف زدہ کردینے والا خواب دیکھا ہے، یہ خواب کسی کو نہ بتانا۔ عباس نے کہا: کیا خواب دیکھا؟ کہا: میں نے اونٹ پر سوار ایک آدمی کو دیکھا، جو ابطح میں آکر کھڑا ہوا اور اونچی آواز

میں چیخا: خبر دار! اے آل غدر! چلو اپنے بچھڑنے کی جگہوں پر، اس نے یہ اعلان تین مرتبہ کیا، لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے، وہ مسجد میں داخل ہوا تو لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے، لوگ اس کے ارد گرد ہی تھے کہ اس نے کعبے کے چھت پر اپنے اونٹ کا مثلہ کیا اور اسی جیسا اونٹ لے کر نکلا، پھر اس نے ایک چٹان لی اور اسے پھینکا، وہ چٹان نیچے لڑھکنے لگی، جب پہاڑ کے نیچے پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، مکے کا کوئی گھر اور کمرہ ایسا نہ رہا، جس میں اس کے ذرات نہ پہنچے ہوں۔ عباس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ سچا خواب ہے، اسے مخفی رکھنا اور کسی کو نہ بتانا۔

یہاں سے نکل کر عباس کی ملاقات ولید بن عتبہ سے ہوئی، دوست ہونے کے ناطے عباس نے انہیں خواب سنا دیا، ولید نے اپنے والد سے اس خواب کے بارے میں تذکرہ کیا، یوں یہ خواب مکے میں پھیل گیا۔ خواب کے مندرجات سن کر ابوجہل نے کہا: کیا بنوعبد المطلب اس بات پر خوش نہ تھے کہ ان کے مرد پیشن گوئیاں کریں کہ اب ان کی عورتیں پیشن گوئیاں کرنے لگی ہیں۔

ابوسفیان بن صخر شام سے قریش کا ایک عظیم الشان قافلہ لے کر آ رہا تھا، یہ قافلہ مال و دولت پر مشتمل تھا، اس میں تیس یا چالیس قریشی مرد تھے، جن میں عمرو بن عاص اور مخرمہ بن نوفل زہری بھی تھے۔

ابوسفیان خبروں کی جستجو میں رہتا اور راہ میں ملنے والے ہر سوار سے حالات جاننے کی کوشش کرتا، چند سواروں سے اسے خبر ملی کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ کوچ کیا ہے، یہ سن کر ابوسفیان کو تشویش لاحق ہوئی، ضمضم بن عمرو غفاری کو کرایہ دے کر مکہ دوڑایا، اسے حکم دیا کہ مکے جا کر لوگوں کو اپنے مال واسباب کی حفاظت کی خاطر جنگ کے لیے کوچ کرنے کا اعلان کرے، انہیں بتائے کہ محمد سے مڈبھیڑ ہونے والی ہے، عاتکہ کے خواب دیکھنے کے تیسرے روز ضمضم مکہ میں وادی کے نشیب سے چلاتا ہوا داخل ہوا، اس سے پہلے وہ اپنے اونٹ کے کان کاٹ چکا تھا، کجاوا الٹا کیا ہوا تھا اور اپنی قمیص چاک کی ہوئی تھی، وہ کہہ رہا تھا: اے گروہ قریش! مشک کا نافہ! محمد اپنے صحابہ کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوا ہے، مجھے نہیں معلوم تم اسے پا سکو گے یا نہیں، مدد! مدد! قریش جلدی سے تیار ہوئے، بعض خود نکلے، کچھ نے اپنے بدلے افراد مہیا کیے، یہ سب قافلے کو بچانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

آپ ﷺ جب صفرا پہنچے، صفرا اور مدینے کے درمیان تین دن کی مسافت ہے، تو عدی بن ابی زغبا جہنی کو جو بنی نجار کے حلیف تھے، اور بسبس بن عمرو جہنی جو بنی ساعدہ کے حلیف تھے، خود سے پہلے مکہ بھیجا۔ دونوں ایک وادی میں اترے تو اپنے جانوروں کو پانی کے قریب ایک ٹیلے کے ساتھ کھڑا کیا۔ پرانا مشکیزہ

لے کراس میں پانی پینے لگے، پانی کے چشمے پر اس وقت مجدی بن عمرو جہنی بھی موجود تھا، اچانک عدی اور بسبس نے جہینہ کی دو باندیوں کو آپس میں پیسوں کا تقاضا کرتے دیکھا، جس باندی سے تقاضا کیا جارہا تھا، اس نے دوسری سے کہا: بس کل یا پرسوں قافلہ پہنچ جائے گا، میں ان کے لیے محنت مزدوری کر کے تیرا قرض چکادوں گی۔ مجدی نے کہا: یہ سچ کہہ رہی ہے۔ اس طرح دونوں میں خلاصی ہوگئی۔ عدی اور بسبس یہ سن کر فوراً سوار ہوئے اور تیزی سے آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر یہ خبر پہنچائی۔ حملے کے خوف اور احتیاط کے باعث اسی چشمے پر ابوسفیان وقت سے پہلے پہنچ گیا۔ اس نے مجدی بن عمرو سے کہا: کیا کسی کو تم نے یہاں دیکھا؟ تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے سوائے ان دو سواروں کے کسی ذی روح کو نہیں دیکھا، انہوں نے اس ٹیلے کے ساتھ اپنے جانور باندھے تھے۔ ابوسفیان ان کے جانور کھڑا کرنے کی جگہ پر آیا اور ان کے جانوروں کی مینگنیاں اٹھا کر انہیں مسلا تو ان میں کھجور کی گٹھلی تھی، ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! یہ یثرب کا چارا چرے ہوئے جانور تھے۔ فوراً لوٹا اور قافلے کا رخ پھیر کر ساحل کا راستہ اختیار کیا، بدر مقام کو بائیں طرف چھوڑتے ہوئے تیزی سے سفر جاری رکھا۔

قریش کے لوگ بھی مکے سے روانہ ہو کر جحفہ پہنچے تو جہیم بن صلت بن مخرمہ نے ایک خواب دیکھا، کہا کہ میں نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ میں نے ایک آدمی کو گھوڑے پر سوار آتے ہوئے دیکھا، وہ آکر رکا اور کہا کہ عتبہ بن ربیع، شیبہ بن ربیعہ، ابوحکم بن ہشام، امیہ بن خلف، اور فلاں اور فلاں قتل ہوگئے، پھر اپنے اونٹ کے سینے کے اوپری حصے کو زخمی کر کے لشکر میں چھوڑ دیا۔ لشکر کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہا، جسے اس کا خون نہ لگا ہو۔ ابوجہل نے جب اس کا خواب سنا تو کہا: یہ بنوعبدالمطلب کا ایک اور نبی ہے! کل یہ دیکھ لے گا، اگر جنگ ہوئی، کہ کون مرتا ہے۔

ابوسفیان کو جب یہ محسوس ہوا کہ قافلہ محفوظ ہوگیا ہے تو اس نے قریش کو پیغام بھجوایا: تم اپنے قافلے اور مال کی حفاظت کے لیے نکلے تھے، پس انہیں اللہ نے نجات دے دی، اب لوٹ جاؤ۔ ابوجہل نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم بدر جائے بغیر ہرگز نہ لوٹیں گے۔ (بدر میں بھی (عکاظ کی طرح) خاص اوقات میں میلہ سجتا اور بازار لگتا تھا۔) وہاں ہم تین دن رہیں گے، اونٹنیاں ذبح کریں گے، کھانا کھائیں گے، شراب پییں گے، باندیاں ناچ گانا کریں گی، یوں عرب کو ہماری قوت اور ہمارے نکلنے کے بارے میں علم ہوگا۔ یوں قریش نے سفر جاری رکھا اور بدر کی انتہائی جانب پڑاؤ ڈالا۔

آپ ﷺ جب بدر سے کچھ پہلے عرق ظبیہ پہنچے تو صحابہ کرام سے مشورہ لیتے ہوئے فرمایا: لوگو! مجھے

مشورہ دو۔ ابو بکر کھڑے ہوئے اور نہایت خوب صورتی سے اظہار جاں نثاری فرمایا، پھر عمر کھڑے ہوئے اور نہایت بہترین انداز میں جاں نثاری کا یقین دلایا، پھر مقداد بن اسود کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے، اس کو انجام دیجیے، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم! ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہ کہیں گے کہ اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑ لو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، ہم بنی اسرائیل کے برخلاف یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار جہاد وقتال کریں، ہم بھی آپ کے ہم راہ جہاد وقتال کریں گے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اگر آپ ہمیں لے کر برک الغماد بھی جانا چاہیں تو اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی طرف سے اتنا لڑیں گے کہ آپ وہاں تک پہنچ جائیں

یہ سن کر آپ ﷺ نے مقداد کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ (۳)

آپ نے پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔ آپ ﷺ انصار کی طرف سے جواب کے منتظر تھے، اس لیے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، (۴) سعد بن معاذ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! شاید آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! سعد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس امر کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں، وہی حق ہے اور اطاعت اور جاں نثاری کے بارے میں ہم آپ کو پختہ عہد و میثاق دے چکے ہیں، یا رسول اللہ! آپ کا جو بھی فیصلہ ہو، ہمیں اسی پر لے کر چلیے، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی، جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا، ہم دشمنوں سے مقابلہ کرنے کو برا نہیں سمجھتے، بل کہ ہم لڑائی میں ثابت قدم اور مقابلے میں سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا، جس کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، اس لیے آپ اللہ کے نام پر ہم کو لے کر چلیے۔

آپ ﷺ اور صحابہ میں سے ایک شخص سوار ہو کر لشکر کے آگے آگے روانہ ہوئے، بدر کے قریب ایک معمر آدمی سے ملاقات ہوئی، اس سے آپ ﷺ نے فرمایا: اے شیخ! محمد اور اس کے صحابہ کے بارے میں تمہیں کیا خیر خبر ہے؟ اس نے کہا: میں اس وقت تک تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا، جب تک تم اپنے بارے میں نہ بتا دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے ہماری بات کا جواب دیا تو ہم اپنے بارے میں تمہیں بتا دیں گے۔ معمر آدمی نے کہا: کیا اس کے بدلے یہ؟ فرمایا: جی ہاں! تو شیخ نے کہا: مجھے پتا چلا ہے کہ محمد اور اس کے

صحابہ نے فلاں فلاں دن کوچ کیا ہے، مجھے خبر دینے والے نے اگر سچ کہا ہے تو وہ آج فلاں جگہ پر ہوں گے، اسی جگہ کا نام لیا جہاں آپ ﷺ موجود تھے، اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ قریش فلاں فلاں دن روانہ ہوئے ہیں، مجھے بتلانے والے نے اگر صحیح بتلایا ہے تو وہ آج فلاں فلاں جگہ ہوں گے، اسی جگہ کا نام لیا جہاں اس دن قریش والے موجود تھے۔ پھر اس بوڑھے نے پوچھا: تم لوگ کہاں سے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم ماء (یعنی پانی) سے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ لشکر کی طرف لوٹ گئے۔

علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ قریش کے لیے پانی لے جانے والا اونٹ لگا، اس کے ساتھ بنی عاص کا غلام اور منبہ بن حجاج کا غلام تھا، ان کو پکڑ کے حضور کے پاس لائے تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، صحابہ نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ کہنے لگے: ہم قریش کے سقہ ہیں، انہوں نے ہمیں پانی لینے کے لیے بھیجا ہے۔ انہیں قریش کا ذکر ناگوار گزرا، انہیں امید تھی کہ یہ ابوسفیان کے آدمی ہیں، صحابۂ کرام نے دوبارہ پوچھا: تم دونوں کون ہو؟ کیا ابوسفیان کے آدمی نہیں ہو؟ دونوں نے انکار کیا تو انہیں مارا، مار سے تکلیف پہنچی تو کہنے لگے: ہم ابوسفیان کے آدمی ہیں۔ یہ سن کر صحابہ کرام مار پیٹ سے رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب ان غلاموں نے سچ کہا تو تم نے ان کو مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا۔ خدا کی قسم! یہ قریش کے آدمی ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں طلب فرمایا اور ان سے پوچھا: تم دونوں کس کے غلام ہو؟ دونوں نے اپنے اپنے آقا کا نام بتایا، پھر آپ نے فرمایا: قریش کہاں ہیں؟ ان غلاموں نے کہا: مٹی کے اس ٹیلے کے پیچھے جسے آپ وادی کے پرلے کنارے کی انتہائی جانب دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا: ان کی تعداد کتنی ہے؟ غلاموں نے کہا: وہ بہت زیادہ ہیں۔ فرمایا: ان کی تعداد کتنی ہے؟ کہا: ہمیں تعداد معلوم نہیں۔ فرمایا: روزانہ کھانے کے لیے کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ جواب دیا کہ ایک دن دس اور ایک دن نو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی تعداد ہزار اور نو سو کے درمیان ہے۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: سرداران قریش میں سے کون کون ہیں؟ انہوں نے سرداران قریش میں سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا نام لیا۔

قریش کے لیے جو لوگ اونٹ ذبح کرتے تھے، وہ نو افراد تھے، بنی ہاشم میں سے عباس بن عبدالمطلب، بنی عبد شمس میں سے عتبہ بن ربیعہ، بنی نوفل میں سے حارث بن عامر بن نوفل اور طیعمہ بن عدی بن نوفل، بنی عبد الدار میں سے نضر بن حارث، بنی اسد میں سے حکیم بن حزام، بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام، بنی جمح میں سے امیہ بن خلف، بنی سہم میں سے منبہ بن حجاج، بنی عامر بن لؤی میں سے: سہیل ابن عمرو۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی طرف رخ کر کے فرمایا: مکہ نے آج اپنے تمام جگر گوشوں کو تمہاری طرف پھینک دیا ہے۔ اتنے میں بارش ہوگئی، یوں مسلمانوں کی پڑاؤ کی جگہ ہموار اور چلنے کے قابل ہوگئی، اور قریش کے پڑاؤ کی جگہ ایسی ہوگئی، جہاں حرکت کرنا دشوار ہو۔

پھر آپ ﷺ مسلمانوں کو لے کر آگے بڑھے اور فرمایا: اللہ کی طرف سے برکت کے ساتھ چلو، اس لیے کہ اللہ نے مجھ سے ایک گروہ پر کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے، گویا کہ میں قوم کفار کے پچھڑنے کی جگہیں دیکھ رہا ہوں۔

آپ ﷺ کوشش فرمانے لگے کہ قریش سے پہلے پانی کے مقام پر فروکش ہو جائیں، جب آپ بدر کے پانی کے قریب پہنچے تو وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ بنی سلمہ کے ایک شخص حباب بن منذر بن جموح نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! پڑاؤ کا یہ مقام؟ کیا یہاں ٹھہرنے کا حکم خداوندی موصول ہوا ہے کہ جس سے ہم سرمو انحراف نہیں کر سکتے، یا یہ آپ کی رائے اور جنگی نقطۂ نظر اور چال ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بل کہ جنگی نقطہ نظر، میری رائے اور جنگی چال ہے۔ حباب نے کہا: یہ جگہ آپ کے پڑاؤ کے لیے مناسب نہیں ہے، یہاں سے چلیے اور قوم کے کنویں کے قریب پڑاؤ ڈالیے، کنویں کی جو جگہ باقی رہے گی، اسے ہم پاٹ دیں گے، ایک حوض بنا کر اس میں پانی بھر دیں گے، یوں ہم پانی پییں گے اور ہمارے دشمن پانی سے محروم رہیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے صحیح رائے دی۔

یہاں سے اٹھ کر آپ ﷺ قوم کے پانی کے قریب ترین جگہ کی طرف چلے اور وہاں پڑاؤ ڈال کر کنویں کے قریب حوض بنایا، اس میں برتن ڈالے، کنویں کے بقیہ حصے کو مٹی سے پاٹ دیا۔ سعد بن معاذ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ کے لیے ایک چھپر نہ بنا دیں، جس میں آپ تشریف رکھیں اور سواریاں آپ کے قریب تیار رکھیں پھر ہم دشمن سے جا کر مقابلہ کریں، پس اگر اللہ نے ہم کو عزت دی اور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو ہماری عین تمنا ہے اور اگر خدانہ خواستہ دوسری صورت پیش آئی تو آپ سواری پر سوار ہو کر ہماری قوم کے باقی ماندہ لوگوں سے جا ملیں، قوم کے جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں، اے پیغمبر خدا! ہم ان سے زیادہ آپ کے محب نہیں۔ اگر ان کو کسی طرح بھی یہ گمان ہوتا کہ آپ کو جنگ کا سامنا ہوگا تو ہرگز پیچھے نہ رہتے، شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائے اور وہ نہایت اخلاص اور خیر خواہی سے آپ کے ساتھ جہاد کریں۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ (۵)

آپ ﷺ کے لیے چھپر تیار کر لیا گیا۔ اس میں آپ ﷺ اور ابو بکر تشریف فرما ہوئے۔ صبح کے

وقت جب قریش کا لشکر میدان بدر کی طرف بڑھا تو اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! یہ قریش کا گروہ ہے، جو تکبر اور غرور کے ساتھ مقابلے کے لیے آیا ہے، تیری مخالفت کرتا ہے اور تیرے بھیجے ہوئے پیغمبر کو جھٹلاتا ہے۔ اے اللہ! اپنی فتح ونصرت نازل فرما، جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا، اور اے اللہ! ان کو صبح ہلاک کر۔

عتبہ بن ربیعہ کو سرخ اونٹ پر سوار دیکھ کر فرمایا: اگر ان لوگوں میں کسی میں خیر ہے تو وہ یہ سرخ اونٹ والا ہے، اگر انہوں نے اس کی بات مانی تو ان کے لیے بہتر ہوگا۔

قریش کے پڑاؤ ڈالنے کے بعد کچھ لوگ پانی پینے کے لیے آپ ﷺ کے حوض پر آئے، ان آنے والوں میں حکیم بن حزام بھی تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں پانی پینے دو۔ اس وقت حوض سے جس جس نے پانی پیا، وہ قتل ہوا سوائے حکیم بن حزام کے۔

پڑاؤ وغیرہ سے فارغ ہو کر جب قریش مطمئن ہوئے تو عمیر بن وہب جمحی کو مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا۔ عمیر بن وہب گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے اردگرد پھر کر واپس آئے اور یہ کہا کہ کم وبیش تین سو آدمی ہیں، لیکن مجھے ذرا مہلت دو کہ یہ دیکھ آؤں کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے اور جماعت تو کہیں کمین گاہ میں چھپی ہوئی نہیں۔ چناں چہ عمیر گھوڑے پر سوار ہو کر دور دور ایک چکر لگا کر واپس آیا اور یہ کہا کہ کوئی کمین اور مدد نہیں۔ لیکن اے گروہ قریش! میں مصائب کو دیکھ رہا ہوں، جو موت کو اٹھائے ہوئے ہیں، یثرب کے لوگوں کی پیشانیوں پر موت کے سائے ہلکورے لے رہے ہیں، اس قوم کا سوائے ان کی تلواروں کے کوئی پناہ اور سہارا نہیں، خدا کی قسم! میں یہ دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے کوئی جب تک اپنے مقابل کو نہ مار لے گا، اس وقت تک ہرگز نہ مارا جائے گا۔ پس اگر ہمارے آدمی بھی انہیں کے برابر مارے گئے تو پھر زندگی کا لطف ہی کیا رہا۔ سوچ کر کوئی رائے قائم کرلو۔

یہ سن کر حکیم بن حزام لوگوں میں راستہ بناتا ہوا عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابو ولید! آپ قریش کے سردار اور بڑے ہیں، کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ ہمیشہ خیر اور بھلائی کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا رہے؟ عتبہ نے کہا: اس کی کیا صورت ہے؟ حکیم نے کہا: لوگوں کو واپس لے چلو، اور اپنے حلیف کی ذمے داری خود پر لے لو۔ عتبہ نے کہا: (گویا کہ) تم نے میری طرف سے یہ کام انجام دے دیا، وہ میرا حلیف تھا، اس لیے مجھ پر اس کی دیت ہے (یعنی عمرو بن حضرمی اور اس کے مال کی دیت)، لیکن ابن حنظلیہ (یعنی ابوجہل) سے بھی مشورہ کرلو، مجھے اس کے سوا کسی اور سے خطرہ نہیں۔

عتبہ نے کھڑے ہوکر یہ خطبہ دیا:

اے گروہ قریش! واللہ تم کو محمد اور ان کے اصحاب سے جنگ کر کے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یہ سب تمہارے قرابت دار ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اپنے باپ اور بھائی بنی الاعمام اور بنی الاخوال کے قاتلوں کو دیکھتے رہو گے۔ محمد اور عرب کو چھوڑ دو، اگر عرب نے محمد کو ختم کر دیا تو تمہاری مراد پوری ہوئی اور اگر اللہ نے ان کو غلبہ دیا تو وہ بھی تمہارے لیے باعث عزت وشرف ہوگا اور تم ان سے وہ رویہ نہیں پاؤ گے، جس کا تمہیں خدشہ ہوگا۔

حکیم بن حزام ابوجہل کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ تھیلے سے زرہ نکال کر اسے پہننے کے لیے تیار کر رہا ہے، حکیم نے کہا: اے ابوالحکم! مجھے عتبہ نے یہ یہ کہہ کر تمہارے پاس بھیجا ہے۔ ابوجہل نے کہا: اللہ کی قسم! محمد اور اس کے صحابہ کو دیکھ کر اس کی سٹی گم ہوگئی ہے، خدا کی قسم! ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے، جب تک اللہ ہمارے اور محمد کے مابین فیصلہ نہ کر دے۔ ابوجہل نے دعا کی: اے اللہ! ہماری قرابت داریاں ختم فرما، اور ہمیں وہ عطا کر جسے ہم نہیں جانتے، صبح کو محمد کو ہلاک کر۔ عامر بن حضرمی کو بلا کر کہا: یہ تیرا حلیف عتبہ لوگوں کو لوٹا کر لے جانا چاہتا ہے اور تیرے بھائی کا خون تیری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ وہ عتبہ نہیں، بل کہ عتبہ کو اپنے بیٹے کی پرواہ ہے، جو ان میں موجود ہے۔ محمد اور اس کے صحابہ صرف اور صرف ایک اونٹ کھانے کی مانند ہیں، میں تمہارا انتقام لینے کا خواہاں ہوں، جاؤ اور اپنے بھائی کے مقتل کو کھودو۔ عامر بن حضرمی کھڑا ہوا اور چیخ چیخ کر واعمراہ! واعمراہ! کی دھائی دینے لگا، اس سے سب میں لڑائی کا جوش پھیل گیا اور لوگ لڑنے کے لیے تیار ہو گئے، یوں عتبہ کے مشورے کو چٹکیوں میں اڑا دیا گیا۔

ابوجہل کا استہزائیہ تبصرہ سن کر عتبہ نے اسے بار بھلا کہا کر کہ جلد یہ جان لے گا کہ کس کی سٹی گم ہوگئی ہے! جوش میں آ کر عتبہ خود تلاش کرنے لگا، تاکہ اسے اپنے سر پر لگا کر میدان کارزار میں جائے، سر بڑا ہونے کی وجہ سے اسے اپنے برابر کا خود دستیاب نہ ہوسکا تو اس نے اپنے سر پر عمامہ باندھ لیا۔ ایک بد اخلاق اور جھگڑالو شخص اسود بن عبدالاسد مخزومی صف سے آگے نکل کر کہنے لگا: میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا اسے منہدم کروں گا یا اس تک پہنچنے کی کوشش میں مارا جاؤں گا۔ اسود جب حوض کی طرف بڑھنے لگا تو حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اس کے سامنے آئے، حوض کے قریب حمزہ نے ایک ہی وار میں اس کے دونوں پاؤں آدھی پنڈلی سے کاٹ دیے، وہ گھسٹتا ہوا حوض میں گر گیا، حمزہ نے حوض میں اتر کر اسے ایک اور وار سے قتل کر دیا۔

عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ میدان میں اترا۔ صف کے قریب پہنچ کر دعوت مبارزت دی، ان کے مقابلے کے لیے تین انصاری نوجوان آگے بڑھے۔ عوف اور معوذ حارث کے بیٹے، ان کی والدہ کا نام عفرا تھا، اور ابن رواحہ۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا: انصار میں سے ہیں۔ عتبہ نے کہا: تم ہمارے جوڑ کے اور قابل احترام ہو، ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں، ہمارا ارادہ اپنی قوم سے لڑنے کا ہے۔ پھر انہیں میں سے ایک نے آواز لگائی: اے محمد! ہماری قوم میں سے ہمارے جوڑ کے سامنے لاؤ۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اے حمزہ بن عبد المطلب! جاؤ اے علی بن ابی طالب! جاؤ اے عبیدہ بن حارث! ان میں عبیدہ سن رسیدہ تھے، یہ عتبہ بن ربیعہ کے مقابل آئے۔ حمزہ، شیبہ بن ربیعہ کے اور علی بن ابی طالب، ولید بن عتبہ کے مقابلے میں آئے۔

حمزہ نے ایک ہی وار میں شیبہ کا کام تمام کر دیا، علی نے بھی ولید کو ایک لمحے میں جہنم رسید کیا، البتہ عبیدہ اور عتبہ میں چند ضربوں کا تبادلہ ہوا، دونوں ایک دوسرے کے مقابل جمے رہے، حمزہ و علی اپنے رفیق کی مدد کو پہنچے اور عتبہ کا کام تمام کر کے عبیدہ کو اٹھا کر لے آئے۔ پھر دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب آنے لگے، آپ ﷺ نے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ دوں، حملہ نہ کرنا۔ اس وقت تک آپ ﷺ ابوبکر کے ساتھ چھپر میں تھے، ان کے علاوہ چھپر میں کوئی نہ تھا، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے موعودہ نصرت کی درخواست کر رہے تھے، دیگر دعاؤں کے ساتھ آپ نے یہ دعا بھی مانگی: اے اللہ! اگر آپ نے آج یہ جماعت ہلاک کر دی تو آپ کی عبادت نہ کی جائے گی۔ ابوبکر کہہ رہے تھے: اے اللہ کے رسول! اپنی آہ وزاری کم کیجیے، بے شک اللہ تعالیٰ آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائیں گے۔

دشمنوں سے لڑائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھایا اور دشمنوں کو ان کی نظر میں کم کر کے دکھایا، تاکہ انہیں لڑنے کا حوصلہ ہو۔ آپ ﷺ کو چھپر میں نیند کی ہلکی سی جھپکی آئی، نیند سے اٹھ کر فرمایا: خوش ہو جاؤ اے ابوبکر! عمامہ پہنے یہ جبریل کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں: آپ کے پاس اللہ کی مدد و نصرت آگئی، اللہ تعالیٰ نے نشان زدہ فرشتے بھیجے ہیں۔

ابو اسید مالک بن ربیعہ معرکۂ بدر میں شریک تھے، بینائی جانے کے بعد کہتے تھے: اگر اس وقت میں تمہارے ساتھ بدر کے میدان میں کھڑا ہو جاؤں اور میری بصارت کام کرے تو میں بغیر کسی شک وشبہے کے تمہیں وہ گھاٹیاں دکھا سکتا ہوں، جہاں سے فرشتے نکلتے تھے۔ بدر کے علاوہ کسی اور غزوے میں فرشتوں نے قتال نہیں کیا، بل کہ صرف امداد و اعانت فراہم کی۔ فرشتوں نے سروں پر سفید عمامے باندھے ہوئے

تھے، عماموں کے شملے کاندھوں کے درمیان تھے۔

آپ ﷺ نے مٹھی بھر سنگ ریزے دست مبارک میں لیے اور چھپر سے باہر آ کر سامنے کے رخ پر آئے اور ''چہرے مسخ ہوں'' کہہ کر کفار کی طرف وہ سنگ ریزے پھینک دیے، اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آج جو شخص بھی صبر و تحمل، ثواب کی نیت اور بغیر پیٹھ دکھائے آگے بڑھ کر نہ پیٹھ دکھا کر لڑے گا، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

یہ سن کر بنی سلمہ کے ایک فرد عمیر بن حمام نے، جن کے ہاتھ میں کھجوریں تھیں، کہا کہ اے اللہ کے رسول! اگر میں پیٹھ دکھائے بغیر آگے بڑھ کر قتال کروں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے جنت ملے گی۔ تو انہوں نے ہاتھ سے کھجوریں پھینکیں اور آگے بڑھ کر قتال کرنے لگے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

بعد ازاں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا: حملہ کرو، جس کے سامنے عباس آئے، وہ اسے چھوڑ دے، اس لیے کہ وہ مجبوری کی حالت میں کفار کے ساتھ آئے ہیں۔ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا: کیا ہم اپنے والد، بیٹوں اور بھائیوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں، اللہ کی قسم! اگر وہ میرے سامنے آیا تو میں تلوار سے اس کا منہ کاٹ لوں گا۔ آپ ﷺ کو ابو حذیفہ کی یہ بات پہنچی تو آپ نے عمر سے کہا: اے ابو حفص! کیا اللہ کے رسول کے چچا کے چہرے پر تلوار چلائی جائے گی؟ عمر نے کہا: اے اللہ کے رسول! حکم دیجیے کہ اس کی گردن اڑا دوں، بہ خدا! وہ منافق ہو گیا ہے۔ تاہم بعد ازاں ابو حذیفہ کہتے تھے: میں اپنے اس جملے سے مامون نہیں ہوں، میں اب تک اس سے خائف ہوں، صرف میری شہادت ہی اس کا کفارہ ہو سکتی ہے۔ یمامہ کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عباس مکے میں ایمان لا چکے تھے، لیکن لوگوں کے خوف سے اسلام مخفی رکھا ہوا تھا۔

صحابہ کرام نے مشرکین پر حملہ کیا، مشرکین کو ہزیمت اور مسلمان فتح سے ہم کنار ہوئے۔ بہت سے سرداران قریش کو اللہ تعالیٰ نے قتل فرمایا اور بہتوں کو قید و بند میں مبتلا کیا۔

جنگ ختم ہو گئی اور شکست خوردہ فوج قیدی بنائے جانے لگی تو آپ ﷺ نے سعد بن معاذ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات بھانپ کر استفسار کیا: بہ خدا! اے سعد! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیدی بنانا تمہیں ناگوار گزر رہا ہے؟ کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! سعد نے مزید کہا: یہ پہلی ہزیمت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر نازل کیا ہے، تو انہیں خوں ریزی سے قتل کرنا میرے نزدیک زندہ رکھنے سے زیادہ

پسندیدہ ہے۔

۱۷ رمضان المبارک بہ روز جمعہ بدر کا معرکہ پیش آیا۔ مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی، ۷۴ قریش اور مہاجرین میں سے تھے، بقیہ سب کے سب انصار میں سے تھے۔ مشرکین کی تعداد ۹۵۰ تھی۔

مسلمانوں میں سے قریش کے چھ افراد شہید ہوئے، بنی مطلب میں سے عبیدہ بن حارث بن مطلب۔ بنی زہرہ بن کلاب میں سے عمیر بن ابی وقاص، سعد کے بھائی، ذوشمالین ابن عبد عمرو بن نضلہ، خزاعہ سے ان کے حلیف۔ بنی عدی بن کعب میں سے عاقل بن بکیر یعنی بنی سعد بن لیث میں سے ان کے حلیف، اور عمر کے آزاد کردہ غلام مہجع۔ بنی حارث بن فہر میں سے صفوان بن بیضا۔

انصار میں سے شہید ہونے والے، بنی عمرو بن عوف میں سے: سعد بن خیثمہ، مبشر بن عبد المنذر۔ بنی حارث بن خزرج میں سے یزید بن حارث، جنہیں ابن فسحم بھی کہا جاتا ہے۔ بنی سلمہ میں سے عمیر بن حمام۔ بنی حبیب بن عبد الحارثہ بن مالک بن غضب بن جشم میں سے رافع بن معلیٰ۔ بنی نجار میں سے حارثہ بن سراقہ ابن حارث۔ بنی غنم بن مالک بن نجار میں سے حارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے عوف اور معوذ، عفرا کے بطن سے۔

قریش اور انصار کے ملا کر مسلمانوں کے کل ۱۴ افراد شہید ہوئے۔ بدر کے روز علی بن ابی طالب نے عتبہ بن ربیعہ کو قتل کیا اور طعیمہ کے بھائی طعیمہ بن عدی بن نوفل کو قتل کیا۔ جب اسے قتل کرنے کے لیے تلوار سونتی تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! لا تخلصنا فی اللّٰہ بعد الیوم ابدا، عتبہ بن ربیعہ کے قتل میں حمزہ بھی شریک ہوئے۔ بنی عبد شمس کے حلیف عامر بن عبد اللہ انماری، بنی عبد مناف کے ایک شخص نضر بن حارث بن کلدہ اور عاص ابن سعید بن عاص بن امیہ کو قتل کیا۔ عمر بن خطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔

اس روز قتل ہونے والے مشرکین کی کل تعداد ۷۴ تھی، اور اتنے ہی قیدی بنے۔

پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ابو جہل کو تلاش کیا جائے۔ معاذ بن عمرو بن جموح نے، جو ابو جہل کی تلاش میں تھے، مشرکین کی ایک جماعت کو کہتے ہوئے سنا کہ اے ابو الحکم! وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب یہ سنا تو سمجھ گئے کہ یہ ابو جہل ہے، ابو جہل کو ہدف بنا کر اس کی طرف چل پڑے۔ قریب پہنچ کر ایک زوردار حملے میں ابو جہل کی آدھی پنڈلی کاٹ ڈالی۔ عکرمہ بن ابی جہل نے جو اس کے ساتھ تھا، معاذ پر حملہ کیا اور تلوار کا وار سے معاذ کے بازو کاندھے سے کاٹ دیا، جو کھال کے ایک ٹکڑے کے ساتھ لٹکتا رہا۔ معاذ ابو

جہل سے دور ہو گئے اور قتال میں مشغول رہے۔ دن کا اکثر حصہ لڑتے ہوئے اور کھال کے ساتھ معلق بازو کو سنبھالتے ہوئے گزرا، جب بازو سنبھالنے سے اذیت ہونے لگی تو بازو پر پاؤں رکھ کر کھال چیر دی اور بازو الگ کر لیا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے تک آپ ایک بازو کے ساتھ زندہ رہے۔

معوذ بن عفرا کا گزر ابو جہل پر ہوا تو اسے بچھڑا ہوا پایا، تلوار کی ایک ضرب لگائی، تاہم ابھی ابو جہل میں زندگی کی رمق باقی تھی۔

عبداللہ بن مسعود نے جب ابو جہل کو پایا تو آخری سانسیں لے رہا تھا، اسے پہچان کر اپنا پاؤں اس کے کاندھے پر رکھا اور کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے، اے اللہ کے دشمن! ابو جہل نے کہا: مجھے کیسے رسوا کیا، تم نے تو صرف ایک آدمی کو قتل کیا ہے! مجھے بتاؤ! فتح کسے حاصل ہوئی؟ ابن مسعود نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو۔ ابو جہل نے دیکھا کہ ابن مسعود نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا ہوا ہے تو کہا کہ اے بکریاں چرانے والے چھوٹے سے چرواہے! تو مشکل اونچائی پر سوار ہے۔ عبداللہ نے ابو جہل کا سر قلم کیا اور اسے لے کر خدمت اقدس میں آئے، اور کہا کہ یہ اللہ کے دشمن ابو جہل کا سر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا یہ اسی کا سر ہے؟ ابن مسعود نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! جی ہاں! یہ اسی کا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

مکہ مکرمہ میں امیہ بن خلف اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان دوستی تھی، امیہ عبدالرحمٰن سے کہتا تھا: کیا اپنے والد کے دیے ہوئے نام سے منہ پھیرتے ہو؟ تو وہ جواب دیتے: ہاں! تو امیہ کہتا: میں الرحمٰن کو نہیں جانتا، میرے اور اپنے درمیان کوئی نام طے کرو، جس کے ذریعے میں تمہیں پکاروں، تم تو اپنا پرانا نام پکارنے پر جواب نہیں دیتے اور میں تمہیں ایسے نام سے پکار نہیں سکتا، جسے میں جانتا نہ ہوں۔ عبدالرحمٰن نے کہا: جو تمہارا دل چاہے، کہا کرو۔ امیہ نے کہا: میں تمہیں عبدالالہ کے نام سے پکاروں گا۔ مکے میں امیہ عبدالرحمٰن کو اسی نام سے پکارتا تھا۔

امیہ اور اس کا بیٹا قیدیوں کے ساتھ کھڑے تھے کہ عبدالرحمٰن کا گزر ہوا، عبدالرحمٰن کے پاس زرہیں تھی، جنہیں وہ کفار سے لائے تھے، امیہ بن خلف نے انہیں دیکھ کر پکارا: عبد عمرو! عبدالرحمٰن نے سنی ان سنی کر دی، پھر پکارا: عبدالالہ! جواب دیا: جی! امیہ نے کہا: ہم تمہارے لیے ان زرہوں سے زیادہ فائدہ مند ہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا: بہ خدا! ایسا ہی ہے، تب تو تم ہی سہی۔ زرہیں پھینک دیں اور دونوں کو ہاتھوں سے پکڑ کر لے جانے لگے، امیہ نے پوچھا: عبدالالہ! وہ کون تھا، جو سینے پر شترمرغ کا پر لگائے لڑ رہا تھا؟ عبد

الرحمٰن نے کہا: حمزہ بن عبدالمطلب، امیہ نے کہا: اس نے ہمیں خوب نقصان پہنچایا ہے۔

عبدالرحمٰن انہیں کھینچتے ہوئے لے جا رہے تھے کہ بلال کی نظر ان پر پڑی، بلال نے کہا: کفر کا سردار امیہ بن خلف! اگر اس نے نجات پائی تو میری نجات نہیں، عبدالرحمٰن نے کہا: اے بلال! یہ میرے قیدی ہیں۔ بلال نے کہا: اگر یہ زندہ رہا تو میری خیر نہیں، عبدالرحمٰن نے غصے سے کہا: اے کالی عورت کے بیٹے! کیا تو سن نہیں رہا۔ بلال نے وہی جملہ پھر دہرایا اور اونچی آواز میں چلائے یا انصار اللہ! کفر کا سردار امیہ بن خلف یہ ہے، اگر یہ زندہ رہا تو میری خیر نہیں۔ یہ سن کر مسلمانوں نے امیہ کو گھیرے میں لے لیا اور عبدالرحمٰن ان کا دفاع کرنے لگے، ایک شخص نے تلوار کے وار سے امیہ کے بیٹے کو قتل کر دیا تو عبدالرحمٰن نے کہا: اپنی جان بچاؤ! بہ خدا! میں تمہیں بچا نہیں سکتا۔ مسلمانوں نے مل کر حملہ کیا اور امیہ کو قتل کر دیا۔ عبدالرحمٰن اس معاملے کے بعد اکثر کہتے تھے: اللہ بلال پر رحم فرمائے! زرہیں بھی گئیں اور قیدی بھی گئے۔

ابوالیسر کعب بن عمرو نے عباس بن عبدالمطلب کو قید کیا اور انہیں بیڑیوں میں جکڑ لیا، آپ ﷺ نے وہ رات آنکھوں میں کاٹی اور فرمایا: میں نے بیڑیوں میں عباس کی کراہ سنی ہے۔ ابوالیسر نے انہیں بیڑیوں سے آزاد کر دیا۔ مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اونٹ سے کم پر معاملہ طے نہ کیجیے گا۔ قید میں ہی عباس نے کہا: یہ صحیح نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ عباس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایک جماعت پانے کا وعدہ فرمایا تھا، سو وہ وعدہ پورا ہوا۔

اسیروں کے بارے میں آپ ﷺ نے مسلمانوں سے استفسار کیا کہ ان کے بارے میں کیا مشورہ ہے؟ ابوبکر نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ ہی کی قوم اور رشتے دار ہیں، انہیں زندہ رہنے دیں اور ان کے ساتھ نرمی کریں، شاید اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے۔

عمر نے کہا: یہ وہ ہیں، جنہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کو مکے سے نکالا، انہیں آگے کیجیے اور ان کی گردنیں مار دیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہاری مثال ابراہیم کی سی ہے کہ انہوں نے کہا تھا:

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۶)

پس جو میری پیروی کرے وہ تو میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اے عمر! تمہاری مثال نوح کی سی ہے کہ انہوں نے کہا تھا:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (۷)

اے میرے ربّ! تو روئے زمین پر کسی کافر کو بستا ہوا نہ چھوڑنا۔

آپ ﷺ کا منادی اعلان کر رہا تھا کہ جس کسی نے ام حکیم کو قید کر رکھا ہو، وہ اسے چھوڑ دے، کیوں کہ آپ ﷺ نے انہیں امان دی ہے۔ ایک انصاری نے انہیں قید کر رکھا تھا، جب یہ اعلان سنا تو انہیں آزاد کر دیا۔

آپ ﷺ نے مشرکین کی لاشیں قلیب نامی کچرے کے کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا، کنویں کے اوپر کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: اے اہل قلیب! کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پالیا؟ میں نے تو اپنے رب کے وعدے کو سچا پالیا۔ مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مُردوں کو آواز لگا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم سن سکتے ہو تو انہوں نے بھی سنا ہے۔ (۸) پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر تین مرتبہ یہی جملے دہرائے۔

مدینے کے مسلمانوں کو فتح کی خوش خبری دینے کے لیے آپ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو بالائی علاقوں کی طرف اور زید بن حارثہ کو نشیبی علاقوں کی طرف بھیجا۔

زید مدینے اس حال میں پہنچے کہ لوگ بنت رسول حضرت رقیہ، جو حضرت عثمان کے عقد میں تھیں، کی قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے۔ حضرت عثمان نے حضور ﷺ سے اپنی بیمار بیوی کی تیمارداری کی وجہ سے بدر میں شرکت نہ کر سکنے کی اجازت لے رکھی تھی، آپ ﷺ نے انہیں نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی، بل کہ مال غنیمت میں ان کا حصہ بھی رکھا۔ لوگ جب حضرت رقیہ کی تدفین سے فارغ ہوئے تو انہیں فتح کی خبر ملی، اسامہ بن زید اپنے والد کے پاس جنازہ گاہ آئے، وہ کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں نے انہیں گھیر رکھا تھا، وہ کہہ رہے تھے: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام، زمعہ بن اسود، عاص بن ہشام سب قتل ہو گئے۔ اسامہ نے کہا: اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے؟ کہا: جی ہاں! منافقین کہنے لگے: یہ سب بکواس ہے۔ انہوں نے اسے جھوٹ سمجھا، جب تک کہ سب کو اپنی آنکھوں سے قید و بند میں نہ دیکھ لیا۔

قریش کے پاس شکست کی خبر سب سے پہلے حیسمان بن جابس بن عبداللہ مدلجی نے پہنچائی۔ حیسمان سے لوگوں نے پوچھا: کیا ہوا؟ حیسمان نے کہا: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام، امیہ بن خلف سب قتل ہو گئے۔ یہ سن کر صفوان بن امیہ بن خلف نے کہا: اللہ کی قسم! یہ پاگل ہو گیا ہے، اس سے میرے بارے میں پوچھو۔ کسی نے حیسمان سے پوچھا: صفوان ابن امیہ کے ساتھ کیا ہوا؟ حیسمان نے

کہا: صفوان تو یہ دیکھو کعبے کے پاس بیٹھا ہے۔ بہ خدا! میں نے اس کے بھائی اور والد کو اپنی آنکھوں سے قتل ہوتے دیکھا ہے۔

پھر ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب مکہ آیا۔ ابولہب بدر کی جنگ میں شریک نہ ہوسکا تھا، اس نے اپنے بہ جائے عاص بن ہشام کو بھیجا تھا، ابوسفیان کو آتے دیکھ کر ابولہب نے کہا: آؤ اے بھتیجے آؤ! تمہارے پاس کیا خبر ہے؟ ابوسفیان بیٹھا اور لوگ ان کے گرد کھڑے تھے، ابولہب نے کہا: اے بھتیجے! کیا معاملہ پیش آیا؟ ابوسفیان نے کہا: بہ خدا! کچھ نہیں، جب ہماری ان سے جنگ ہوئی تو (گویا) ہم نے انہیں اپنے کاندھے دے دیے کہ جیسے چاہیں ہمیں قتل کریں، اور جس طرح چاہیں ہمیں قید کریں، اللہ کی قسم! اس کے باوجود میں اپنے لوگوں کو ملامت نہیں کرتا، کیوں کہ ہماری لڑائی ایسے اجلے مردوں سے ہوئی جو بلق گھوڑوں پر سوار تھے، انہوں نے زمین اور آسمان کے خلا کو پر کر رکھا تھا، بہ خدا! ان کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہرتی تھی۔ یہ خبر سن کر ابولہب ۷ روز تک زندہ رہا، اللہ تعالیٰ نے اسے ایک طاعونی مرض میں مبتلا کیا، اسی مرض میں مرا اور اسے مکے کے بالائی حصے میں دفنا دیا گیا۔ قریش اس خوف سے اپنے مقتولوں پر نہ روئے کہ مبادا آپ ﷺ اور صحابہ کو اس کی خبر مل جائے اور خوشیاں منانے لگیں۔

مشرکین سے ہاتھ لگ جانے والے مال غنیمت کے بارے میں مسلمانوں کے تین گروہ تھے، پہلا، جس نے مال غنیمت جمع کیا اور سمیٹا تھا، کہنے لگا: آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو جس کے ہاتھ لگے، وہ اس کا ملک ہے۔ (۹)

دوسرا گروہ جو دشمن کے تعاقب میں لگا رہا، کہنے لگا: اللہ کی قسم! اگر ہم نہ ہوتے تو تمہارے ہاتھ کچھ بھی نہ لگتا، ہم دشمن کے ساتھ مصروف رہے اور تم نے یہ سب سمیٹ لیا۔

ناگہانی دشمن سے آپ ﷺ کی حفاظت کرنے والے گروہ نے کہا: اللہ کی قسم! تم ہم سے زیادہ اس غنیمت کے حق دار نہیں، ہم چاہتے تو دشمن نے جب ہمیں اپنے کاندھے سپرد کیے اور جب ہمارے اور ان کے سوا کوئی نہ تھا، تو ہم ان سے اچھی طرح نمٹ لیتے، لیکن ہمیں ڈر تھا کہ دشمن پیچھے مڑ کر کہیں آپ ﷺ پر وار نہ کرلے، اس لیے ہم آپ ﷺ کی حفاظت پر کمربستہ رہے، اس لیے تم ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔

یہ اختلاف رائے اس لیے ہوا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: جس نے یہ کیا، اس کے لیے یہ ہے۔ تو نوجوانوں نے تیزی دکھائی اور بوڑھے جھنڈوں کے نیچے رہے۔

حفاظت کی غرض سے مامور افراد جب اپنا حصہ، جو آپ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا، وصول کرنے آئے

تو سن رسیدہ افراد نے کہا: ہم پر ترجیح حاصل نہ کرو، کیوں کہ ہم تمہارے پیچھے تھے اور ہم جھنڈوں کے نیچے تھے، اگر ہم اپنی جگہ چھوڑ دیتے تو تم بھی ہم سے آملتے۔ (۱۰) یوں یہ حضرات آپس میں اختلاف کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ (۱۱) آخر سورت تک نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت ان کے ہاتھ سے لے لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا، آپ ﷺ نے مال غنیمت کا انتظام وانصرام عبداللہ بن کعب مازنی کے سپرد فرمایا۔

تین روز کے بعد آپ ﷺ بدر سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے، قیدی بھی ساتھ لیے۔ بدر سے تھوڑا ہی نیچے اترے تھے کہ طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید حوران سے آپ سے آملے، آپ ﷺ نے انہیں بھی مال غنیمت میں حصے کا حق دار قرار دیا اور انہیں اجر کی بشارت دی۔ جب آپ ﷺ صفرا پہنچے، صفرا اور مدینے کے درمیان تین دن کی مسافت تھی، تو نضر بن حارث جو قیدی تھا، کے قتل کا حکم صادر فرمایا، اسے علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ جب عرق الظبیہ پہنچے تو عتبہ بن ابی معیط کے قتل کا فیصلہ فرمایا تو عتبہ نے آپ ﷺ سے کہا: بچوں کے لیے کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے لیے جہنم ہے۔

صفرا میں آپ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا، صفرا اور بدر کے درمیان ۱۷ میل کا فاصلہ ہے۔ غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے سب صحابہ کو حصہ دیا اور خود بھی ایک عام مسلمان جتنا حصہ وصول فرمایا۔

آپ ﷺ قیدیوں سے ایک روز پہلے مدینے پہنچے، دوسرے دن قیدیوں کو پیش کیا گیا۔ جب یہ سب روحا کے مقام پر پہنچے تو وہاں کے مسلمان جنگ میں کام یابی کی مبارک باد دینے کے لیے آنے لگے، تو سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا: کس بات کی مبارک باد دے رہے ہو! اللہ کی قسم؟ ہم نے تو معلق (بے حس) جسم کی طرح گنجی بوڑھیوں سے جنگ کی ہے، جنہیں جیسے چاہا، کاٹا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا: اے بھتیجے! یہ قریش (کے سپوتوں) کی جماعت تھی۔

آپ ﷺ نے عباس بن عبدالمطلب سے کہا: اپنا اور اپنے بھتیجوں عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمر جو بنی حارث بن فہر کا آدمی ہے، کا فدیہ دو، کیوں کہ تم مال دار ہو۔ عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں مسلمان تھا، لیکن لوگوں نے مجبور کر رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہارے اسلام کے بارے میں خوب جانتا ہے، تم جو کہہ رہے ہو اگر وہ صحیح ہے تو اس مال کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہیں اور عطا فرمائے گا، بہ ظاہر جو تمہاری صورت حال تھی، ہم اسی کے مکلف ہیں، چناں چہ اپنا فدیہ دو۔

آپ ﷺ عباس سے بیس اوقیہ سونا غنیمت میں لے چکے تھے، اس کے بارے میں عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اسے میں اپنے فدیہ تصور کروں؟ فرمایا: نہیں، وہ اللہ نے ہمیں تم سے عطا فرمایا ہے۔

عباس نے کہا: میرے پاس مال نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مال کہاں ہے جسے تم نے مکے میں چھپایا ہے؟ جب تم ام الفضل بنت حارث کے پاس سے آرہے تھے اور تمہارے درمیان کوئی نہیں تھا تو تم نے اس سے کہا تھا کہ اگر میرا یہ سفر کام یاب رہا تو فضل کے لیے اتنا ہے، اور عبداللہ کے اتنا۔

عباس نے بے ساختہ کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اس بات کا علم میرے اور ام الفضل کے علاوہ کسی کو بھی نہیں ہے۔ اب میں جان گیا ہوں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔

بعد ازاں قریش نے آپ ﷺ کی خدمت میں جبیر بن مطعم کو قیدی چھڑانے کے لیے بھیجا۔ جنہیں قتل کیا جانا ضروری تھا، انہیں آپ ﷺ نے قتل کیا اور جن کا فدیہ لینا تھا، ان کا فدیہ لیا۔ جس کے پاس مال نہیں تھا، ان پر احسان کیا۔ (۱۲)

بدر کے قیدیوں میں جو عرب تھا، اس کا فدیہ چالیس اوقیہ مقرر فرمایا، اور جو آزاد کردہ غلام تھا، اس کا فدیہ بیس درہم مقرر فرمایا۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا (۱۳)

اگر اللہ کی طرف سے پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو جو تم نے لے لیا ہے اس پر تمہیں بڑی سزا ملتی۔ سو جو مال غنیمت ملا ہے اس کو حلال وطیب سمجھ کر کھاؤ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے کالے سر والی قوم پر غنیمت حلال نہ تھی، (اب حلال ہوئی) اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہاری کمزوری دیکھی تو غنیمت کو تمہارے لیے مال طیب بنا دیا۔ اس سے پہلے مال غنیمت کو ایک صف میں آراستہ کیا جاتا تھا، آگ آتی اور اسے کھا جاتی۔

بدر میں شریک صحابہ کی تعداد اور نام

حسن بن سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، حماد بن سلمہ سے عاصم بن ابی نجود، انہوں نے ابوصالح اور انہوں نے ابوہریرہ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور کہہ دیا کہ جو چاہے کرو، جنت تمہارے لیے واجب ہو چکی ہے۔ (۱۴)

راوی کہتے ہیں: معرکہ بدر میں آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کرنے والے مہاجرین وانصار کی تعداد تین سو تیرہ تھی، وہی تعداد جس نے طالوت کے ہم راہ نہر پار کی تھی۔ قبائل کے اعتبار سے میں ان کا نام ذکر کرتا ہوں، تاکہ علم کی راہ پر چلنے والے کو جب اسے توفیق خداوندی حاصل ہو، تو ان کا جاننا مشکل نہ ہو۔

قریشی صحابہ کے ذکر سے ہم آغاز کرتے ہیں، بنی ہاشم اور پھر بنی عبد المطلب بن عبد مناف سے شرکت کرنے والے:

حمزۃ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف آپ ﷺ کے چچا، وعلی بن ابی طالب بن عبد المطلب، وزید بن حارث بن شرحبیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن یزید بن امرئ القیس الکلبی، وانسۃ آپ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام، وابوکبشۃ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام، وابومرثد کناز بن حصین ابن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشۃ بن سعد بن ظریف بن جلان بن غنم بن غنی بن یعصر (بن) سعد بن قیس بن عیلان بن مضر، وابنہ مرثد بن ابی مرثد حلیفا حمزۃ بن عبد المطلب، (و) حصین بن الحارث بن المطلب، ومسطح بن اثاثۃ بن المطلب۔ (۱۵)

بنی تیم بن مرہ بن کعب سے:

ابوبکر صدیق ان کا نام عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ، وبلال بن رباح ابوبکر کے آزاد کردہ غلام، وعامر بن فہیرۃ ابوبکر کے آزاد کردہ غلام، وطلحۃ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ، بدر میں شرکت نہیں کی، آپ ﷺ نے جاسوسی کے لیے روانہ فرمایا تھا، بدر کے معرکے سے فراغت کے بعد یہ آپ ﷺ سے ملے تو آپ ﷺ نے ان کا حصہ بھی مقرر فرمایا۔

بنو عدی بن کعب بن لؤی سے:

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ ابن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی، واُخوہ زید بن الخطاب بن نفیل، ومہجع بدر میں سب سے پہلے شہید ہونے والے عمر بن خطاب کے آزاد

کردہ غلام، وعامر ابن ربیعۃ ، وعمرو بن سراقۃ بن معتمر بن انس بن اذاۃ بن رباح بن عدی بن کعب، اور عمرو بن سراقہ کے بھائی عبداللہ بن سراقۃ ، وواقد بن عبداللہ بن عبدمناف بن عرین بن ثعلبۃ ابن یربوع بن حنظلۃ بن زید مناۃ بن تمیم، وخولی بن ابی خولی، وعاقل بن البکیر ،ایاس بن البکیر ،وخالد بن البکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرۃ بن سعد بن لیث ، وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح (بن رزاح) بن عدی بن کعب بن لؤی، بدر میں شرکت نہیں کی، آپ ﷺ نے قافلے کی جاسوسی کے لیے روانہ فرمایا تھا، بدر کے معرکے سے فراغت کے بعد یہ آپ سے ملے تو آپ ﷺ نے ان کا حصہ بھی مقرر فرمایا اور اجر کی بشارت دی۔

بنو عبد شمس بن عبد مناف سے:

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ ابن عبد شمس بن عبد مناف، اپنی بیوی رقیہ کی عیادت کی وجہ سے آپ کے ساتھ جا نہ سکے، وہ بیمار تھیں، آپ ﷺ نے انہیں شرکت نہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی، ان کا حصہ مقرر فرمایا اور اجر کی بشارت دی، اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔

ان کے حلیفوں میں سے:

عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمۃ، وعکاشۃ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرۃ بن کبیر بن غنم، (وشجاع بن وہب بن ربیعۃ)، اور ان کے بھائی عقبہ بن وہب بن ربیعۃ ، ویزید بن رقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم، وابو سنان اخو عکاشۃ بن محصن بن حرثان، اور ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان، ومحرز بن نضلۃ بن عبداللہ بن مرۃ بن کبیر بن غنم ، وربیعۃ بن اکثم ابن عمرو بن بکیر بن عامر بن غنم ، مالک بن عمرو۔ (۱۶)

بنو زہرہ بن کلاب سے:

عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن الحارث ابن زہرۃ بن کلاب، وسعد بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب، وعمیر بن ابی وقاص بن اہیب سعد کے بھائی۔

ان کے حلیفوں میں سے:

المقداد بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک بن ربیعۃ بن ثمامۃ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبۃ بن مالک بن الشرید، ومسعود بن ربیعۃ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن حمالۃ بن غالب بن محلم ابن عائذہ بن الہون بن خزیمۃ من القارۃ، وذو الشمالین بن عبد عمرو ابن نضلۃ بن غبشان بن سلیم بن مالک بن

افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن خزاعۃ، وعبد اللہ بن مسعود بن الحارث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلۃ بن کاہل بن الحارث بن سعد بن ہذیل، وخباب بن الارت، وصہیب بن سنان بن عبد عمرو بن الطفیل بن عامر بن جندلہ۔

بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی سے:

الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، وحاطب بن ابی بلتع، وسعد حاطب کے آزاد کردہ غلام۔

بنی نوفل بن عدمناف میں سے:

عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمۃ، وخباب مولی عتبہ بن غزوان۔

بنو عبد الدار بن قصی سے:

مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی۔ یہ بدر کے روز آپ ﷺ کی حفاظت پر مامور تھے، احد میں شہید ہوئے، وسویبط بن سعد بن حرملۃ بن مالک بن عمیلہ بن السباق بن عبد الدار بن قصی۔

بنی مخزوم بن یقظہ سے:

ابوسلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، وشماس بن عثمان بن الشرید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم، والارقم بن ابی الارقم، ابو ارقم کا نام عبد مناف بن اسد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے، وعمار بن یاسر، ومعتب بن عوف بن عامر بن الفضل بن عفیف۔

بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی سے:

عثمان بن مظعون ابن حبیب بن حذافۃ بن جمح، وقدامۃ بن مظعون، وعبد اللہ بن مظعون ابن حبیب، ومعمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص سے:

خنیس بن حذافۃ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم۔

بنی عامر بن لوی سے:

ابن غالب بن مالک بن حسل، وعبد اللہ بن مخرمہ بن عبد العزیٰ بن ابی القیس بن عبدود بن نصر بن

مالک بن حسل، وعبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود، وعمیر بن عوف مولی سہیل ابن عمرو، وسعد بن خولۃ ان کے حلیف تھے۔(۱۷)

بنی حارث بن فہر سے شرکت کرنے والے:

ابوعبیدۃ بن الجراح ان کا اصلی نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبۃ بن الحارث بن فہر ہے، (وعمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعۃ بن ہلال بن اہیب بن ضبۃ بن الحارث، وسہیل بن وہب بن ربیعۃ بن ہلال بن اہیب بن ضبۃ بن الحارث، واخوہ صفوان بن وہب) بیضا ان والدہ کا نام ہے، وعمرو بن ابی سرح بن ربیعۃ بن ہلال بن اہیب۔

مہاجرین کی کل تعداد جنہوں نے بدر میں شرکت کی اور جن کے لیے آپ ﷺ نے حصہ مقرر فرمایا اور اجر کی بشارت دی، صرف قریش میں سے ۱۳۸ افراد تھے۔

انصار میں سے، عبد اشہل بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس سے شرکت کرنے والے:

سعد بن معاذ بن النعمان ابن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل، وعمرو بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس اخوہ، والحارث بن اوس بن معاذ بن النعمان، والحارث بن انس ابن رافع بن امرئ القیس، وسعد بن زید بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل، وسلمہ بن سلامۃ بن وقش بن زغبۃ بن زعورا بن عبد الاشہل، وعباد بن بشر بن وقش، وسلمہ بن ثابت بن وقش، ورافع بن یزید بن کرز بن السکن بن زعورا بن عبد الاشہل، والحارث بن حزمۃ بن عدی بن ابی غنم ابن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الحارث بن الخزرج، ومحمد بن مسلمہ ابن خالد بن عدی بن مجدعۃ بن حارثہ بن الحارث ان کے حلیف تھے، وسلمہ بن اسلم ابن حریش بن عدی بن مجدعۃ ان کے حلیف، وابو الہیثم بن التیہان اسمہ مالک، وعبید بن التیہان ان کے حلیف، وعبداللہ بن سہل۔(۱۹)

بنی سواد بن کعب سے:

قتادۃ بن النعمان بن زید بن عامر، وعبید بن اوس بن مالک بن سواد۔

بنی رزاح بن کعب سے:

نصر بن الحارث، وعبداللہ بن طارق، ومعتب بن عبید یہ دونوں ان کے حلیف تھے۔

بنی حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس سے:

مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعۃ بن حارثہ بن الحارث، وابوعبس ان کا نام عبد الرحمٰن بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم ابن مجدعۃ بن حارثہ بن الحارث ہے۔ وابو برد بن نیاران کا نام ہانی ہے، یہ ان کے حلیف تھے۔

بنی عمرو بن عوف، پھر بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف سے:

عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح، وابوالاقلح قیس بن عصمۃ بن مالک بن امیہ بن ضبیعۃ، ومعتب بن قشیر بن ملیل بن زید بن العطاف، وعمرو بن معبد بن الازعر بن زید بن العطاف، وسہل بن حنیف ابن واہب بن العکیم بن ثعلبۃ بن مجدعۃ بن الحارث بن عمرو۔ (۱۹)

بنی امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو سے:

مبشر بن عبدالمنذر بن زنبر، وسعد بن عبید بن النعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیۃ، وعویم بن ساعدۃ بن عائش بن قیس، ورافع بن عنجدۃ، وعبید بن ابی عبید، وثعلبۃ بن حاطب، ایک قول کے مطابق ابو لبابۃ بن عبدالمنذر اور الحارث بن حاطب دونوں نے بدر کے معرکے میں شرکت کی۔

بنی عبید بن زید بن مالک سے:

انیس بن قتادۃ بن ربیعۃ بن خالد بن الحارث بن عبید، وسالم مولی بنت یعار، ان ہی کو سالم مولی ابی حذیفۃ بن عتبہ کہا جاتا ہے، بنت یعار ابوحذیفہ کے نکاح میں تھیں۔ (۲۰)

ان کے حلفا میں سے:

معن بن عدی بن الجد بن العجلان، وربعی بن رافع بن زید بن حارثہ بن الجد بن عدی بن العجلان، ایک قول کے مطابق عاصم بن عدی ابن الجد بن العجلان کو آپ ﷺ نے واپس بھیجا اور ان کا حصہ مقرر فرمایا۔

بنی ثعلبۃ بن عمرو بن عوف سے:

عبداللہ بن جبیر بن النعمان، وعاصم ابن قیس، وابوضیاح بن ثابت، وسالم بن عمیر، والحارث بن النعمان بن ابی خزمۃ، وخوات بن جبیر بن النعمان۔

بنی جحجبی بن کلف بن عوف بن عمرو بن عوف سے:

المنذر بن محمد ابن عقبہ بن احیحۃ بن الجلاح بن الحریش بن جحجبی، وابوعقیل بن عبداللہ بن ثعلبۃ بن بیحان بن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف یہ ان کے حلیف تھے۔ (۲۱)

بنی غنم بن السلم بن امرئ القیس بن مالک بن الاوس بن حارثہ سے:

سعد بن خیثمۃ، والمنذر بن قدامۃ، ومالک بن قدامۃ، وابن عرفجۃ، وتمیم بنی غنم بن سلم کے آزاد کردہ غلام۔

بنی معاویۃ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف سے:

جابر بن عتیک بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ، والنعمان بن عصر یہ قبیلہ بلی سے ان کے حلیف تھے، ومالک بن نمیلہ یہ بھی ان کے حلیف تھے۔

بنی الحارث بن الخزرج سے:

عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبۃ بن امرئ القیس بن ثعلبہ، وخارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس، وخلاد ابن سوید بن ثعلبۃ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس۔

بنی زید بن مالک بن ثعلبۃ سے:

بشیر بن سعد بن ثعلبۃ بن خلاس بن زید ابن مالک، وسبیع بن قیس بن عیشہ بن مالک، وعبادہ بن قیس، وسماک بن سعد، وعبداللہ بن عبس، ویزید بن الحارث ابن قیس، یہ وہی ہیں جن کو ابن فسحم کہا جاتا ہے۔

بنی جشم بن الحارث سے:

عبداللہ بن زید بن ثعلبۃ بن عبدربہ بن زید ابن الحارث بن الخزرج جنہوں نے خواب میں آواز سنی، اوران کے بھائی حریث بن زید بن ثعلبہ، وخبیب بن ساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم، وسفیان بن بشر۔

بنی جدار بن عوف بن الحارث بن الخزرج سے:

زید بن المری ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ، وتمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارۃ، وعبداللہ بن عمیر بن حارثہ۔

بنی الابجر بن عوف سے:

عبداللہ بن الربیع بن قیس بن عمرو بن عباد ابن الابجر۔

بنی عوف بن الخزرج سے:

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک، واوس بن خولی بن عبداللہ بن

الحارث بن عبید بن مالک۔

بنی جز بن عدی بن مالک بن سالم سے:

زید بن ودیعۃ بن عمرو بن قیس بن جز، ورفاعہ بن عمرو بن زید، وعقبہ بن وہب بن کلدۃ، وعامر بن سلمہ بن عامر ان کے حلیف، ومعبد بن عباد بن قشعر بن المقدم بن سالم بن غنم اور معبد کی کنیت ابوخمیصہ تھی، وعامر بن البکیر ان کے حلیف تھے۔

بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج سے:

نوفل بن عبداللہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم، وملیل بن وبرۃ ابن خالد بن العجلان بن زید، اور عتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان، وعصمۃ بن الحصین بن وبرۃ بن خالد بن العجلان۔

بنی قربوس بن غنم سے:

امیہ بن لوذان بن سالم بن ثابت بن ہزال بن عمرو بن قربوس۔

بنی اصرم بن فہر بن ثعلبۃ بن غنم بن سالم بن عوف میں سے شرکت کرنے والے:

عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم، واخوہ اوس بن الصامت۔

بنی دعد بن فہر بن ثعلبۃ بن غنم سے:

النعمان بن مالک بن ثعلبۃ بن دعد، یہ ان ہی میں سے ہیں جنہیں قوافل کہا جاتا ہے۔

بنی مرضخۃ بن غنم بن عوف سے:

مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرضخۃ بن غنم۔ (۲۲)

بنی لوذان بن غنم سے:

الربیع بن یاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان، وورق ابن ایاس، وعمرو بن ایاس۔

ان کے حلفا سے:

المجذر بن زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ، وعباد بن الخشخاش بن عمرو بن زمزمہ، وعبداللہ بن ثعلبۃ بن حزمۃ بن اصرم، ونحاب بن ثعلبۃ بن حزمۃ بن اصرم، وعتبہ بن ربیعۃ بن خالد بن معاویہ ان کے حلیف تھے۔

بنی ساعدۃ بن کعب بن الخزرج سے:

ابو دجانۃ ان کا نام سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبۃ بن الخزرج بن ساعدہ ہے، والمنذر ابن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ۔

بنی البدن سے:

عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج، وابو اسید مالک بن ربیعۃ بن البدن، ومالک بن مسعود۔

بنی طریف بن الخزرج سے:

عبداللہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبۃ بن طریف۔

اوران کے حلفا سے:

کعب بن حمار بن ثعلبۃ بن خالد، وبسبس بن عمرو، وضمرۃ، وزیاد۔

بنی جشم بن الخزرج سے:

خراش بن الصمۃ بن عمرو بن الجموح بن زید ابن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ، وتمیم مولی خراش بن الصمۃ، وعبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبۃ بن حرام بن کعب، وعمیر بن الحمام بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب، والحباب بن المنذر بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب، ومعاذ بن عمرو بن الجموح، ومعوذ ابن عمرو بن الجموح، وخلاد بن عمرو بن الجموح، وعقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام، وحبیب بن الاسود مولاہم، وثابت بن ثعلبۃ بن زید ابن الحارث بن حرام، ان ہی کو جذع کہا جاتا ہے، وعمیر بن الحارث بن ثعلبہ۔(۲۳)

بنی عبید بن عدی بن غنم سے:

عبداللہ بن الجد بن قیس بن صخر بن خنسا، وبشر بن البرا ابن معرور بن صخر بن خنسا، وسنان بن صیفی بن صخر بن خنسا، والطفیل بن النعمان بن خنسا، وعبداللہ بن حمیر وخارجہ بن حمیر دونوں اشجع ہے ان کے حلیف تھے۔

بنی النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم سے:

جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان بن سنان، وعبداللہ بن عبد مناف بن النعمان بن سنان، وخلیدہ، بن قیس بن النعمان بن سنان۔

بنی خناس سے:

جبار بن صخر بن امیہ بن خناس، ویزید بن المنذر بن سرح بن خناس، وعبد اللہ بن النعمان بن بلدمہ بن خناس، والضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ، وسواد بن زریق بن ثعلبہ، ومعبد بن قیس بن صخر ابن حرام، وعبد اللہ بن قیس بن صخر بن حرام۔

بنی سواد بن غنم بن کعب سے:

سلیم بن عمرو بن حدیدۃ بن عمرو ابن سواد، وقطبہ بن عامر بن حدیدۃ، ویزید بن عامر بن حدیدۃ ابو المنذر، وعنترہ، سلیم بن عمرو کے آزاد کردہ غلام۔

بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن کعب سے:

معاذ بن جبل بن عمرو بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد بن علی بن اسد ابن ساردہ بن تزید بن جشم، وعبس بن عامر بن عدی بن نابی، وثعلبۃ بن غنمہ بن عدی، وابوالیسر کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد، وعبد اللہ بن انیس، وعمرو بن طلق بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب، وسہل بن قیس بن ابی کعب بن القین بن کعب۔

بنی زریق بن عامر بن زریق سے:

سعد بن عثمان بن خلدۃ بن مخلد، والحارث بن قیس بن خالد بن مخلد، وجبیر بن یاس بن خالد بن مخلد، وعباد بن قیس بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق، واسعد بن یزید ابن الفاکہ بن زید بن خلدۃ بن عامر، والفاکہ بن بشر بن الفاکہ بن زید بن خلدۃ، عائذ بن ماعص بن قیس بن خلدۃ، اوران کے بھائی معاذ بن ماعص، ومسعود بن سعد بن قیس بن خلدۃ۔

بنی العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق سے:

رفاعۃ بن رافع بن مالک ابن العجلان، اوران کے بھائی خلاد بن رافع، وعبید بن زید بن عامر بن العجلان

بنی بیاض بن عامر بن زریق سے:

زیاد بن لبید بن ثعلبۃ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ، وفرو بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر ابن بیاضہ، ورخیلہ بن ثعلبۃ بن عامر بن بیاضہ، وخالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ، وخلیفہ بن عدی بن عمرو مالک بن عامر بن فہیرۃ ابن بیاضہ۔

بنی حبیب بن عبد حارثہ سے:

رافع بن المعلی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبۃ بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ۔

بنی النجار یعنی تیم اللہ بن ثعلبۃ بن عمرو بن الخزرج سے:

ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبۃ بن عبد عوف بن غنم۔

بنی عمرو بن عبد عوف سے شرکت کرنے والے:

عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان، وسراقۃ بن کعب بن عبد العزیٰ بن غزیہ، وثابت بن خالد بن النعمان بن خنسا ابن عسیرۃ۔

بنی عبید بن ثعلبۃ بن غنم بن مالک سے:

حارثہ بن النعمان بن رافع بن زید بن عبید، وسلیم بن قیس بن قہد، قہد کا نام خالد بن قیس بن ثعلبۃ ابن عبید بن ثعلبہ ہے۔ (۲۴)

بنی عائذ بن ثعلبۃ بن غنم بن مالک سے:

سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ، وعدی بن ابی الزغبا ان کے حلیف تھے۔

بنی زید بن ثعلبۃ بن غنم سے:

مسعود بن اوس (بن زید، وابوخزیمہ بن اوس بن زید) بن اصرم بن زید بن ثعلبہ، ورافع بن الحارث بن سواد بن زید۔

بنی سواد بن مالک بن غنم سے:

عوف بن الحارث، ومعوذ بن الحارث، ومعاذ بن الحارث، ورفاعہ بن الحارث بن سواد، عفرا ان کی والدہ تھیں، والنعمان بن عمرو بن رفاعہ بن الحارث بن سواد، وعامر بن مخلد بن الحارث بن سواد، وعبداللہ بن قیس بن زید بن سواد، وقیس بن عمرو بن قیس، وثابت بن عمرو بن زید، وعصیمۃ، وودیعۃ بن عمرو یہ دونوں ان کے حلیف تھے۔

بنی عامر بن مالک بن النجار، پھر ان کی ذیلی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول سے:

ثعلبۃ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک، وسہل بن عتیک بن النعمان ابن عمرو بن عتیک، والحارث بن الصمہ بن عمرو بن عتیک، روحا میں ان کی ہڈی ٹوٹ گئی، یہ واپس ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان کا حصہ مقرر فرمایا۔

بنی قیس بن عبید بن زید سے:

ابی بن کعب بن قیس بن عبید، وانس ابن معاذ بن انس بن قیس بن عبید۔

بنی عدی بن عمرو بن مالک بن النجار سے:

ابوطلحہ اور ان کا نام زید بن سہل ابن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی ہے، اور اوس بن ثابت بن المنذر ابن حرام بن عمرو بن زید مناہ، وابوشیخ بن ثابت بن المنذر ان کے بھائی۔

بنی عدی بن النجار ثم من عدی بن عامر بن غنم بن النجار سے:

حارثہ بن سراقۃ بن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر، وعمرو بن ثعلبۃ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر، وعمرو ابوخارجہ بن قیس ابن مالک بن عدی بن عامر وسلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک ابن عدی، وابوسلیط، ان کا نام تھا اسیرۃ، وثابت بن خنسا بن عمرو بن مالک بن عدی، وعامر بن امیہ بن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی، وسواد بن غزیہ بن وہیب ان کے حلیف تھے۔

بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار سے:

ابوالاعور کعب بن الحارث بن ظالم بن عبس بن حرام بن جندب وقیس بن السکن بن قیس بن زعور بن حرام، وسلیم بن ملحان، وحرام بن ملحان، ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب۔

بنی مازن بن النجار، پھر ان کی ذیلی شاخ پھر بنی عوف بن مبذول سے:

قیس بن ابی صعصعۃ، ابی صعصعۃ کا نام: عمرو بن زید بن عوف بن مبذول، وعبداللہ ابن کعب بن عمرو بن عوف اور عصیمۃ ان کے حلیف۔

بنی ثعلبۃ بن مازن سے:

قیس بن مخلد بن ثعلبۃ بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبۃ بن مازن۔

بنی مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار سے:

النعمان بن عبدعمرو بن مسعود بن عبدالاشہل، والضحاک بن عبدعمرو بن مسعود، وسلیم ابن الحارث بن ثعلبۃ بن کعب بن حارثہ ان کے ماں شریک بھائی، وجابر بن خالد بن عبدالاشہل بن حارثہ، وسعد بن سہل بن عبدالاشہل۔

بنی قیس بن مالک سے:

کعب بن زید بن مالک بن کعب بن حارثہ، وبجیر بن ابی بجیر ان کے حلیف۔

آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے تمام مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی، ۸۳ مہاجرین میں سے اور ۶۰ اوس میں سے اور ۱۷۰ خزرج میں سے۔

غزوۂ بدر کے بعد عصما کو قتل کیا گیا۔ مروان کی بیٹی عصما بنی امیہ بن زید سے تھی۔ اس کے شوہر کا نام زید بن حصن خطمی تھا۔ مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتی اور تکلیف پہنچاتی تھی اور ہجویہ اشعار کہتی تھی۔ عمیر بن عدی نے منت مانی کہ اگر اللہ کے فضل سے رسول اللہ ﷺ بدر سے صحیح سالم واپس آ گئے تو اس کو ضرور قتل کروں گا۔ جب آپ ﷺ بدر سے فراغت پا کر تشریف لائے تو ۲۵ رمضان المبارک کی رات عمیر عصما کے گھر میں داخل ہوئے اور اسے قتل کیا۔ پھر خاموشی سے آپ ﷺ کے پاس آئے اور صف میں شامل ہو کر آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے لگے۔ نماز فجر کے بعد گھر جانے سے پہلے آپ نمازیوں کے چہروں پر باری باری نظر ڈالتے تھے، عمیر پر جب نظر پڑی تو فرمایا: کیا تم نے عصما کو قتل کر دیا؟ کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! کیا اس کے قتل کرنے پر مجھ سے مؤاخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں دو بھیڑیں بھی سر نہ ٹکرائیں گی۔ (یعنی یہ ایک معمول کی چیز ہے، کوئی مواخذہ نہیں ہوگا)

رمضان کے اخیر میں ابوقیس بن اسلت فوت ہو گئے۔

عید الفطر سے ایک روز قبل آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور عید گاہ جانے سے قبل صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ کھلی جگہ تشریف لے گئے، سترے کی لکڑی آپ کے سامنے گڑی تھی، اس کے سامنے کھڑے ہو کر بغیر اذان و اقامت آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ بعد ازاں دو خطبے دیے، جن کے درمیان آپ نے کچھ دیر بیٹھ کر وقفہ کیا۔ یہ سترہ زبیر بن عوام کا تھا، انہیں نجاشی نے تحفتاً دیا تھا۔ زبیر نے آپ ﷺ کو ہدیہ کر دیا۔ (۲۵)

غزوۂ بنی قینقاع

یہ غزوہ شوال میں ہوا اور اس لیے پیش آیا کہ جب مسلمان مدینے وارد ہوئے تو یہود مدینہ سے معاہدہ ہوا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی کو مدد فراہم نہیں کریں گے۔ جب آپ ﷺ معرکۂ بدر سے واپس مدینے لوٹے تو یہودیوں نے غداری کا اظہار کیا، کہنے لگے: اب تک محمد کا مقابلہ شہ سواروں سے نہیں ہوا، اگر ہم جنگ و قتال پر اتر آئے تو ہماری جنگ قریش سے مختلف ہوگی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِيَانَةً فَانۡۢبِذۡ اِلَيۡهِمۡ عَلٰى سَوَآءٍ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

الْخَآئِنِیْنَ (۲۶)

آپ ﷺ ان کی خبر لینے چلے، حمزہ بن عبد المطلب نے جھنڈا اٹھاما، ابولبابہ بن منذر کو مدینے پر آپ ﷺ کا خلیفہ مقرر کیا گیا۔ یہودیوں کے علاقے میں آکر پندرہ روز کا محاصرہ کیا گیا، ان پندرہ دنوں میں کسی یہودی میں آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ہمت ہار کر یہودی آپ ﷺ کے فیصلے پر اتر آئے، آپ نے انہیں باندھنے کا حکم دیا اور انہیں تہ تیغ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو عبد اللہ بن ابی آپ ﷺ کی زرہ سے چپک گیا اور اصرار کر کے کہنے لگا کہ میں اس وقت تک آپ کو جانے نہیں دوں گا، جب تک آپ ان کا خون مجھے ہبہ نہ کر دیں۔ عبد اللہ کا یہ اصرار دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو، لیکن انہیں جلاوطن کرنے کا حکم دیا۔ یہودیوں کا تمام مال واسباب مسلمانوں کو غنیمت میں ملا۔ چوں کہ یہودی نہ زمین دار تھے نہ مشکیزے والے، بل کہ ہنر مند تھے، اس لیے آپ ﷺ نے ان کا اسلحہ اور سانچے وغیرہ قبضے میں لے لیے، غنیمت کے حوالے سے آپ ﷺ کے اکثر امور محمد بن مسلمہ کی نگرانی میں انجام پائے۔ بعدازاں آپ ﷺ نے عبادہ بن صامت کو حکم دیا کہ یہودیوں کو جلاوطن کر دیں اور ان کی باندیوں اور عورتوں سمیت انہیں مدینے سے باہر نکال دیں۔ عبادہ بن صامت انہیں لے کر مقام ذباب تک آئے اور انہیں یہیں چھوڑ دیا۔

یہ پہلا مالِ غنیمت تھا، جس کے پانچ حصے بنائے گئے، آپ ﷺ نے خمس، یعنی پانچواں حصہ اور اپنا خصوصی حصہ وصول فرمایا، بقیہ چار حصے مسلمانوں میں تقسیم فرما دیے۔

غزوۂ سویق

یہ غزوہ ذی القعدہ میں ہوا اور اس لیے پیش آیا کہ جب ابوسفیان شام سے آنے والے قافلے سمیت مسلمانوں کو چکمہ دے کر نکلا تو منت مانی کہ اس وقت تک سر میں تیل نہیں لگاؤں گا اور عورتوں کے قریب نہیں جاؤں گا جب تک محمد اور ان کے صحابہ سے انتقام نہ لے لوں۔ منت پوری کرنے کے لیے دوسو سواروں کو لے کر بنی نضیر کے علاقے میں بہ راستہ نجد یہ آیا، حیی بن اخطب کا دروازہ کھٹکھٹایا، حیی نے کھولنے سے انکار کر دیا، سلام بن مشکم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے کھول دیا، ان کی خاطر تواضع کی اور شراب پلائی، آپ ﷺ اور مدینے کی تازہ ترین صورت حال سلام نے ابوسفیان کے گوش گذار کی۔

صبح صادق کے وقت یہ دستہ جب مقام عریض پہنچا تو دیکھا کہ ایک مسلمان شخص اپنے مزدور معبد

بن عمرو کے ساتھ کام کاج میں مصروف ہے، انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا، ان کا گھر اور بھوسا وغیرہ نذر آتش کیا اور سمجھے کہ ہماری قسم اور منت پوری ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ کو جب علم ہوا تو آپ دوسو مہاجرین اور انصار کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوئے، حسب سابق ابولبابہ بن منذر کو مدینے میں نائب مقرر کیا گیا، مگر کوئی ہاتھ نہ آیا، یہ لوگ پہلے ہی نکل بھاگے تھے، چلتے وقت بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ستو کے جو تھیلے ہم راہ لائے تھے، وہ چھوڑ گئے تھے، اسی لیے اس غزوے کا نام غزوۂ سویق یعنی ستو والا غزوہ پڑا۔ آپ ﷺ نے ان کا تعاقب کیا، مگر ان تک نہ پہنچ سکے تو مدینے واپس لوٹ آئے۔

ذی الحجہ میں ابوسائب عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی۔ آپ ﷺ نے قربانی فرمائی، مسلمانوں کے ساتھ عیدگاہ تشریف لائے، یہ آپ ﷺ کی پہلی قربانی تھی، آپ نے دو سینگھوں والے مینڈھے ذبح کیے، پیٹ پر قدم مبارک رکھ کر بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا۔ مسلمانوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتدا میں قربانی کی۔

اسی ذی الحجہ میں حضرت علی اور فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح ہوا۔

ہجرت کا تیسرا سال

احمد بن علی بن مثنی، موصل کے ابویعلیٰ، اسحاق بن ابراہیم بن ابی اسرائیل، سفیان نے عمرو بن دینار سے روایت کی کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہے کعب بن اشرف کے لیے؟ کیوں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: میں ہوں اس کے لیے، اے اللہ کے رسول! کیا مجھے کچھ (جھوٹ وغیرہ) کہنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ محمد بن مسلمہ کعب کے پاس آئے اور اسے کہا: یہ شخص ہم سے ہمارے مالوں کا صدقہ مانگتا ہے اور یہ بھی کہا کہ ہم نے اس کی اتباع کی ہے، اب ہمیں پسند نہیں کہ اس کا انجام دیکھے بغیر یہ اتباع ترک کر دیں۔ میں تمہارے پاس قرض کے سلسلے میں آیا ہوں، کعب نے کہا: تب تم اپنی عورتیں ہمارے پاس رہن رکھو۔ انہوں نے کہا: ہم اپنی عورتیں تمہارے پاس کیسے رہن کے طور رکھ سکتے ہیں کہ تم تو عربوں میں خوب صورت ترین مرد ہو۔ کعب نے کہا: تب اپنی اولاد میرے پاس رہن رکھو۔ کہا: اپنی اولاد کیسے رہن رکھیں، سارا زمانہ ہمیں عار دلائے گا اور برا بھلا کہے گا، اور کہے گا کہ ایک وسق یا دو وسق کے بدلے میں اولاد رہن میں رکھ دی، لیکن ہم تمہارے پاس اپنا اسلحہ بہ طور رہن رکھتے ہیں۔ دوسری دفعہ جب آئے تو ان کے ساتھ

ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس بن معاذ، عباد بن بشر اور ابو نائلہ بھی تھے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: میں اس کے سر کو پکڑوں گا، جب میں کہوں کہ مارو تب مارنا۔ محمد بن مسلمہ نے کعب سے کہا: کیا مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ کعب نے کہا: ہاں! محمد نے کعب کا سر چھو کر کہا: کتنا پاکیزہ ہے، اور کتنی بہترین خوش بو آرہی ہے! کعب نے فخریہ کہا: میرے پاس فلاں عورت ہے جو عرب کی عورتوں میں ممتاز ترین ہے۔ محمد بن مسلمہ نے دوبارہ کہا: کیا مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ کعب نے کہا: ہاں! اب محمد بن مسلمہ نے سر چھوا تو مضبوطی سے تھام لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: اسے کاٹ ڈالو! انہوں نے ضرب لگا کر اسے کاٹ ڈالا۔ (۲۷) یہ تمام صحابہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس صورت حال کے بارے میں بتایا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق راوی کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف مکے آیا اور اپنی سواری مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس کھڑی کر کے اشعار کہنے لگا، آپ ﷺ کے خلاف لوگوں میں منفی جذبات ابھارنے لگا، کنویں میں پھینکے گئے بدر کے مقتولین کے بارے میں مرثیے کہہ کر رونے لگا۔ پھر جب کعب مدینے لوٹا تو آپ ﷺ کو اس کے آنے کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا: کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ کیوں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: میں اس کا کام تمام کروں گا، اگر آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں؟ محمد بن مسلمہ کا مقصد جنگی نقطۂ نظر سے جھوٹ وغیرہ بولنا تھا، آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ محمد بن مسلمہ چار افراد کو لے کر روانہ ہوئے، یہ چار حضرات ابو عبس بن جبر، عباد بن بشر بن وقش اور ابو نائلہ سلکان بن سلامہ بن وقش اور حارث بن اوس بن معاذ، سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی تھے۔ کعب بن اشرف مدینے کے قلعوں میں سے ایک قلعے میں تھا کہ یہ حضرات اس کے پاس پہنچے، محمد بن مسلمہ نے کعب سے کہا: محمد ہم سے ہمارے اموال کا صدقہ لینا چاہتا ہے یعنی مال میں سے حصے کا خواہاں ہے، پھر اسے کہا: میں تمہارے پاس قرض لینے آیا ہوں، میرا اسلحہ رہن میں رکھ لو۔ پھر آئے اور کعب کا سر ڈھانپا، جب اسے مضبوطی سے تھام لیا تو انہوں نے اور ساتھ آنے والوں نے ایک ہی ضرب میں کعب کا کام تمام کر لیا۔ کعب کا سر تن سے جدا کیا اور اسے لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ (۲۸)

بعد ازاں آپ ﷺ غزوہ قرقرۃ الکدر کے لیے روانہ ہوئے، اس غزوے میں علی بن ابی طالب نے جھنڈا تھام رکھا تھا، ابن ام مکتوم کو مدینے کی نگرانی پر مقرر کیا گیا تھا۔ اس غزوے میں جنگ کی نوبت نہیں آئی اور آپ ﷺ واپس آ گئے۔

آپ ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم کو عثمان بن عفان کی زوجیت میں دیا۔ ربیع الاول کے شروع میں یہ نکاح انجام پایا۔

ربیع الاول ہی کے مہینے میں ذی امر کا غزوہ پیش آیا۔ ذی امر پہنچ کر آپ ﷺ نے لشکر سمیت پڑاؤ ڈالا۔ بارش کی وجہ سے آپ ﷺ کے کپڑے گیلے ہو گئے تو آپ نے سکھانے کے لیے ایک درخت پر ٹانگ کر اس کے نیچے آرام کی غرض لیٹ گئے۔ یہ دیکھ کر غطفان نے ایک بہادر سپاہی دعثور بن حارث سے کہا: محمد اپنے ساتھیوں سے دور ہیں، اس سے زیادہ تنہا تم کبھی انہیں نہیں پا سکتے۔ دعثور نے ایک تیز دھار تلوار لی اور نیچے اترا، آپ ﷺ پہلو کے بل لیٹے کپڑے سوکھنے کا انتظار فرما رہے تھے، دعثور بن حارث جب آپ کے سرہانے پہنچ گیا، تب آپ ﷺ کو اس کے آنے کی خبر ہوئی، وہ کہہ رہا تھا: اے محمد! تمہیں میرے ہاتھوں سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ! جبریل علیہ السلام نے دعثور کے سینے پر ضرب لگائی، تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، آپ ﷺ تلوار تھام کر اس کے سر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ دعثور نے کہا: کوئی بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ، یہاں سے چلے جاؤ۔ کچھ دور جا کر دعثور نے مڑ کر کہا: اے محمد! تم بہترین نبی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ اس کے لائق ہوں۔ آپ کی آمد کا سن کر غطفان کے بدو پہاڑوں میں جا چھپے۔ مسلمان جب کسی طرح ان پر قابو نہ پا سکے تو آپ ﷺ مدینہ لوٹ آئے۔ (۲۹)

سائب بن یزید ابن اخت نمر اسی ماہ پیدا ہوئے۔ (۳۰)

جمادی اولیٰ کے مہینے میں آپ ﷺ فرع کے ایک کونے میں واقع حران نامی کان کے علاقے کی طرف روانہ ہوئے۔ اس غزوے میں بھی جنگ کی نوبت نہیں آئی اور آپ ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے۔ (۳۱)

سریۂ فردہ

اس کا قصہ یوں ہے کہ قریش نے کہا: محمد نے ہماری تجارتی گزرگاہ پر قبضہ جما کر ہماری تجارت مشکل بنا دی ہے، اگر ہم مکے میں بیٹھے رہے تو اپنی رقم بھی کھا جائیں گے۔ ابوزمعہ بن اسود بن مطلب نے کہا: میں تمہیں ایک ایسے شخص کے بارے میں بتا سکتا ہوں جو تمہیں محمد اور اس کے صحابہ سے بچا کر ایک ایسے راستے سے لے جائے گا کہ انہیں خبر تک نہیں ہوگی، اس راستے پر وہ آنکھیں بند کر کے بھی چل سکتا ہے۔ صفوان بن امیہ نے کہا: وہ کون ہے؟ ابوزمعہ نے کہا: فرات بن حیان عجلی۔ یہ ایک راہ نما تھا۔ صفوان

بن امیہ نے اسے کرائے پر لیا اور سردیوں میں تجارت کی غرض سے روانہ ہوا۔فرات اسے لے کر ذات عرق اور وہاں سے غمرہ کے راستے آگے بڑھنے لگا۔آپ ﷺ کو جب اس قافلے کی خبر پہنچی تو آپ نے زید بن حارثہ کو جمادی اولیٰ میں بھیجا۔زید قافلے کی راہ میں آئے اور اس کے مال واسباب کو اپنے قبضے میں لے لیا۔اہم افراد فرار ہوگئے،فرات ابن حیان عجلی قید ہوا۔اس تجارتی قافلے میں صفوان کا بہت سا مال تھا اور بے شمار چاندی تھی۔آپ ﷺ نے سرے میں شریک صحابہ کو مال غنیمت سے ان کا حصہ دیا اور پانچواں حصہ خود لیا،جو۲۰ ہزار بنتا تھا۔آپ ﷺ نے فرات بن حیان کو آزاد کردیا،اور وہ مکے لوٹ گیا۔

اسی ماہ آپ ﷺ نے حفصہ بنت عمر بن خطاب سے نکاح فرمایا۔عمر بن خطاب کہتے ہیں: جب حفصہ بیوہ ہوئی تو میں عثمان بن عفان کے پاس آیا اور اسے نکاح کی پیش کش کرتے ہوئے کہا: اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ سے کردوں؟ عثمان نے کہا: میں غور کروں گا۔کچھ دنوں کے بعد جب وہ مجھ سے ملا تو کہنے لگا کہ میں فی الحال اس سے شادی نہیں کرسکتا۔عمر کہتے ہیں: میں ابوبکر سے ملا اور ان سے کہا: اگر تم چاہو تو تم سے حفصہ کو بیاہ دوں؟ ابوبکر خاموش ہوگئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا، مجھے ابوبکر پر عثمان سے زیادہ غصہ آیا، پھر کچھ ہی دنوں کے بعد آپ ﷺ نے حفصہ کے لیے نکاح کا پیام بھیجا تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا نکاح کردیا۔اس کے بعد جب ابوبکر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: شاید تمہیں مجھ پر غصہ آیا ہوگا؟ میں نے کہا: ہاں! ابوبکر نے کہا: میں نے اس لیے تمہیں کوئی جواب نہیں دیا کہ آپ ﷺ مجھ سے حفصہ کا ذکر فرما چکے تھے، میں آپ کا راز فاش نہیں کرسکتا تھا، اگر آپ ﷺ حفصہ سے نکاح نہ فرماتے تو میں اسے قبول کرلیتا۔(۳۲)

بعدازاں آپ ﷺ نے ام المساکین کہلانے والی بنی ہلال کی زینب بنت خزیمہ سے نکاح فرمایا۔(۳۳) رمضان کے اوائل ہی میں نکاح کے ساتھ بنا بھی فرمائی۔آپ ﷺ سے قبل زینب، طفیل بن حارث کے نکاح میں تھیں، طفیل نے انہیں طلاق دی تھی۔

رمضان کے نصف میں حسن بن علی بن ابی طالب کی ولادت ہوئی۔آپ ﷺ نے دو مینڈھے ذبح کر کے ان کا عقیقہ فرمایا، اور حکم دیا کہ حسن کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی مساکین پر صدقہ کردی جائے۔

غزوۂ احد

اس کا قصہ یوں ہے کہ جب ابوسفیان قافلہ لے کر مکہ پہنچا تو عبد بن ابی ربیعہ مخزومی، عکرمہ بن ابی

جہل اور قریش کے وہ لوگ جن کے والد، بیٹے اور بھائی بدر کے معرکے میں قتل ہوئے تھے، کہنے لگے: اے گروہ قریش! محمد نے تمہاری نسل کاٹ ڈالی، اور تمہارے بہترین افراد کو موت کے گھاٹ اتارا، اس کے خلاف جنگ میں ہماری مدد کرو، شاید ہم اپنے مقتولین کا ان سے کچھ انتقام لے سکیں۔(۳۴)

مکے کے قبائل اور غیر قبائل کے وہ افراد جو قریش کے مطیع تھے، اور کسان وغیرہ سب کو قریش نے آپ ﷺ سے جنگ پر آمادہ کیا۔ ان سب اور اپنی بیویوں کو بھی لے کر قریش روانہ ہوئے۔ ابوسفیان بن حرب نے اپنی بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ ام معاویہ، عکرمہ بن ابی جہل نے اپنی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام، حارث بن ہشام فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ کو لے کر، عمرو بن عاص ریطہ بنت منبہ بن حجاج سہمی جو عبداللہ بن عمرو کی والدہ تھیں، کو لے کر، طلحہ بن ابی طلحہ بنی عروۃ بن عوف کی سلافہ بنت سعد بن شُہید اور ان کے علاوہ دیگر خواتین کو بھی ساتھ لیا۔ جبیر بن معطم نے اپنے غلام وحشی کو بلا کر کہا: اگر تم نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کے بدلے محمد کے چچا حمزہ کو قتل کیا تو تم آزاد ہو۔

قریش آپ ﷺ سے جنگ کے ارادے سے روانہ ہوئے، اور عینین پہاڑ پر پڑاؤ ڈالا۔ یہ پہاڑ مدینہ سے قریب ایک وادی کے کنارے پر شوریدہ زمین کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ یہ تین ہزار لوگ تھے۔ ان کے پاس دو سو گھوڑے، پندرہ عورتیں تھیں۔ ان کی آمد کا سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میری تلوار کی دھار پر دندانے پڑ گئے ہیں، میں نے ایک گائے ذبح ہوتے دیکھی، اور دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہاتھ ڈال رہا ہوں، میں نے اس زرہ کی تعبیر مدینے سے کی ہے۔(۳۵)

آپ ﷺ کی رائے میں دشمنوں کی طرف بڑھنا مناسب نہ تھا، عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا: اے اللہ کے رسول! مدینے سے نکل کر ان کی طرف نہ بڑھیے، اللہ کی قسم! ہم جب بھی کسی دشمن کی طرف نکلے، اس نے ہمیں شکست دی، اور جب بھی کوئی دشمن ہمارے علاقے میں آیا، ہم نے اسے شکست دی۔ تاہم بدر سے رہ جانے والے مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں لے کر دشمن کی طرف بڑھیے، (تاکہ) وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم بزدلی دکھا رہے ہیں یا ہم کمزور پڑ گئے ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے کہا: اے اللہ کے رسول یہیں قیام کیجیے اگر وہ آگے آئے تو بری جگہ پر آئیں گے، اگر وہ ہمارے علاقے میں داخل ہو گئے تو دو بہ دو ان سے مرد لڑیں گے اور اوپر سے عورتیں اور بچے ان پر پتھر برسائیں گے۔(۳۶) لیکن آگے بڑھ کر دشمن سے مڈبھیڑ کرنے کی رائے رکھنے والے بھی آپ ﷺ سے اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی زرہ پہن کر تشریف لائے، لیکن اس وقت تک اصرار کرنے والوں کو ندامت ہو چکی تھی، دل

دل میں کہنے لگے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو مجبور کیا، ہمیں اس کا حق نہیں تھا، پھر کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو مجبور کیا اور ہمیں اس کا حق نہیں، اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے! اگر آپ یہیں رہ کر مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی! آپ ﷺ نے فرمایا: نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ جب وہ اپنی زرہ پہن لے تو اسے قتال کیے بغیر اتارے۔

شوال کے مہینے میں ہفتے کے روز آپ ﷺ ایک ہزار صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے۔ ابن ام مکتوم کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا، مدینے کے مضافات میں واقع مقام شیخین میں آپ ﷺ نے مغرب کی نماز ادا فرمائی، ایک اور قول کے مطابق مقام شوط میں ادا فرمائی۔

یہاں آپ ﷺ نے مقاتلین کا جائزہ لیا، جنہیں اجازت دینی تھی، انہیں اجازت دی اور جنہیں واپس لوٹانا تھا، انہیں واپس ہونے کا حکم دیا۔ زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر، اسید بن حضیر، برا بن عازب، عرابہ بن اوس حارثی، ابوسعید خدری واپس لوٹائے جانے والوں میں تھے۔ سمرہ بن جندب کو اجازت مرحمت فرمائی۔ رافع بن خدیج کو آپ ﷺ نے کم عمر خیال کیا تو وہ موزوں پر چڑھ کر پنجوں کے بل کھڑے ہونے لگے، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔

آپ ﷺ کو راستہ دکھانے والے ابوحثمہ حارثی تھے۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ان کی بات مانی اور میری نہیں مانی، اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم ہم ان کے ساتھ اپنی جانوں کو کیوں خطرے میں ڈال رہے ہیں، اے لوگو! واپس چلو۔ یوں اسلامی لشکر سے عبداللہ اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر مدینے چل دیا۔

۷۰۰ صحابہ کے ساتھ آپ ﷺ آگے بڑھے، بنی حارثہ کے محلے سے گزرے، وادی کے دوسرے کنارے پر احد کی گھاٹی میں پڑاؤ ڈالا۔ احد پہاڑ کو اپنی پشت کی جانب رکھا، اور فرمایا: جب تک میں حکم نہ دوں، کوئی قتال نہ کرے۔ (۳۷)

بنوعمرو بن عوف کے ایک فرد عبداللہ بن جبیر کو آپ ﷺ نے تیراندازوں کا امیر مقرر فرمایا، یہ تیرانداز پچاس کی تعداد میں تھے۔ فرمایا: گھڑسواروں کو ہم سے دور جھڑکو، وہ ہماری پشت سے حملہ نہ کرلیں، جنگ ہمارے حق میں ہو یا نہ ہو، تم اپنی جگہ پر جمے رہنا، دیکھنا تمہاری طرف سے دشمن ہم پر وار نہ کر بیٹھے۔ (۳۸)

پھر آپ ﷺ دو زرہیں پہنے نمودار ہوئے، علی بن ابی طالب کو جھنڈا سونپا اور کہا: میری اس تلوار کا حق کون ادا کرسکتا ہے؟ ابودجانہ سماک بن خرشہ نے کہا: اس کا حق کیا ہے اے اللہ کے رسول! فرمایا: اس

سے دشمن پر اتنی ضربیں لگاؤ کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔ ابو دجانہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کا حق ادا کرنے کے نیت سے اسے لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے انہیں تلوار عطا فرمادی۔ ابو دجانہ ایک بہادر انسان تھے، جنگ میں پینترے بدل بدل کر وار کرتے، جنگ میں ان کی نشانی ایک سرخ پٹی تھی، جسے ابو دجانہ اپنے سر پر باندھ لیتے۔ پٹی بندھے ہوئے انہیں کوئی دیکھتا تو سمجھ جاتا کہ قتال کرنے والے ہیں۔ ابو دجانہ نے آپ ﷺ سے تلوار لی، اپنی پٹی نکالی اور اسے اپنے سر پر باندھ لیا، پھر دونوں صفوں کے درمیان اِترا کر چلنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چال اللہ تعالیٰ کو اس موقع کے علاوہ سخت ناپسند ہے۔

قریش بھی جنگ کے لیے تیار ہونے لگے، گھڑ سواروں کے میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو مقرر کیا، ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا: بدر کے معرکے میں تم نے ہمارا جھنڈا تھاما تھا، اس دن کیا ہوا، تم جانتے ہو، جھنڈے کے اونچا ہونے یا گرنے سے لوگ فتح یا شکست کا فیصلہ کرتے ہیں، جھنڈا اگر جائے تو وہ بھی ڈھے جاتے ہیں، یا تو اس جھنڈے کا حق ادا کر دیا اسے چھوڑ دو تو تمہاری یہ ذمے داری بھی ہم ادا کر دیں۔ یہ سن کر وہ ابوسفیان سے لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے اور اسے برا بھلا کہنے لگے، یہ بھی کہا کہ ہم اسے تمہارے حوالے کر دیں گے، لیکن تم بھی دیکھ لو گے ہم کیا کرتے ہیں! (۳۹) ہند بنت عتبہ اور اس کے ساتھ اور عورتیں آکر انہیں قتال پر ابھارنے لگیں، مختلف اشعار کے ساتھ یہ اشعار بھی پڑھے:

اگر فتح یاب ہو کر آئے تو ہم گلے لگیں گی اور بستر بچھائیں گی۔ یا شکست کھا کر آئے تو ہم فرقت اختیار کر لیں گی، اس طرح کہ ایک مرتبہ بھی پلٹ کر نہ دیکھیں گی۔ (۴۰)

مشرکین کی طرف سے کسانوں میں سے سب سے پہلے ابو عامر بن امیہ آگے بڑھا اور کہا کہ اے اوس کے لوگو! میں ابو عامر ہوں۔ اوس نے کہا: اللہ تجھ سے کسی کو خوش نہ رکھے۔ مسلمانوں پر پتھر برسا کر ابو عامر بے جگری سے لڑا، چند صحابہ کو لے کر ابو دجانہ نے اس کی خبر لی، اس طرح عمومی جنگ شروع ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے مدد نازل فرمائی، مسلمانوں نے انہیں تتر بتر کر لیا، مشرکین کو شکست کے آثار واضح طور پر نظر آنے لگے، ہند اور اس کی سہیلیوں کو مسلمان قید کرنے کے بالکل قریب تھے۔ علی بن ابی طالب نے قریش کا جھنڈا تھامنے والے طلحہ کو قتل کیا، نیز ابو الحکم بن اخنس بن شریق، عبید اللہ بن جبیر بن ابی زہیر، امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو بھی موت کے گھاٹ اتارا۔ طلحہ کے بعد ابو سعد نے جھنڈا تھاما، سعد بن ابی وقاص نے اسے تیر سے نشانہ بنا کر قتل کر دیا۔ قریش کا جھنڈا گرا رہا، کسی میں اسے تھامنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اتنے میں

صواب نامی ایک مشرک آگے بڑھا اور اس نے جھنڈا تھام لیا، مسلمانوں نے پلٹ کر اس پر حملہ کیا اور اس کے دونوں ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے قتل کر دیا۔ جھنڈا پھر زمین پر آ رہا۔ (۴۱)

آپ ﷺ کی پشت کی جانب مقرر تیر اندازوں نے جب مشرکین کی ہزیمت اور انہیں مال واسباب چھوڑ کر بھاگتے دیکھا تو مال غنیمت سمیٹنے کی غرض سے انہوں نے اپنی صف چھوڑ دی، اور یوں مسلمانوں کی پشت کو گھڑ سواروں کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔ موقع پا کر مشرکین نے پشت کی جانب سے حملہ کیا، ایک شخص نے چیخ کر کہا: محمد قتل ہو گئے۔ یہ سن کر مسلمان بکھر گئے، کوئی قتل ہوا، کوئی زخمی اور کوئی شکست خوردہ۔ یہاں تک کہ دشمن آپ ﷺ تک پہنچ گیا اور آپ کے سامنے کے دندان مبارک شہید ہوئے، آپ ﷺ کے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے، جو اپنے نبی کے چہرے کو خون سے تر کر دے۔

زیاد بن سکن پانچ انصاری صحابہ کو لے کر آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے ایک ایک کر کے سب نے جام شہادت نوش فرمایا، سب سے آخر میں زیاد بن سکن نے مقابلہ کیا، زخموں نے ان کا جسم چور کر دیا، مسلمان آئے اور ان پر حملہ آور دشمن کو بھگا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے قریب کرو، آپ ﷺ نے اپنے قدم مبارک ان کے سرہانے رکھے اور وہ آپ ﷺ کی گود میں شہادت کے رتبے پر فائز ہو گئے۔ (۴۲) ابو دجانہ نے خود کو آپ ﷺ کی ڈھال بنا دیا، تیر آ آ کر ابو دجانہ کی پیٹھ پر لگتے اور وہ آپ ﷺ پر جھکے تیروں کو اپنی پشت پر سہتے رہے۔ آپ کا دفاع کرتے ہوئے مصعب بن عمیر بھی شہید ہوئے۔ ابن قمیئہ نے انہیں شہید کر کے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ کو شہید کر دیا، قریش کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔

حنظلہ بن ابی عامر اور ابوسفیان ایک دوسرے کے مقابل آئے، ابوسفیان پر جب حنظلہ بھاری پڑنے لگے تو ابن شعوب نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دوست کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔

جنگ کے دوران حضرت حمزہ کے پاس سے سباع بن عبد العزیٰ خزاعی کا گزر ہوا، ابو نیار اس کی کنیت تھی، اسے دیکھ کر حمزہ نے کہا: مجھ سے مقابلہ کرو او بغل تراش کے بیٹے! وہ مقابلے پر آیا، حضرت حمزہ نے ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا۔ سباع کو قتل کرنے کے بعد حمزہ رجزیہ اشعار پڑھنے لگے کہ اچانک ان کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی، حمزہ پشت کے بل گر گئے، جس سے ان کے پیٹ پر سے زرہ کھسک گئی،

وحشی نے موقع تاک کر اپنا چھوٹا نیزہ نکالا اور اسے تول کر کھینچ مارا، اسی سے ان کا پیٹ چاک کیا اور اپنا نیزہ لے کر دور ہو گیا۔

انس بن مالک کے چچا انس بن نضر نے عمر بن خطاب، طلحہ بن عبید اللہ اور مہاجرین وانصار کے چند افراد کو دیکھا کہ پریشانی کے عالم میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے ایک جگہ بیٹھے ہیں، پوچھا: یوں کیوں بیٹھے ہو؟

کہنے لگے: آپ ﷺ کے قتل پر غم گین ہیں۔

کہا: ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو! اور اس دین کی خاطر جان دے دو، جس کی خاطر انہوں نے جان دی۔ خود آگے بڑھے اور مشرکین سے لڑتے ہوئے جان دے دی۔ شہید ہونے کے بعد ان کے جسم پر تلوار اور نیزے کے ۷۰ زخم پائے گئے۔

مسلمانوں میں شکست خوردگی پھیلنے کے بعد آپ ﷺ کو سب سے پہلے کعب بن مالک نے پہچانا، کہتے ہیں کہ میں نے خود کے نیچے سے آپ ﷺ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھیں تو میں نے چیخ کر کہا: اے مسلمانو! خوش ہو جاؤ! رسول اللہ ﷺ یہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو پہچان کر جو حضرات آپ کی طرف آئے، ان میں ابو بکر، عمر، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور حارث بن صمہ تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سعد کو تیر دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: میرے ماں باپ تم پر قربان! تیر مارو۔

آپ ﷺ نے ابی بن خلف کو یہ کہتے سنا کہ اے محمد! اگر تم نجات پا گئے تو میری خیر نہیں۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اجازت دیں تو ہم میں سے کوئی آگے بڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آنے دو۔ ابی جب قریب آیا تو آپ ﷺ نے حارث بن صمہ سے چھوٹا نیزہ لیا، نیزہ سونت کر ابی کے مقابل آئے، آپ ﷺ نے نیزے سے حملہ کیا تو ابی اپنے گھوڑے سے ترچھا ہو کر وار سے بچ گیا۔

قبل ازیں مکہ میں جب ابی آپ ﷺ سے ملتا تو کہتا: میرے پاس ایک گھوڑا ہے، جسے میں بہت زیادہ دانہ کھلاتا ہوں، میں اس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا، آپ ﷺ فرماتے: بل کہ ان شاء اللہ میں تمہیں قتل کروں گا۔

واپس پلٹ کر ابی مشرکین کے پاس اس حالت میں آیا کہ اسے آپ ﷺ کے نیزے سے معمولی خراش آئی تھی، وہ کہہ رہا تھا: مجھے اللہ کی قسم محمد نے قتل کر دیا۔ لوگ کہتے: اللہ کی قسم! تم دل چھوڑ بیٹھے ہو، بہ خدا! یہ معمولی زخم ہے۔ ابی نے کہا: وہ مجھے مکہ میں کہتے تھے کہ میں تمہیں قتل کروں گا، اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر

تھوک بھی دیتے تو مجھے قتل کر دیتے۔ سرف کے مقام میں مکے لوٹتے ہوئے ابی جہنم رسید ہوا۔

آپ ﷺ موجودہ صحابہ کو لے کر گھاٹی میں پہنچے۔ علی بن ابی طالب نے گڑھے سے اپنی ڈھال میں پانی بھرا، آپ ﷺ نے پینا چاہا لیکن اس کی بدبو کے باعث اسے ناپسند فرمایا اور نوش نہیں فرمایا، چہرۂ انور سے خون صاف کیا اور سر پر پانی بہایا، فرمایا: اللہ کا غصہ اس شخص پر فزوں تر ہے، جس نے اس کے رسول کے چہرے کو خون آلود کیا۔ یہاں سے آگے چل کر آپ ﷺ نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا تو چڑھ نہ سکے، طلحہ بیٹھے اور ان پر پاؤں رکھ کر آپ ﷺ چٹان پر چڑھ گئے اور فرمایا: طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔

ہند اور اس کے ساتھ آنے والی عورتیں مسلمان مقتولین کی لاشوں کا مثلہ یعنی ان کے ناک کان کاٹنے لگیں، ہند نے ان کانوں اور ناکوں کو ایک لڑی میں پرو کر اپنے لیے ہار بنایا، حضرت حمزہ کا پیٹ پھاڑ کر ان کا کلیجہ نکالا، چبایا، لیکن چبا نہ سکی تو اسے تھوک دیا۔ پھر ایک اونچی چٹان پر چڑھ کر بلند آواز سے اپنا ایک طویل قصیدہ پڑھا۔ اس قصیدے کو میں یہاں ذکر کرنا مناسب خیال نہیں کرتا۔

اس دن مسلمانوں میں سے ۷۰ صحابہ شہید ہوئے، جن میں چار مہاجرین میں سے تھے۔ یمان، حضرت حذیفہ کے والد نہ پہچانے جانے کے وجہ سے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، (۴۳) آپ ﷺ نے انہیں دیت ادا کرنے کا حکم فرمایا، مشرکین میں ۲۳ افراد قتل ہوئے۔

واپس لوٹنے سے قبل ابوسفیان نے بلند آواز سے کہا: جنگ ایک ڈول ہے، ہبل زندہ باد، آج کا دن بدر کے بدلے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ہی بڑا اور عظیم الشان ہے، کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتول جنت میں اور تمہارے مقتول جہنم میں ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: اے عمر! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا محمد قتل ہو گئے؟ عمر نے کہا: ہرگز نہیں، وہ اس وقت تمہاری باتیں سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: تم میرے نزدیک ابن قمیئہ سے زیادہ سچے ہو، آئندہ ملاقات بدر میں ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہمارے اور تمہارے درمیان طے ہے۔

ابوسفیان مشرکین کو لے کر چلا گیا تو آپ ﷺ نے علی بن ابی طالب سے فرمایا: ان کا تعاقب کرو، اگر یہ لوگ گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہیں تو یہ مدینے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر انہوں نے مدینے پر حملے کا ارادہ کیا تو میں ان کی طرف چلوں گا اور ان سے لڑوں گا۔ مشرکین کے تعاقب میں علی روانہ ہوئے تو دیکھا کہ مشرکین گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار

ہیں، لیکن ان کا رخ مکے کی طرف ہے، یہ دیکھ کر علی لوٹے اور آپ ﷺ کو صورت حال بتائی۔

لوگ اپنے مقتولوں کو ڈھونڈنے لگے، آپ ﷺ نے حمزہ کی تلاش شروع کی، دیکھا تو وہ وادی کے بیچ میں چاک پیٹ کے ساتھ پڑے ہیں، ان کا جگر نکالا گیا اور ان کے مثلہ کیا گیا ہے، لاش کے پاس آپ ﷺ نے توقف فرمایا اور کہا: اگر مجھے صفیہ کے غم اور اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے بعد یہ ایک دستور بن جائے گا تو میں ان کی لاش چھوڑ دیتا، تاکہ درندے اور پرندے انہیں کھا لیتے، اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین پر فتح دی تو میں بھی ان کا مثلہ کروں گا۔ اسی وقت آیت:

وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ (۴۴)

اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی لو جتنی کہ تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت ہی بہتر ہے۔

نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے حمزہ کی لاش کو چادر سے ڈھانپنے کا حکم فرمایا۔

پھر فرمایا: کون ہے جو سعد بن ربیع کی حالت کا پتا لگائے، دیکھے کہ وہ زندوں میں ہے یا مردوں میں؟ ایک انصاری نے کہا: میں دیکھتا ہوں اے اللہ کے رسول! وہ گئے تو دیکھا کہ مردوں میں پڑے ہیں، لیکن زندگی کی تھوڑی سے رمق باقی ہے، ان سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بھیجا ہے کہ تمہیں دیکھوں کہ زندوں میں ہو یا مردوں میں؟ سعد نے کہا: میں مردوں میں ہوں، رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے سلام پہنچاؤ اور ان سے کہو کہ سعد بن ربیع کہتا ہے:

جزاك الله عنا خير ما جزى نبي عن امته

اور اپنی قوم کو میرا سلام کہو اور ان سے کہو کہ سعد تم سے کہتا ہے کہ اگر اللہ کے رسول کو کوئی تکلیف پہنچی اس حال میں کہ تم میں ایک آدمی بھی زندہ ہے، تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ یہ کہہ کر ان کی روح پرواز کر گئی۔ یہ انصاری آپ ﷺ کے پاس آئے اور ساری باتیں بتلائیں۔

لوگوں نے اپنے مقتولین ڈھونڈ لیے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جہاں جس کی شہادت ہوئی ہے، وہیں اسے بغیر غسل اور جنازے کے خون آلود حالت میں دفن کر دیا جائے۔ احد کے مقتولین میں سے دو دو کو ایک کفن میسر آیا، آپ ﷺ فرماتے: ان میں قرآن کس نے زیادہ حفظ کیا تھا؟ دونوں میں سے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا، آپ ﷺ اسے لحد میں پہلے رکھتے، اور فرماتے: میں قیامت کے دن ان کے حق میں گواہی دوں گا۔

پھر فرمایا: عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو کو دیکھو، دنیا میں دونوں اکٹھے رہنے والے تھے، قبر میں بھی دونوں کو اکٹھے رکھنا۔

پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھا ہے، یہ پرندے جنت کی نہروں پر آتے اور جنت کے میوے کھاتے ہیں، عرش کے سائے میں، سونے سے بنی قندیلوں میں رہتے ہیں، اتنا بہترین کھانا پینا پا کر یہ کہتے ہیں کہ کاش! ہمارے بھائیوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے رب نے ہمارا کیسا اکرام کیا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (۴۵)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے، ان کو مُردہ خیال نہ کرو، بل کہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔

ابن عمیر کے ترکے میں صرف ایک چادر تھی، اگر اس سے سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے، اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر برہنہ رہ جاتا، آپ ﷺ نے فرمایا: سر ڈھانپ لو، اور پاؤں پر کچھ اذخر گھاس رکھ دو۔

باقی صحابہ کرام کے ساتھ آپ مدینے آئے تو انصار کے ایک گھر کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنے مقتول پر بین کی آواز سنی، فرمایا: لیکن حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں رہا۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے یہ سنا تو عبد اشہل کی خواتین کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور رسول ﷺ حمزہ پر بین کریں۔ حمزہ پر ان خواتین کا رونا سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

علی بن ابی طالب نے فاطمہ کو اپنی تلوار دیتے ہوئے کہا: اس سے خون کو دھولو، اللہ کی قسم! آج اس نے میرا خوب ساتھ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر آج تم بے جگری سے لڑے ہو تو تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابودجانہ نے بھی داد شجاعت دی ہے۔

معرکہ احد کے دوسرے دن آپ ﷺ کے منادی نے مشرکین کے تعاقب میں نکلنے کی ندا لگائی، ابن مکتوم کو مدینے میں اپنا نائب مقرر فرما کر آپ ﷺ بھی روانہ ہوئے اور فرمایا: آج ہمارے ساتھ صرف وہی آئے، جو کل ہمارے ساتھ تھا۔ صحابہ کرام کی اکثریت زخمی تھی۔ راستے میں معبد بن ابی معبد خزاعی سے ملاقات ہوئی، قبیلہ خزاعہ کے مشرک اور مسلمان تہامہ میں مسلمانوں کے معاہدین تھے، معبد نے کہا: اللہ کی قسم! اے محمد! ہمیں آپ کی تکلیف سے شدید رنج پہنچا ہے۔ ہماری خواہش تھی کہ اللہ آپ کو اس سے بچائے رکھتا۔

روحا میں آپ ﷺ کا لشکر ابوسفیان اور قریش کے قریب پہنچ گیا، ان لوگوں نے پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا، آپس میں مشورہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ محمد کے صحابہ کی بیخ کنی کے بغیر ہم لوٹ رہے ہیں، ہمیں واپس جانا چاہیے اور باقی رہ جانے والوں پر بھرپور حملہ کر دینا چاہیے۔ ابو سفیان نے معبد کو دیکھ کر کہا: کیا خیر خبر ہے؟ اے معبد! معبد نے کہا: محمد اپنے صحابہ کے ساتھ تمہارے تعاقب میں اتنی تعداد کے ساتھ آرہے ہیں کہ اتنی افرادی قوت میں نے نہیں دیکھی، تم پر غیظ وغضب سے پھنکار رہے ہیں، ابوسفیان نے کہا: بدبخت! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ اللہ کی قسم! ہم تو ان کے ساتھیوں کی بیخ کنی کے لیے پلٹ کر حملہ کرنے والے تھے۔ معبد نے کہا: بہ خدا! میں تمہیں اس حرکت سے باز رکھنا چاہتا ہوں، تم تیزی سے نکل جاؤ۔ میں نے کسی قوم کو ان سے زیادہ غصے میں نہیں دیکھا۔ یہ بات ابو سفیان کو بہت بری لگی۔

ابوسفیان کے پاس سے عبدقیس کا ایک قافلہ گزرا، ابوسفیان نے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ کہا: مدینے جارہے ہیں، ابوسفیان نے کہا: محمد سے کہنا کہ ہم ان پر اوران کے صحابہ پر پلٹ کر حملہ کر کے ان کی بیخ کنی کا قصد کیے ہوئے ہیں۔

پھر ابوسفیان مکے لوٹ گیا۔ یہ قافلہ جب آپ ﷺ کے پاس سے گزرنے لگا تو انہوں نے ابوسفیان کا پیغام پہنچایا، آپ ﷺ اور مسلمانوں نے حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل کہا، اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ (۴۶)

جن لوگوں نے (احد میں) زخم پہنچنے کے بعد بھی اللہ اور رسول کا حکم مانا، ان میں سے جن لوگوں نے نیکی اور پرہیزگاری کی ان کے لئے اجر عظیم ہے۔ یہ وہ ہیں جن کو لوگوں نے کہا کہ بیشک (کافروں نے) تمہارے مقابلے کے لئے بڑا سامان جمع کیا ہے تو تم ان سے ڈرو، سواس بات نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور وہ بول اٹھے کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور

(وہی) اچھا کارساز ہے۔ پس یہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس آئے اور ان کو کچھ بھی تکلیف نہ پہنچی اور وہ اللہ کی رضا پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

کہ دشمن کا منہ ان سے پھیر دیا۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ (۴۷)

بے شک یہ تو شیطان ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔

حمراء الاسد میں آپ ﷺ نے تین روز قیام فرمایا اور پھر مدینے واپس لوٹ آئے۔

ہجرت کا چوتھا سال

حسین بن ادریس کہتے ہیں کہ مجھے احمد بن ابی بکر زہری نے مالک سے خبر دی، انہیں اسحاق بن عبد اللہ، ابی طلحہ نے انس بن مالک سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے تیس دنوں تک بئر معونہ میں صحابہ کو قتل کرنے والوں کے لیے بد دعا فرمائی، قبیلہ رعل، ذکوان اور عصیہ کے خلاف۔ انس کہتے ہیں کہ بئر معونہ میں قتل کیے جانے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت نازل فرمائی تھی، جسے ہم پڑھتے تھے، بعد ازاں یہ آیت منسوخ ہوگئی، وہ آیت یہ تھی:

بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا ورضینا عنه (۴۸)

ہمارا یہ پیغام ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی، وہ ہم سے راضی اور ہم اس سے راضی ہیں۔

کہتے ہیں کہ اس سال کے شروع میں غزوہ بئر معونہ پیش آیا۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ ابو براء عامر بن مالک جو ملاعب الاسنہ کے نام سے معروف تھا، مدینے آیا، آپ ﷺ کو دو گھوڑے اور دو سواریاں ہدیے میں دینا چاہیں تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر رد فرمائیں کہ میں کسی مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتا، آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی، لیکن اس نے قبول نہ کی اور کہا: اے محمد! اگر آپ اپنے کچھ صحابہ کو میرے ساتھ نجد روانہ فرما دیں تو مجھے امید ہے، وہ لوگ اس دعوت کو قبول کر لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اہل نجد سے خطرہ ہے کہ وہ انہیں کوئی گزند نہ پہنچا دیں۔ ابو براء نے کہا: میں انہیں پناہ دیتا ہوں، آپ انہیں بھیجئے، تاکہ یہ وہاں وہ دعوت عام کریں، جس کا آپ کو اپنے رب نے حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ابو منذر بن عمرو ساعدی کے ساتھ چالیس سوار اور ایک قول کے مطابق ستر انصاری صحابہ ابو براء کے ہم راہ کر

دیے۔ بئر معونہ پر انہوں نے پڑاؤ ڈالا، یہ کنواں بنی عامر کی زمین پر واقع اور بنی سلیم کی پتھریلی زمین میں ہے۔ بنی عدی بن نجار کے حرام بن ملحان کو آپ ﷺ کا دعوت نامہ دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا گیا۔ عامر نے خط پڑھے بغیر ہی حملہ کر کے حرام بن ملحان کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے اس نے بنی عامر سے مدد چاہی تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم ابو براکا ذمہ نہیں توڑ سکتے، سلیم کے قبائل رعل، ذکوان اور عصیہ سے مدد مانگی تو یہ مدد کے لیے آپہنچے، ان لوگوں نے جمع ہو کر رات کے وقت ان کے کجاؤوں کے گرد گھیرا ڈال دیا، صحابہ نے انہیں دیکھا تو تلواریں سونت کر مقابلے کے لیے آ گئے، آخر تک لڑے اور سوائے کعب بن زید کے سب شہید ہو گئے۔ انہیں مردہ سمجھا گیا، لیکن ان میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ (۴۹)

مسلمانوں میں عامر بن فہیرہ بھی تھے، جنہیں جبار بن سلمی کلابی نے نیزہ مار کر شہید کیا تھا، لیکن ان کی لاش دست یاب نہ ہو سکی، اسی وجہ سے کہا جانے لگا کہ عامر بن فہیرہ کی لاش آسمان کی طرف اٹھا لی گئی۔

قافلے کے مویشیوں کو چرانے والوں میں ایک ابن امیہ اور بنی عمرو بن عوف کے ایک انصاری تھے، صحابہ کرام پر جو مصیبت ٹوٹی، اس کی خبر انہیں پڑاؤ کی جگہ کے عین اوپر پرندوں کے اڑنے سے ہوئی، ان پرندوں کو دیکھ کر دونوں نے بہ یک زبان کہا: ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ صورت حال دیکھنے کے لیے دونوں آگے بڑھے تو دیکھا کہ سب خون میں لت پت پڑے ہیں، حملہ آور گھڑ سوار لاشوں کے درمیان گھوم رہے ہیں، انصاری نے عمرو بن امیہ سے کہا: کیا خیال ہے؟ عمرو نے کہا: میری رائے ہے کہ آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ کو اس سانحے کی خبر دی جائے۔ انصاری نے کہا: لیکن میں ان لوگوں کی قتل گاہ سے منہ موڑ نہیں سکتا۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے، لڑے اور شہید ہو گئے۔ عمرو بن امیہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور تمام واقعہ سنایا۔ تب آپ ﷺ نے رعل، ذکوان اور عصیہ کے لیے تیس روز تک فجر کی نماز میں بددعا فرمائی۔ ان صحابہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

بلغوا عنا قومنا انا لقينا ربنا فرضی عنا ورضينا عنه (۵۰)

ہمارا یہ پیغام ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی، وہ ہم سے راضی اور ہم اس سے راضی ہیں۔

غزوۂ رجیع

یہ غزوہ صفر میں ہوا۔ مرثد بن ابی مرثد اس کے امیر تھے، عاصم بن ثابت بن ابی اقلح اور خالد بن بکیر اس غزوے میں شہید ہوئے، خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ گرفتار ہوئے۔ انہیں مکے لے جا کر فروخت کر دیا گیا۔

غزوۂ بنی نضیر

اس کا سبب یہ تھا کہ رعل، ذکوان اور عصیہ سے جان بچا کر جب عمرو بن امیہ آپ ﷺ کو خبر دینے کے ارادے سے فرار ہوئے تو راستے میں بنی عامر کے دو آدمی ملے، ان کے ساتھ آپ ﷺ نے معاہدہ کیا تھا اور انہیں پناہ دی تھی، جس کی خبر عمرو بن امیہ کو نہ تھی، راستے میں جب ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو عمرو نے ان سے پوچھا کہ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ بنی عامر سے۔ یہ سن کر عمرو نے ان کے سونے کا انتظار کیا، جب دونوں سو گئے تو دونوں کو قتل کر دیا، وہ یہ سمجھے کہ اس طرح انہوں نے بئر معونہ پر شہید ہونے والے اپنے ساتھیوں کی طرف سے کچھ انتقام لے لیا۔

آپ ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا: تم نے بہت برا کیا، انہیں میری پناہ حاصل تھی۔ عامر بن طفیل نے آپ ﷺ کو خط لکھا کہ تم نے ہمارے دو ایسے آدمیوں کو قتل کیا، جنہیں تمہاری پناہ حاصل تھی۔ آپ ﷺ قبا سے ہوتے ہوئے بنی نضیر کی طرف مڑے، تاکہ ان سے دیت کے سلسلے میں مدد حاصل کی جائے، آپ ﷺ کے ساتھ چند مہاجر صحابہ بھی تھے، ان کی ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ ﷺ بیٹھے اور ان سے گفت گو فرمانے لگے۔ بنی نضیر نے کہا: آپ ہمارے پاس کب آتے ہیں اے ابو قاسم! بتایئے آپ کی کیا خدمت کریں؟ تھوڑی دیر ٹھہر جایئے اور دوپہر کا کھانا تناول فرما کر جایئے۔ یہ کہہ کر وہ آپس میں سازش کرنے لگے، عمرو بن جحاش بن عمرو بن کعب نے کہا: اے بنی نضیر! اللہ کی قسم! انہیں اس سے زیادہ قریب کبھی نہیں پا سکتے، میں اس گھر کی چھت پر چڑھتا ہوں اور وہاں سے ایک چٹان ان پر پھینک کر انہیں قتل کر دیتا ہوں، سلام بن مشکم نے انہیں باز رکھنے کی کوشش کی، لیکن یہ باز نہ آئے۔

چٹان لڑھکانے کے لیے عمرو بن جحاش چھت پر چڑھا، اتنے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس سازش سے باخبر کر دیا۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کا کہہ کر اٹھے اور تشریف لے گئے۔ آپ کے رفقا

نے انتظار کیا اور تاخیر کو محسوس کیا۔ یہودی آپس میں کہنے لگے: ابو قاسم کیوں رک گئے؟ جب بہت زیادہ تاخیر ہوگئی تو صحابہ کرام واپس آگئے۔ کنانہ بن صوریا نے کہا: اللہ کی قسم! انہیں تمہارے ارادے کی خبر ہوگئی۔ آپ کے رفقا نے واپسی کے دوران مدینے سے ایک شخص کو آتے دیکھ کر اس سے آپ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے آپ ﷺ کو مدینے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حضرات جب آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کا انتظار کرتے رہے اور آپ ہمیں چھوڑ کر چلے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہود نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا، محمد بن مسلمہ کو بلاؤ۔ محمد بن مسلمہ آئے تو ان سے فرمایا: یہود کے پاس جا کر ان سے کہو کہ مدینے سے نکل جائیں، ہمارے پڑوس میں نہ رہیں، تم نے جو چاہا تھا، وہ غداری کے زمرے میں آتا ہے۔

محمد بن مسلمہ ان کے پاس آئے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ تم اس کے شہر سے نکل جاؤ، یہودیوں نے کہا: اے محمد! ہمارے خواب وخیال میں بھی نہ تھا کہ ایسا حکم نامہ اوس کا فرد لے کر آسکتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: دل بدل گئے، اسلام نے سابقہ معاہدوں کو محو کر دیا۔ یہودیوں نے کہا: ہم سوچتے ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے انہیں پیغام بھیجا کہ نہ نکلو، میرے ساتھ دو ہزار عرب ہیں، جو تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہیں، قریظہ بھی تمہارے ساتھ ہوں گے۔ بنی قریظہ کی طرف سے معاہدہ کرنے والے کعب بن اسد کو جب یہ بات پہنچی تو اس نے کہا: میرے زندہ ہوتے ہوئے قریظہ کا کوئی شخص معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔

بنی نضیر کے سرداروں میں سے ایک حیی بن اخطب نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم اپنے علاقے کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے، آپ جو کر سکتے ہیں، کریں۔ یہ پیغام سن کر آپ ﷺ اور مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے کہا: یہود جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

آپ ﷺ لشکر لے کر بنی نضیر کی طرف بڑھے، علی بن ابی طالب جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے، مدینے کا انتظام وانصرام ام مکتوم کے حوالے کیا گیا۔ آپ ﷺ نے پندرہ روز تک ان کا محاصرہ کیا، کھجور کے درخت کاٹے اور جلائے۔ کھجور کے درخت کاٹنے اور جلانے والوں میں عبداللہ بن سلام اور عبدالرحمٰن بن کعب ابو لیلیٰ حرانی بدری صحابہ تھے، ابو لیلیٰ نے عجوہ کھجور کا درخت کاٹا، ابن سلام نے لون کاٹا، آپ ﷺ نے فرمایا: عجوہ کو کیوں کاٹا؟ ابو لیلیٰ نے کہا: اے اللہ کے رسول! عجوہ کا درخت ان کے دلوں کو زیادہ جلانے والا اور

انہیں زیادہ غیظ وغضب میں مبتلا کرنے والا ہے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ O(۵۱)

کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جس کو تم نے اُس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا، تاکہ وہ نافرمانوں کو رُسوا کرے۔

لینہ سے مراد کھجور کے مختلف درخت ہیں، اور آیت میں ذکر کردہ اپنی جڑوں پر قائم سے مراد عجوہ ہے۔یہودیوں نے آواز لگائی: اے محمد! تم تو فساد سے منع کرتے تھے اور فسادی کو برا بھلا کہتے تھے، اب کیا ہوا کہ کھجور کے درخت کاٹ رہے ہو اور انہیں جلا رہے ہو؟

یہودی عبداللہ بن ابی کی طرف سے مدد کا انتظار کرتے رہے، جب یہ مدد نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا تو آپ ﷺ سے مصالحت پر آمادہ ہوئے، اس شرط پر کہ انہیں قتل نہ کیا جائے اور ان کا مال واسباب لے لیا جائے۔اپنے علاقے سے جلاوطنی اس شرط پر اختیار کریں گے کہ اونٹ کے بوجھ کے بہ قدر سامان وغیرہ ساتھ لے جائیں گے۔چناں چہ اونٹوں پر سامان لادنے لگے، یہاں تک کہ کوئی کوئی اپنا گھر منہدم کر کے اس کا دروازہ اونٹ پر لاد کر لے گیا، یہاں سے نکل کر خیبر میں پناہ گزین ہوئے، درج ذیل آیت میں اسی کی تصویر کشی کی گئی ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ (۵۲)

اسی نے اہلِ کتاب کافروں کو اُن کے گھروں سے پہلی ہی بار اکٹھا کر کے نکال دیا حال آں کہ تمہیں اُن کے نکلنے کا گمان بھی نہ تھا اور وہ خود بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ ان کے قلعے، ان کو اللہ سے بچالیں گے۔پھر اُن پر اللہ (کا عذاب) ایسی جگہ سے آیا کہ انہیں گمان بھی نہیں تھا اور اللہ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں برباد کررہے تھے۔سوائے اہلِ بصیرت! عبرت حاصل کرو۔

بنی نضیر سے صرف دو آدمی یامین بن عمیر بن کعب، ابوسعد بن وہب ایمان لائے۔اسلام لانے کی

وجہ سے اپنے مال واسباب پر قابض رہے۔ آپ ﷺ نے یہودیوں سے حاصل شدہ غنیمت مہاجرین میں تقسیم فرمائی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے سورۂ حشر از اول تا آخر نازل فرمائی۔

آپ ﷺ مدینے لوٹ آئے۔ مدینے آنے کے بعد آپ ﷺ نے ابوسلمہ بن عبدالاسد کو بنی اسد کے پانی کی طرف روانہ فرمایا، انہوں نے عروۃ بن مسعود انصاری کو قتل کر کے اس کی بھیڑ بکریوں پر قبضہ کر لیا اور مدینے آ گئے۔

چھ سال کی عمر میں عبداللہ بن عثمان بن عفان کا انتقال ہوا، آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، قبر میں عثمان بن عفان اترے۔

شعبان کے مہینے کے کچھ دن گزرنے کے بعد حسین بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے۔

وعدہ شدہ بدر

ابوسفیان نے احد سے لوٹتے وقت آپ ﷺ کو کہا تھا کہ اب ہم بدر کے موسم میں ملیں گے۔ دور جاہلیت میں بدر کا مقام بازار لگانے کی جگہ تھی، ہر سال آٹھ دن کے لیے لوگ یہاں جمع ہوتے تھے۔ مقررہ وقت کے دن جوں جوں قریب آتے گئے، آپ ﷺ وعدہ شدہ غزوے کی تیاری فرمانے لگے۔

عمرہ کرنے کے بعد نعیم بن مسعود اشجعی قریش کے پاس آیا تو قریش نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ نعیم نے کہا کہ یثرب سے۔ قریش نے پوچھا: کیا محمد کو کچھ کرتے ہوئے دیکھا؟ کہا: ہاں! میں انہیں تم پر حملہ کرنے کی تیاری کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ واقعہ نعیم کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے۔ ابوسفیان نے اس سے کہا: اے نعیم! یہ سال قحط کا ہے، ہمارے موافق سرسبز وشاداب سال ہے، جس میں اونٹ درخت کے پتے کھائیں اور ہم دودھ پییں، اور حال یہ ہے کہ محمد سے کیے وعدے کا وقت آ گیا ہے، تم مدینے جاؤ اور ان کی ہمت توڑنے کی کوشش کرو، انہیں بتاؤ کہ ہماری تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ہم سے لڑنا ان کے بس میں نہیں، جب تک کہ ان کے پچھلے بھی مقابلے میں نہ آ جائیں۔ اس کے بدلے تمہیں دس بہترین اونٹنیاں دوں گا، یہ اونٹنیاں تم سہیل بن عمرو سے وصول کر لینا۔ نعیم سہیل کے پاس آیا اور کہا: اے ابویزید! کیا تم ان اونٹنیوں کی ضمانت لیتے ہو کہ میں محمد کی طرف جاؤں اور ان کی ہمت توڑنے کی کوشش کروں؟ سہیل نے کہا: ہاں!

یہاں سے نکل کر نعیم مدینے آیا، دیکھا کہ لوگ جنگ کی تیاری میں مشغول ہیں، جاسوسی کے ساتھ

ساتھ افواہیں پھیلاتے ہوئے کہنے لگا: یہ صحیح رائے نہیں ہے کہ وہ تو تمہارے گھر میں آکر تمہیں نقصان پہنچا کر چلے جائیں اور تم ان کی طرف نکلو۔ یہ صحیح بات نہیں۔ کیا محمد کو بہ ذات خود زخم نہیں آئے، کیا ان کے صحابہ کثیر تعداد میں مارے نہیں گئے؟ یہ افواہیں سن کر لوگ نکلنے سے کترانے لگے، آپ ﷺ کو جب یہ صورت حال پتا چلی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر کوئی ایک بھی میرے ساتھ نہ نکلا تو میں تنہا نکلوں گا۔

رمضان کے مہینے میں آپ ﷺ مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے، عبداللہ بن رواحہ کو مدینے کے انتظامات کا نگران مقرر کیا گیا۔ اس سفر میں مسلمانوں کے ہم راہ بہت سا تجارتی سامان تھا۔ بدر پہنچے تو عظیم الشان بازار دیکھا، خرید و فروخت میں مشغول ہو گئے، خوب نفع اٹھایا۔ دشمن کا کوئی اتا پتا نہ چلا تو آپ ﷺ مدینے واپس تشریف لے آئے۔

شوال کے مہینے میں آپ ﷺ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ سے نکاح فرمایا۔ اور اسی ماہ رخصتی بھی ہوئی۔ آپ کے نکاح میں آنے سے قبل ام سلمہ ابوسلمہ بن عبداسد مخزومی کے عقد میں تھیں۔

اسی مہینے میں آپ ﷺ نے ایک یہودی جوڑے کو رجم کیا، یہ دونوں شادی شدہ تھے اور فیصلے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

آپ ﷺ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ یہود سے لکھنا سیکھیں، فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ یہودی میرے خط میں تبدیلی نہ کریں۔ پندرہ دن میں زید بن ثابت نے خط و کتابت سیکھ لی۔

سلام بن ابی حقیق کی سرکوبی کے لیے خزرج کا سریہ

آپ ﷺ پر اللہ کی رحمتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے جو اوس اور خزرج کے نام سے موسوم تھے، آپ ﷺ کو راحت پہنچانے کی خاطر ایک دوسرے سے اس طرح سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے، جیسے دو بیل۔ اوس اگر آپ ﷺ کو آرام پہنچانے کا کوئی کام کر لیتا تو خزرج والے کہتے: اللہ کی قسم! اسلام میں آپ ﷺ کے نزدیک اس کام میں یہ لوگ ہم سے برتری نہیں لے جا سکتے۔ ابوحاتم کہتے ہیں: ایسے موقع پر جب تک ویسا کام نہ کر لیتے، چین سے نہ بیٹھتے۔ اگر قبیلۂ خزرج کوئی اس طرح کا نیا کام کرتا تو اوس والے اسی طرح کی بات کرتے۔ اوس والوں نے جب کعب بن اشرف کو قتل کیا تو خزرج نے کہا: آپ ﷺ کے دشمنوں میں کعب بن اشرف کی طرح کون ہے؟ لوگوں نے

بتایا کہ خیبر میں سلام بن ابی حقیق ایسا ہی موذی ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے اسے قتل کرنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور خواتین اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔

عبداللہ بن عتیک، عبداللہ بن انیس، مسعود بن سنان، ابوقتادہ بن ربعی بن بلدمہ بن سلمہ اور قبیلہ اسلم سے ان کے حلیف خزاعی بن اسود خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ رات کے وقت سلام بن ابی حقیق کے گھر میں داخل ہوئے، گھر کے تمام دروازے بند کر دیے، پھر سیڑھیوں کے اوپر چڑھ کر دروازہ بند کیا تو اس کی بیوی نکل آئی اور کہا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم عرب ہیں اور غلہ لینے آئے ہیں، اس نے کہا: غلہ اس کمرے میں ہے۔ وہ اس کمرے میں داخل ہوئے اور اس کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ گھر کے اندھیرے میں قبطیوں کی طرح ان کی چمکتی رنگت نے مکینوں کو شک میں ڈالا، تلواریں لے کر ان کی طرف بڑھے، عبد اللہ بن انیس سلام پر گر گئے اور تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی، سلام کی بیوی چیخنے لگی، اتنے میں سب گھر سے باہر آ گئے۔ عبداللہ بن عتیک جو اس سریے کے امیر تھے، ان کی نظر قدرے کم زور تھی، جس کے باعث وہ سیڑھی سے پھسل گئے اور ان کے بازو میں شدید موچ آئی۔

جب یہ سب آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو صورت حال بتائی تو سلام کے قتل کے بارے میں ان میں اختلاف ہوا، ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ اس نے سلام کو قتل کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: سب اپنی تلواریں مجھے دو، سب نے دیں، آپ ﷺ نے تلواروں کو دیکھ کر فرمایا: عبداللہ بن انیس کی اس تلوار نے اسے قتل کیا ہے، میں اس پر کھانے کے اثرات دیکھ رہا ہوں۔ (۵۳)

ہجرت کا پانچواں سال

محمد بن احمد بن ابی عون دماتی، عمار بن حسن ہمدانی، سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق سے روایت کی کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید سے، انہوں نے روایت کی ابن عباس سے کہ مجھ سے سلمان فارسی نے اپنے منہ سے بیان کیا کہ میں ایک مجوسی تھا، اصفہان کے ایک شہر جی میں رہتا تھا، میرے والد اپنے گاؤں کے کسان اور زمین دار تھے، مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، اتنی محبت کہ مجھے لڑکیوں کی طرح گھر میں بند رکھتے۔ میں نے مجوسی مذہب کی تحصیل میں بہت محنت کی، حتیٰ کہ میں آگ کے خادم کے مرتبے پر فائز ہوا، جس کا کام آگ جلانا ہوتا ہے اور جو آگ کو بجھنے نہیں دیتا۔ میرے والد کی زمین تھی، جس میں چھوٹا موٹا کام تھا۔ اپنے گھر میں والد نے کچھ تعمیرات کیں تو مجھے بلا کر کہا: اے بیٹے! اس تعمیر کی وجہ سے

میں آج مصروف ہوں، اس لیے زمین پر نہیں جا سکتا، تم جاؤ اور اس کی دیکھ بھال کرو، اور مجھے کچھ کام وغیرہ بتایا۔ پھر مجھے کہا کہ زیادہ دیر مت رکنا، اگر تم نے دیر لگائی تو تمہاری فکر کی وجہ سے میں یہ کام اچھے طریقے سے انجام نہیں دے سکوں گا۔

میں گھر سے نکلا، راستے میں عیسائیوں کی عبادت گاہ کے پاس سے گزر ہوا، دیکھا تو لوگ عبادت کر رہے ہیں، میں نے ان کی آوازیں سنیں، عبادت گاہ میں داخل ہوا، تاکہ دیکھوں کہ یہ لوگ کیسے عبادت کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں جب تک وہاں بیٹھا رہا، مجھے ان کی نماز اور دین سے محبت ہوگئی، یہ محبت میرے دل میں اس طرح جاگزیں ہوئی کہ اتنی شدت میں نے کسی اور چیز میں محسوس نہیں کی۔ اس سے پہلے میں گھر سے نکلتا نہیں تھا، اس لیے مجھے لوگوں کے معمولات کے بارے میں پتا بھی نہیں تھا۔ میں نے دل میں کہا: اللہ کی قسم! یہ ہمارے دین سے بہتر مذہب ہے، اللہ کی قسم! میں سورج ڈوبنے تک وہیں بیٹھا رہا۔ میں نے اپنے والد کا بتایا ہوا کام بھی چھوڑا اور گھر بھی واپس نہیں گیا۔

میرے والد نے کسی کو میری تلاش میں بھیجا، جہاں مجھے بھیجا تھا، وہاں میں نہیں پایا گیا، ہر جگہ میری تلاش میں لوگ دوڑائے۔ عشا کے وقت میں گھر واپس آیا۔ آنے سے قبل جب مجھے ان کی عبادت کا انداز پسند آیا تو میں عیسائیوں سے کہہ آیا کہ یہ دین میں کہاں سے حاصل کر سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ شام سے۔ جب میں والد کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے بیٹے! کہاں تھے؟ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ دیر نہ لگانا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، آپ نے یہ کہا تھا۔ میں نصاریٰ کی عبادت گاہ کے پاس سے گزرا تو مجھے ان کا دین اور ان کی عبادت کا انداز پسند آیا، مجھے لگتا ہے کہ ان کا دین سب سے بہتر ہے۔ میرے والد نے کہا: ہرگز نہیں، میرے بیٹے! اس دین میں کوئی خیر نہیں، تیرا اور تیرے آبا کا دین سب سے بہتر ہے۔ میں نے کہا: ہرگز نہیں، وہ ہمارے دین سے بہتر ہے۔ سلمان نے کہا: میرے والد کو ڈر ہوا کہ کہیں میں گھر سے بھاگ نہ جاؤں، اس لیے اس نے میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے قید کر دیا۔

میں نے عیسائیوں کو پیغام بھیجا کہ میں ان کا دین قبول کرنے کے لیے تیار ہوں، مزید یہ بھی کہا کہ شام کا کوئی قافلہ آئے تو مجھے بتانا، میں اس کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔

ان کے پاس شام کا تجارتی قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے اس کے بارے میں بتانے کے لیے پیغام بھیجا۔ جواباً میں نے انہیں کہا کہ جب یہ لوٹنے لگے، تب مجھے بتانا۔ یہ قافلہ جب جانے لگا تو میں ان کے پاس آیا اور ان کے ساتھ چل دیا۔

شام آ کر میں نے نصاریٰ کے عالم دین کے بارے میں پوچھا، لوگوں نے بتایا کہ کنیسہ کا متولی ہی سب سے بڑا عالم ہے۔ میں اس کے پاس آیا اور اپنے بارے میں اسے بتایا، میں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ اس کنیسہ میں رہوں، تمہاری خدمت کروں اور نماز پڑھوں، اور تم سے دینی تعلیم حاصل کروں، اس لیے کہ میں اپنے دین سے بیزار ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا کہ صحیح ہے، میرے پاس ٹھہر جاؤ۔

میں اس کے ساتھ کنیسہ میں رہ کر نصرانیت کی تعلیم حاصل کرنے لگا۔ وہ ایک برا اور فاجر آدمی تھا، لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم اور ترغیب دیتا، جب لوگ اسے مال جمع کر کے دیتے تو اسے اپنے لیے رکھ لیتا۔ اس کے فسق اور فجور کے باعث میں اسے ناپسند کرنے لگا۔ اس طرح اس نے سات مٹکے درہم و دینار کے جمع کر لیے۔ پھر وہ مر گیا۔ اسے دفن کرنے کے لیے لوگ آئے تو میں نے ان سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ آدمی ایک برا شخص تھا، یہ تمہیں صدقہ دینے کا حکم دیتا، جب تم صدقے کی رقم لے کر اس کے پاس آتے تو بہ جائے غربا و مساکین کو دینے کے یہ اسے اپنے لیے بچا کر رکھ لیتا۔ لوگوں نے کہا کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے؟ میں نے کہا: کیا میں تمہیں اس کے خزانے کی جگہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا: بتا سکتے ہو تو بتا دو۔ میں انہیں خزانے تک لے آیا، انہوں نے سونے اور چاندی سے بھرے مٹکے نکالے۔ سلمان کہتے ہیں: جب انہوں نے یہ دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم! ہم اسے کبھی بھی دفن نہیں کریں گے۔ لوگوں نے ایک لکڑی پر اسے ٹانگ دیا اور پتھر برسانے لگے، ایک اور آدمی کو لا کر یہ منصب دیا گیا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ سلمان نے کہا کہ اے بھتیجے! میں نے کوئی پنج وقتہ نمازی ایسا نہیں دیکھا، جو اس سے زیادہ دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا شوق رکھتا ہو، اور نہ دن رات کو اس سے زیادہ عبادت میں محنت و مشقت اٹھانے والا دیکھا۔

سلمان نے کہا: میں اس کے ساتھ رہا اور اس سے اتنی محبت کرنے لگا، جتنی میں نے اس سے قبل کبھی کسی سے نہیں کی، میں ہر وقت اس کے ساتھ رہتا، اس کی خدمت کرتا، اس کے ساتھ کنیسہ میں نماز پڑھتا، یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا: اے فلاں! میں تمہارے ساتھ رہا، تم سے بڑھ کر کبھی کسی سے محبت نہیں کی، اب مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو؟ کس کے ساتھ رہنے کا حکم دیتے ہو؟ میں تمہارے حکم کی اتباع کروں گا اور تمہاری بات کو سچا مانوں گا۔ اس نے کہا: اے بیٹے! میں نہیں جانتا کہ کوئی ہمارے مذہب پر صحیح طریقے سے کاربند ہے، سوائے ایک شخص کے جو موصل

میں رہتا ہے، اس کا یہ نام ہے۔ دین اور رائے کے اعتبار سے ہم دونوں ایک ہی طریقے پر کاربند ہیں، وہ ایک نیک انسان ہے۔ جو چیزیں تم مجھ میں پاتے تھے، وہ کچھ اس میں بھی دیکھو گے، اس لیے کہ لوگ بدل گیئے اور ہلاکت میں پڑ گئے۔

اس کی وفات کے بعد میں موصل کے متذکرہ شخص کے پاس گیا، اسے اپنے بارے میں بتایا، اس نے مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ میں اس کے کنیسے میں اس کے ساتھ رہتا اور سابقہ عالم نے جو اس کے نیک ہونے کی گواہی دی تھی، میں نے اسے ویسا ہی پایا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا، میں اس کے ساتھ رہا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! فلاں عالم نے مرنے سے پہلے مجھے تمہارے پاس آنے کی وصیت کی تھی، اور اب قدرت کی طرف سے موت جو اٹل ہے، تمہارے سامنے ہے، تم مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو؟ کس کے ساتھ رہنے کا حکم دیتے ہو؟ اس نے کہا: اے بیٹے! دین عیسوی کا سچا متبع میرے خیال میں نصیبین کے ایک آدمی کے علاوہ کوئی نہیں، اس کا یہ نام ہے، جاؤ اس کے پاس چلے جاؤ۔

جب اس کی وفات ہوگئی تو میں نصیبین کے متذکرہ شخص کے پاس گیا اور اسے اپنے بارے میں بتایا۔ اس کے پاس رہ کر میں نے اسے سابقہ عالم دین کی طرح پایا۔ ایک عرصے تک میں اس کے پاس رہا، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے کہا: فلاں نے مجھے موصل کے فلاں شخص کے پاس بھیجا تھا، پھر موصل کے عالم نے مجھے تمہارے پاس آنے کا حکم دیا، اب تم اپنے بعد مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو؟ اس نے کہا: اے بیٹے! ہمارے دین پر قائم میں کسی کو نہیں دیکھتا، سوائے روم کے شہر عموریہ کے ایک شخص کے، تم جو چاہتے ہو، وہ کچھ نہ کچھ اس کے پاس پا لوگے، اگر تم اس تک پہنچ سکتے ہو تو اس کے پاس چلے جاؤ۔

جب اس کی وفات ہوگئی تو میں عموریہ کے عالم دین کے پاس آیا اور اسے اپنے بارے میں بتایا۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کا حکم دیا۔ میں اس کے پاس رہا اور اسے سابقہ عالم دین کی طرح دین عیسوی کا سچا متبع پایا۔ یہاں میں نے کچھ پیسے پس انداز کر کے گائے اور بھیڑ بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے کہا: فلاں عالم نے مجھے موصل کے فلاں آدمی کے پاس بھیجا تھا، موصل کے عالم نے مجھے نصیبین کے عالم کے پاس بھیجا، نصیبین کے عالم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا، اب تم مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو؟ اس نے کہا: اے بیٹے! اگر ہمارے دین کا کوئی

سچا متبع رہا ہے تو مجھے اس کے بارے میں علم نہیں، تاہم ایک نبی کی بعثت کا وقت قریب آ پہنچا ہے، جو عرب سے نکلے گا، ابراہیم کا دین حنیف لے کر مبعوث ہوگا، اس کی ہجرت کا مقام اور سکونت کی جگہ ایسی سرزمین ہوگی، جہاں کھجور کے درخت ہوں گے، اور وہ سرزمین دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ہوگی، وہ سرزمین ایسی ایسی ہوگی۔ اس کی پیٹھ پر دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، اس مہر کو دیکھ کر تم اسے پہچان لو گے، وہ ہدیہ کھائے گا، لیکن صدقہ نہیں کھائے گا۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا۔

کلب قبیلے کا ایک قافلہ ہمارے یہاں آیا تو میں نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں۔ میں نے ان کے شہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا۔ میں نے ان سے کہا: میں تمہیں اپنی یہ گائے، بھیڑ بکریاں وغیرہ دیتا ہوں، اس شرط پر کہ تم مجھے اپنے ساتھ سوار کر کے اپنی سرزمین میں لے جاؤ۔ انہوں نے حامی بھر لی۔ میں نے انہیں سب جانور دے دیے، وہ مجھے اپنے ساتھ سوار کر کے چل پڑے۔ وادیٔ قریٰ پہنچ کر انہوں نے مجھے دھوکا دیا اور ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ میں نے وہاں رہ کر کھجور کے درخت دیکھے، مجھے امید ہوئی کہ شاید یہ وہی مقام ہو، جس کے بارے میں میرے ساتھی نے مجھے بتایا ہے۔ ایک دن بنی قریظہ کے ایک یہودی نے مجھے اس یہودی کے ہاتھ سے خرید لیا اور مجھے لے کر مدینے آ گیا۔ اللہ کی قسم! اپنے دوست کے بتائے ہوئے اوصاف کے مطابق میں نے مدینے کو دیکھتے ہی پہچان لیا، مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی شہر ہے۔

مدینے اور بنی قریظہ میں رہ کر میں اس کے مال و دولت کی دیکھ بھال کرتا رہا، آپ ﷺ کی بعثت ہوگئی، لیکن غلامی کی مشغولیات کی وجہ سے مجھے اس کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا۔ جب آپ ﷺ مدینے ہجرت کر کے آئے، قبا میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں قیام فرمایا تو اللہ کی قسم! اس وقت میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا کوئی کام کر رہا تھا، میرا آقا درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا، اس کا ایک چچا زاد یہودی آیا اور کہا: اے فلاں! بنی قیلہ کو اللہ ہلاک کرے، اس وقت وہ قبائل میں ایک ایسے آدمی کے پاس جمع ہیں، جو مکے سے آیا ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے، اللہ کی قسم! اس نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ مجھ پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں میں اپنے آقا پر گر نہ جاؤں، میں تیزی سے اترا اور کہا: اے آقا! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میری دلچسپی دیکھ کر وہ شدید غصہ ہوا اور ہاتھوں سے میری شدید پٹائی کی۔ کہنے لگا: تجھے اس سے کیا غرض؟ تو اپنا کام کر۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں، میں نے تم سے ایک بات سنی اور چاہا کہ اسے اچھے طریقے سے جان لوں۔ وہ خاموش رہا اور میں اپنے کام کاج میں مشغول ہو گیا۔ شام ہوئی تو میں

نے اپنے پیسے وغیرہ جمع کیے اور قبا میں آپ ﷺ کے پاس آیا، میں ان کے پاس آیا تو آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت تھی، میں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک نیک انسان ہیں، آپ کے ساتھی ضرورت منداور غریب ہیں، میرے پاس صدقے کی نیت سے رکھی کچھ کھانے پینے کی اشیا ہیں، میں انہیں لے کر آپ کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہیں، میں نے ان کے قریب کر دیں، آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: کھاؤ۔ خود ہاتھ روکے رکھا اور اس میں سے کچھ تناول نہیں فرمایا۔ میں نے دل میں کہا: فلاں کی بتائی ہوئی یہ پہلی نشانی ہے۔

میں واپس آ گیا۔ آپ ﷺ مدینے منتقل ہو گئے، میں نے پھر کچھ جمع کیا اور آپ کے پاس لے کر آیا، سلام کیا اور کہا: یہ میری کچھ چیزیں ہیں، میں ان کے ذریعے آپ کا اکرام کرنا چاہتا ہوں، یہ ہدیہ ہیں جو میں آپ کو دیتا ہوں، یہ صدقہ نہیں ہے، اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے، آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اسے صحابہ نے بھی کھایا اور آپ نے بھی تناول فرمایا، میں نے دل میں کہا کہ یہ دوسری نشانی ہے۔

میں واپس لوٹا اور کچھ دن ٹھہر کر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ بقیع الغرقد میں ایک جنازے کے ساتھ تھے، آپ کے ارد گرد صحابہ تھے، آپ کے جسم اطہر پر دو چادریں تھیں، ایک کو قمیص کی جگہ اور ایک کو شلوار کی جگہ پہنا ہوا تھا، میں نے سلام کیا، میں پلٹ کر آپ کی پشت کی طرف آ گیا، تاکہ پشت مبارک کو دیکھ سکوں، یہ دیکھ کر آپ ﷺ سمجھ گئے کہ میں پیٹھ پر کچھ دیکھنا اور ثبوت حاصل کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے پشت مبارک سے چادر کھسکا دی، تو میں نے اپنے دوست کی بتائی ہوئی نشانیوں کے مطابق مہر نبوت دیکھی، میں جھک کر آپ ﷺ کے مہر نبوت کے مقام کو بوسے دینے لگا اور رو پڑا، آپ نے فرمایا: سامنے آؤ۔ میں سامنے آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر اپنا قصہ از اول تا آخر بیان کیا۔ آپ ﷺ کو میرا قصہ پسند آیا، آپ نے چاہا کہ صحابہ بھی اسے سنیں۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ بدر اور احد کے معرکوں کے دوران میں غلامی کی بیڑیوں میں جکڑا رہا، جس کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک نہیں ہو سکا۔

پھر مجھے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ میں پیسوں کے بدلے اپنی آزادی کا سودا کروں۔ میں نے اپنے مالک سے اس بارے میں پوچھا اور مسلسل اصرار کرتا رہا، یہاں تک کہ اس نے مجھے تین سو کھجور کے درختوں اور چالیس اوقیہ چاندی، جو چار ہزار درہم بنتے ہیں، کے بدلے آزاد کرنے کا وعدہ کیا۔ آپ ﷺ نے

صحابہ سے فرمایا: نخل دے کر اپنے بھائی کی مدد کرو۔ ہر صحابی نے اپنی استطاعت کے مطابق میری مدد کی، کسی نے بیس دیے، کسی نے تیس، کسی نے دس، کسی نے پانچ، کسی نے چھ، کسی نے سات، کسی نے آٹھ، کسی نے چار، کسی نے تین، یہاں تک کہ میں نے مطلوبہ مقدار پوری کر لی۔

آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جاؤ اور جب انہیں بونے کا ارادہ ہو تو میرے پاس آنا، تاکہ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں تمہارے لیے زمین میں بوؤں۔ میں ان کی قلمیں بنانے لگا، صحابہ کرام نے بھی میری اعانت کی یہاں تک کہ ہم انہیں سینچنے سے فارغ ہو گئے۔ میرے ساتھی آئے اور ہر ایک نے ان درختوں کو رکھنے میں میری مدد کی، پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ درخت بالکل تیار ہیں، وہ آئے، ہم ان کے ہاتھ میں تھما دیتے اور آپ اپنے دست مبارک سے انہیں زمین میں لگاتے، آپ ﷺ کی برکت سے ایک درخت بھی سوکھ کر ضائع نہیں ہوا۔ اب دراہم کے بندوبست رہ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: اے سلمان! جب تم سنو کہ میرے پاس کچھ (مال غنیمت وغیرہ) آیا ہے تو میرے پاس چلے آنا، میں تمہارے باقی حصۂ مکاتبت کا بندوبست کر دوں گا۔

ایک روز آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صحابی انڈے کے برابر سونے کر آئے، جسے کسی غزوے میں انہوں نے حاصل کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! یہ لے لو، اور اس سے اپنا بقیہ قرض اتارو، سلمان کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میرے ذمے جو مال ہے، وہ اس سے کیسے ادا ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے ادا کر دے گا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، جب میں نے اسے وزن کیا تو اس کا وزن چالیس اوقیہ یعنی جتنا میرے ذمے تھا، اتنا ہی نکلا۔

سلمان آزاد ہو گئے، اور آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق اور اس کے بعد کے مغازی میں شریک ہوئے۔

ابو حاتم کہتے ہیں: اس سال کے شروع میں سلمان غلامی سے آزاد ہوئے اور بدل کتابت ادا کیا۔

غزوہ ذات الرقاع

یہ غزوہ محرم میں ہوا۔ مدینے پر عثمان بن عفان کو نائب بنا کر آپ ﷺ غطفان کے بنی محارب اور بنی ثعلبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مقام نخل میں پڑاؤ ڈالا، وہاں غطفان کا لشکر موجود تھا، صفیں ایک دوسرے

کے مقابل آئیں، جنگ وقتال کی نوبت نہیں آئی، تاہم ایک دوسرے سے خوف زدہ ہوئے، اسی لیے آپ ﷺ نے صلاۃ الخوف ادا فرمائی۔

اس غزوے کا نام ذات الرقاع اس لیے پڑا کہ گھوڑوں کی رنگت سیاہ اور سفید تھی، گھوڑوں کی اسی رنگت کی وجہ سے یہ نام پڑا۔ (۵۳)

پھر آپ ﷺ اور مسلمان واپس لوٹ آئے۔ راستے میں جابر کے اونٹ نے تاخیر کر دی۔ آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور کہا: اے جابر! کہا: جی! فرمایا: کیا ہوا؟ جابر نے کہا: میرا اونٹ دیر کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے محجن سے اونٹ کو ٹھوکا دیا، اور فرمایا: سوار ہو جاؤ، جابر کہتے ہیں: میں بڑی مشکل سے اونٹ کو قابو کر رہا تھا کہ کہیں وہ آپ ﷺ سے ٹکرا نہ جائے۔ آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: باکرہ سے یا ثیبہ سے؟ میں نے کہا: ثیبہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: باکرہ سے کیوں نہیں! تاکہ وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے ہنسی مذاق کرتے۔ میں نے کہا: میری بہنیں ہیں، میری خواہش تھی کہ ایسی عورت سے شادی کروں، جو ان کے ساتھ مل جل کر رہے، ان کے کنگھی کرے اور ان کا خیال رکھے۔ فرمایا: تم لوٹ رہے ہو، جب پہنچ جاؤ تو ہوش یار رہنا ہوش یار۔ پھر فرمایا: کیا اپنا اونٹ بیچو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے جابر سے ایک اوقیہ کے بدلے اونٹ خرید لیا۔ پھر آپ مدینے پہنچے، جابر کہتے ہیں: میں نے انہیں مسجد کے دروازے پر پایا، آپ نے فرمایا: کیا ابھی آئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: اپنا اونٹ چھوڑ دو، مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت ادا کرو۔ میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت ادا کی۔ پھر بلال کو حکم دیا کہ مجھے وزن کر کے اوقیہ دے دیں۔ بلال نے وزن کیا اور میرا پلڑا بھاری رکھا۔ میں چلا، جب میرا منہ آپ ﷺ سے پھر گیا تو فرمایا: جابر کو بلاؤ۔ میں نے دل میں کہا کہ اب آپ ﷺ مجھے میرا اونٹ واپس کر دیں گے، اور یہ بات مجھے سخت ناپسند تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا اونٹ لے لو اور اس کی قیمت بھی رکھ لو۔

غزوہ دومۃ الجندل

یہ غزوہ پیش آنے کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ کو خبر ملی کہ کفار کا لشکر دومۃ الجندل میں جمع ہوا ہے۔ آپ ﷺ اس غزوے میں روانہ ہوئے، لیکن جنگ اور قتال کی نوبت نہیں آئی۔ سباع بن عرفطہ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا گیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ واپس لوٹ آئے۔ (۵۴)

اس دوران سعد بن عبادہ کی والدہ وفات پا گئیں، وفات کے وقت سعد آپ ﷺ کے ساتھ دومۃ الجندل میں تھے، غزوے سے لوٹنے کے بعد آپ ان کی قبر پر آئے اور نماز جنازہ پڑھی۔ سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ماں، اور جب کہ اس نے وصیت بھی نہیں کی، کیا میں اس کی طرف سے قرض ادا کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔

جمادی الاخری میں چاند گہن ہوا۔ یہودی چمکتے شعلے پھینکنے لگے اور طاس کے ساتھ ضربیں لگانے لگے، کہنے لگے: چاند پر جادو ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ نے کسوف کی نماز ادا فرمائی۔

آپ ﷺ کو خبر ملی کہ قریش شدید قحط کی حالت میں ہیں، حتیٰ کہ بوسیدہ ہڈیاں تک کھا گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم بن حریش کے ہاتھ کچھ سونا ان کے لیے بھیجا۔(۵۵)

پھر آپ ﷺ کے پاس مزینہ کا ایک وفد آیا۔ رجب میں آنے والا یہ وفد پہلا وفد ہے۔ اس میں بلال بن حارث مزنی مزینہ کے چند لوگوں کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم جہاں کہیں رہو، تمہیں مہاجرین کا درجہ حاصل ہے۔ یہ لوگ اپنے علاقے کی طرف لوٹ گئے۔

بعدازاں بنوسعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا، ضمام نے کہا: اے محمد! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا، اس نے دعویٰ کیا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کو اللہ نے بھیجا ہے۔ فرمایا: اس نے سچ کہا۔ ضمام نے پوچھا: آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ فرمایا: اللہ نے۔ ضمام نے کہا: زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا: اللہ نے۔ ضمام نے کہا: ان پہاڑوں کو کس نے گاڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے۔ ضمام نے کہا: ان پہاڑوں میں یہ منافع کس نے رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے۔ ضمام نے استفسار کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ ضمام نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، پہاڑوں کو پیوست کیا، اور ان میں یہ منافع رکھے، اسی اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ ضمام نے کہا: آپ کے قاصد کا دعویٰ ہے کہ دن اور رات میں ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں؟ فرمایا: اس نے سچ کہا۔ ضمام نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا، کیا اللہ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ ضمام نے کہا: آپ کے قاصد کا دعویٰ ہے کہ ہمارے سال میں رمضان کے مہینے میں ہم پر روزے فرض ہیں؟ فرمایا: جی ہاں۔ ضمام نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا، کیا اللہ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ہاں! ضمام نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں اس پر نہ کوئی اضافہ کروں گا نہ ان میں کوئی کمی کروں گا۔ جب وہ

جانے کے لیے مڑے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ ضمام اسلام لیے آئے اور اسلام کی حالت میں اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔

غزوۂ مریسیع

شعبان کے مہینے میں آپ ﷺ نے خزاعہ کے قبیلے بنی مصطلق پر فرع کے قریب ان کے پانی کے مقام پر لشکر کشی فرمائی۔ ان کے لوگوں کو قتل اور قید کیا۔ قیدیوں میں جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بھی تھیں، ان سے آپ ﷺ نے نکاح فرمایا، ان کا مہر ان کی قوم کے چالیس قیدی مقرر فرمائے۔(۵۶)

اس غزوے میں حضرت عائشہ کا ہار کھو گیا۔ آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ اس کی تلاش کی وجہ سے ٹھہرے رہے، یہاں نہ پانی قریب تھا، نہ ان کے پاس پانی کا ذخیرہ تھا، اسی دوران آیت تیمم نازل ہوئی تو اسید بن حضیر نے کہا: اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ بالآخر جب وہ اونٹ چلنے کے لیے ہنکایا گیا جس پر حضرت عائشہ سوار تھیں تو ہار اس کے نیچے سے ملا۔

مریسیع کی فتح کی اہل مدینہ کو خوش خبری دینے کے لیے آپ ﷺ نے ابونملہ طائی کو روانہ فرمایا۔

غزوۂ خندق

اس کا قصہ یوں ہے کہ جب آپ ﷺ نے بنو نضیر کو جلاوطن کیا تو یہود کی ایک جماعت جن میں حیی بن اخطب نضری، ہوذہ بن قیس وائلی، کنانہ بن ربیع نضری بھی تھے، بنی نضیر اور بنی وائل کے کچھ لوگوں کے ہم راہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کی دعوت دینے کے لیے نکلے، مختلف جماعتیں آمادہ کرتے، مکے میں قریش کے پاس پہنچے، انہیں آپ ﷺ کے خلاف جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم اس وقت تک تمہارے ساتھ رہیں گے، جب تک محمد اور اس کے صحابہ کی بیخ کنی نہ کر دیں۔

قریش نے ان سے کہا: اے گروہ یہود! تم لوگ اہل کتاب ہو اور یہ جانتے ہو کہ کس وجہ سے ہمارے اور محمد کے درمیان اختلاف ہے، کیا ہمارا دین بہتر ہے یا ان کا؟ یہودیوں نے کہا: بل کہ تمہارا دین بہتر ہے، تم حق کے ان سے زیادہ حق دار ہو۔

یہودیوں نے جب یہ بات کہی تو ان میں آپ ﷺ کے خلاف جنگ کا جذبہ بڑھ گیا، سامان حرب جمع کرنے اور آپ ﷺ کے خلاف جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ یہاں سے نکل کر قیس عیلان کے قبیلے غطفان کے پاس آئے اور انہیں آپ ﷺ کے خلاف جنگ کی دعوت دی، انہیں بتایا کہ قریش بھی اس

معاملے میں متحد ہیں اور انہوں نے ہماری بات مان لی ہے۔(۵۷)

یہ تمام لشکر روانہ ہوئے۔قریش کے قائد ابوسفیان،غطفان کے قائد عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزارحی اور اشجع کے قائد مسعود بن رخیلہ تھے۔

آپ ﷺ کو جب اس بارے میں خبر ہوئی تو آپ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا،سلمان نے مدینے کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا، یہ پہلا غزوہ ہے،جس میں سلمان نے آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ مقام مذاد سے راتج کے کونے تک خندق کھودی گئی۔(۵۸)

قریش نے رومہ کے سیلاب کا پانی جمع ہونے کی جگہ پڑاؤ ڈالا،قریش کے ساتھ اہل کنانہ اور اہل تہامہ کے متبعین اور اپنے کسانوں سمیت دس ہزار افراد تھے۔غطفان نے آکر احد کے ایک طرف ذنب نقمی میں پڑاؤ ڈالا۔

ابن ام مکتوم کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کر کے آپ ﷺ شوال کے مہینے میں نکلے۔سلع کو پشت اور خندق کو اپنے اور دشمنوں کے درمیان رکھ کر پڑاؤ ڈالا۔آپ ﷺ کے ساتھ تین ہزار مسلمان تھے۔حیی بن اخطب بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس آیا اور مسلسل اصرار کے بعد اپنی بیعت پر مجبور کرلیا۔

آپ ﷺ نے سعد بن معاذ،سعد بن عبادۃ،عبداللہ بن رواحہ اور خوات بن جبیر کو بھیجا کہ کعب بن اسد کی خبر لائیں کہ وہ معاہدے پر کاربند ہے یا نہیں۔یہ حضرات اس کے پاس آئے اور معاہدے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: ہمارے اور محمد کے مابین کوئی معاہدہ نہیں۔انہوں نے آکر آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔

تقریباً تیس روز تک آپ ﷺ مشرکین کے مقابل جمے رہے۔بعدازاں آپ نے فرمایا: کون ہے جو دشمن کی خبر لائے؟ زبیر نے کہا: میں لاتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک محافظ ہوتا ہے،میرا ذاتی محافظ زبیر ہے۔اس غزوے میں مسلمانوں اور مشرکین کے مابین قتال کی نوبت نہیں آئی،سوائے تیروں کے تبادلے کے۔اور سوائے اس کے کہ قریش کے شہ سوار عمرو بن عبدود بن ابی قیس جو بنی عامر کے حلیف تھے،عکرمہ بن ابی جہل مخزومی،ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی اور ضرار بن خطاب ابن مرداس محاربی لڑنے کے لیے تیار ہوئے،حلیہ تبدیل کیا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر چل دیے،کنانہ کے علاقے سے گزرے،پھر گھوڑوں کو آگے ہنکا کر خندق کے کنارے تک لا کر کھڑے ہوگئے۔خندق کو دیکھ کر کہنے لگے: اللہ کی قسم!عربوں نے یہ جنگی چا ی نہیں چلی۔خندق کے ایک کم فاصلے والی جگہ پر آئے اور گھوڑے کو ایڑھ

لگائی، گھوڑے اس تنگ جگہ کو پھلانگ کر شوریدہ زمین پر چکر کاٹنے لگے، جو خندق اور سلع کے درمیان تھی، مسلمانوں نے جب یہ دیکھا تو علی بن ابی طالب ایک جماعت لے کر اس مقام پر کھڑے ہو گئے، جہاں سے انہوں نے چھلانگ لگائی تھی، اب وہ گھڑسوار ان کی طرف آنے لگے۔

عمرو بن عبدود قریش کا بہترین گھڑسوار تھا، بدر میں شریک تھا، لیکن احد میں شرکت نہ کر سکا، غزوۂ خندق میں اپنی بہادری کے جوہر دکھانے آیا تھا، جب وہ اپنے گھوڑے سمیت مسلمانوں کے مقابل آ کھڑا ہوا تو علی بن ابی طالب نے کہا: اے عمرو! میں تمہیں تنہا مقابلے کی دعوت دیتا ہوں، عمرو نے کہا: اے بھتیجے! یہ کیوں؟ اس لیے کہ بہ خدا! مجھے پسند نہیں کہ تمہیں قتل کروں۔ علی نے کہا: لیکن مجھے، اللہ کی قسم! تمہیں قتل کرنا پسند ہے۔ یہ سن کر عمرو غصے سے آگ بگولا ہو گیا، گھوڑے سے کود کر نیچے اترا اور اسے ذبح کر دیا، پھر علی سے مقابلے کے لیے آیا، دنوں لڑتے رہے، یہاں تک کہ علی نے عمرو کو قتل کر دیا۔ سارے گھڑسوار شکست کا داغ لیے واپس ہو گئے۔

جنگ کی صورت حال کے پیش نظر آپ ﷺ ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نماز ادا نہ کر سکے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ (۵۹)

اور مومنوں کے لیے جنگ میں اللہ ہی کافی ہو گیا۔

مسلمانوں کے صرف چھ افراد شہید ہوئے، کعب بن زید دنبانی، سعد بن معاذ کو تیر لگا، جس سے ان کی آنکھ کا ڈیلا باہر آ گیا، عبداللہ بن سہل، انس بن اوس بن عتیک، طفیل بن نعمان بن خنسا، ثعلبہ بن غنمہ۔ مشرکین کی ایک بڑی تعداد قتل ہوئی۔

نعیم بن مسعود اشجعی آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اسلام لے آیا ہوں اور میری قوم کو میرے اسلام کے بارے میں معلوم نہیں، مجھے کسی کام کا حکم دیجیے۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا: تم ہم میں اپنی نوعیت کے ایک ہی آدمی ہو، انہیں ہم سے دور کرو، اس لیے جنگ ایک دھوکا ہے۔

نعیم بنی قریظہ کے پاس آئے، دور جاہلیت میں یہ ان کی تفریحی مجلسوں کے اہم رکن تھے، کہنے لگے: اے گروہ قریظہ! تم خود سے میرے [illegible] واقف ہو، بالخصوص وہ محبت جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ سب نے بہ یک زبان کہا: تم نے سچ کہا۔ نعیم نے کہا: قریش اور غطفان محمد سے جنگ کے لیے تو آئے ہیں، لیکن ان کی حالت تمہاری حالت کی طرح نہیں، یہ شہر تمہارا ہے، تم یہاں سے نکل کر کہیں اور نہیں

جاسکتے ،قریش اور غطفان نے اگر موقع پایا تو جنگ کریں گے ، وگرنہ بھاگ جائیں گے ، پھر تم ہو گے اور تمہارا یہ دشمن اس شہر میں ہوگا، تو تم ان کے ساتھ مل کر اس وقت تک قتال نہ کرو جب تک تم ان کے اشراف کو اپنے پاس بہ طور رہن نہ رکھ لو، یہ اشراف تمہارے پاس ضمانت ہوں گے کہ وہ ان سے لڑیں، یہاں تک کہ فتح پالیں۔ بنی قریظہ نے کہا: تم نے صحیح مشورہ دیا اور نصیحت کا حق ادا کر دیا۔

یہاں سے نکل کر نعیم قریش اور ابوسفیان کے پاس آیا اور کہا: اے گروہ قریش! تم اپنے آپ سے میرے روابط سے واقف ہو، اس تعلق کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا حق ہے کہ میں تمہیں وہ بات بتاؤں اور تمہیں نصیحت کروں، سو تم اسے پوشیدہ رکھنا۔ انہوں نے کہا: ہم ایسا ہی کریں گے۔ نعیم نے کہا: یہودی اپنے اور محمد کے درمیان جنگ کی اس صورت پر سخت نادم ہیں، انہوں نے محمد کی طرف پیغام بھجوایا ہے کہ ہم اپنے کیے پر پشیمان ہیں، کیا آپ اس بات پر ہم سے راضی ہوں گے کہ ہم دونوں قبیلوں قریش اور غطفان سے ان کے اہم افراد لیں اور آپ ان کی گردن ماردیں، پھر ان کے باقی افراد کے خلاف ہم دونوں مل کر لڑیں، محمد نے ان کی طرف پیغام بھجوایا کہ صحیح ہے۔ اگر یہودی تمہارے پاس رہن کی طلبی کا پیغام بھیجیں تو ان کی بات ہرگز نہ ماننا۔ (۶۰)

یہاں سے نکل کر نعیم غطفان کے پاس آئے اور کہا: اے گروہ غطفان! تم میری اصل اور میرا قبیلہ ہو، تم مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو، میرا خیال ہے کہ اس بارے میں تم مجھے کوئی تہمت نہیں دو گے۔ کہنے لگے: تم نے سچ کہا۔ نعیم نے کہا: یہ بات چھپا کر رکھنا، انہوں نے مخفی رکھنے کا وعدہ کیا تو نعیم نے ان سے وہی بات کہی، جو قریش سے بنو قریظہ کے بارے میں کہی تھی، انہیں بھی اسی بات سے ڈرایا، جس سے انہیں ڈرایا تھا۔

جب ہفتہ کی رات آئی تو ابوسفیان نے عکرمہ بن ابی جہل کو غطفان کے اہم افراد کے ہم راہ بنو قریظہ کے پاس بھیجا، انہوں نے کہا: ہم رہنے کی جگہ پر نہیں، مویشی اور سفری جانور ہلاک ہو گئے۔ تیار رہو، صبح مل کر محمد پر حملہ کریں گے، تاکہ اس جنگ سے فراغت پالیں۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ کل ہفتے کا دن ہے، اس دن ہم کوئی کام نہیں کرتے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ہم تمہارے ساتھ مل کر اس وقت تک قتال نہیں کریں گے، جب تک تم اپنے اشراف کو ہمارے پاس بہ طور رہن نہ رکھ لو، یہ ہمارے پاس ہوں گے، تب ہم محمد سے قتال کریں گے، اس لیے کہ ہمیں خوف ہے کہ عین جنگ کی شدت میں تم ہمیں چھوڑ کر اپنے شہر واپس نہ چلے جاؤ۔

عکرمہ نے قریش اور غطفان کو جب یہودیوں کے جواب سے آگاہ کیا تو سب نے کہا: بہ خدا! نعیم بن مسعود کی بات سچ ہے۔ بنوقریظہ کو پیغام بھیجا کہ اللہ کی قسم! ہم تمہیں ایک آدمی بھی دینے والے نہیں، اگر تم لڑنا چاہتے ہو تو نکلو اور ہمارے ساتھ مل کر لڑو۔ بنوقریظہ نے کہا: بے شک نعیم نے جو کہا، وہ بالکل برحق ہے۔ یہ لوگ لڑنے کے خواہاں ہیں، انہیں اگر موقع ملا تو اس سے فائدہ اٹھائیں گے، اور اگر موقع نہ ملا تو اپنے شہر کی راہ لیں گے اور تم دونوں کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ بنوقریظہ نے قریش اور غطفان کو پیغام بھیجا کہ بہ خدا! ہم اس وقت تک تمہارے ساتھ مل کر نہیں لڑیں گے، جب تک تم رہن نہ دے دو۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر ایک تیز آندھی مسلط کی، جس نے ان کے برتن الٹ دیے، ہانڈیاں الٹ دیں، اور سخت سردی پڑی۔

آپ ﷺ کو جب دشمن میں پھوٹ کی خبر پہنچی تو آپ نے حذیفہ بن یمان کو بلایا اور کہا: جاؤ اور دشمنوں میں شامل ہو جاؤ، دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں، کوئی کام اور عمل اس وقت تک نہ کرنا، جب تک میرے پاس نہ آجاؤ اور یہ رات کا وقت تھا۔ جب حذیفہ دشمن کی صفوں میں داخل ہوئے، ابوسفیان بن حرب کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے گروہ قریش! ہر ایک اپنے ساتھ والے کو دیکھے، حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے فوراً اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی کو پکڑا اور اس سے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ پھر ابوسفیان نے کہا: اے گروہ قریش! تم نے رہنے کی جگہ پر صبح نہیں کی، مویشی اور سواری کے جانور ہلاک ہو گئے، بنوقریظہ نے وعدہ خلافی کی اور ان سے ہمیں ناپسندیدہ باتیں پہنچی، اس آندھی سے جو مصیبت آئی ہے، وہ بھی تم دیکھ رہے ہو، اللہ کی قسم! اس کی وجہ سے نہ کوئی خیمہ کھڑا رہا ہے، نہ کوئی ہانڈی ایک جگہ جمی رہتی ہے، کوچ کرو، میں بھی کوچ کر رہا ہوں۔ یہ کہہ کر ابوسفیان اپنے اونٹ کی طرف گیا، اونٹ بندھا ہوا تھا، اس کے اوپر بیٹھا، اسے ضرب لگائی تو وہ اسے تین پاؤں پر لے کر کھڑا ہو گیا، اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی، تب وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہی رہا۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ نے مجھ سے یہ عہد نہ لیا ہوتا کہ میرے پاس آنے تک کچھ نہ کرنا تو میں اسے تیر مار کر قتل کر دیتا۔ حذیفہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور یہ ساری صورت حال گوش گزار کی۔

قریش کا طرز عمل دیکھ کر غطفان نے بھی واپسی کی راہ لی، آپ ﷺ اور مسلمان بھی مدینے لوٹ آئے اور اسلحہ کھول کر رکھ دیا۔

غزوۂ بنی قریظہ

ظہر کے وقت آپ ﷺ کے پاس جبریل آئے اور کہا: آپ لوگوں نے اسلحہ رکھ دیا، لیکن فرشتوں نے ابھی تک اسلحہ نہیں رکھا، اللہ تعالیٰ آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کے منادی نے آواز لگائی: سن لو! کوئی شخص بھی بنی قریظہ پہنچنے سے پہلے نمازِ عصر ادا نہ کرے۔ آپ ﷺ بھی روانہ ہوئے، علی بن ابی طالب نے جھنڈا اٹھا رکھا ہوا تھا، جب مقام صورین پہنچے تو پوچھا: کیا یہاں سے کوئی گزرا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! سفید خچر پر دحیہ کلبی یہاں سے گزرے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبریل تھے۔(۶۱)

بنی قریظہ کے اموال کے ایک طرف واقع پانی کے کنویں پر آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا، صحابہ کرام ٹولیوں کی شکل میں آنے لگے، بہت سارے لوگ عشا کے بعد پہنچے اور انہوں نے حسب ارشاد عصر کی نماز ادا نہیں کی، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کوئی بھی عصر کی نماز بنی قریظہ کے سوا کہیں نہ پڑھے۔ آپ ﷺ نے ۲۵ روز تک محاصرہ کیے رکھا، یہاں تک کہ حصار نے انہیں ادھ موا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیا۔ قریش اور غطفان کی واپسی کے بعد حیی بن اخطب کعب بن اسد سے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے بنی قریظہ کے قلعے میں آ گیا تھا۔ یہودیوں نے جب یہ دیکھا کہ آپ ﷺ بغیر لڑے جانے والے نہیں تو پیغام بھیجا کہ بنی عمرو بن عوف کے حلیف ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیجیں، تا کہ ہم ان سے مشورہ کریں، آپ ﷺ نے ابولبابہ کو ان کی طرف بھیجا، یہود نے کہا: اے ابولبابہ! تمہاری رائے کیا ہے کہ ہم محمد کے فیصلے پر صاد کر دیں؟ ابولبابہ نے کہا: ہاں! اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ فیصلہ ذبح کی صورت میں ہوگا، تو یہود نے کہا کہ سعد بن معاذ کے فیصلے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کا فیصلہ قبول کر لو۔(۶۲)

بنو قریظہ میں سے ثعلبہ بن سعیہ، اسد بن سعیہ، اسد بن عبید اسلام لائے اور اپنے مال واسباب کو بچا لیا، صبح ہوئی تو یہود نے سعد بن معاذ کو فیصلے کا اختیار دے کر قلعے سے اتر آئے۔ اوس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمارے موالی ہیں نہ کہ خزرج کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ تمہیں پسند نہیں کہ تم میں سے ایک شخص ان کے مستقبل کا فیصلہ کرے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فیصلہ سعد بن معاذ کے ہاتھ میں ہے۔ سعد کو تیر لگنے کے بعد آپ ﷺ ان کی قوم سے کہہ چکے تھے کہ اسے

میرے قریب کے خیمے میں رکھو، تاکہ میں اس کی عیادت کرسکوں۔

بنی قریظہ کے بارے میں جب آپ ﷺ نے انہیں حَکَم اور منصف بنایا تو ان کی قوم ان کے پاس آئی، ایک گدھے پر سوار کر کے آپ ﷺ کی طرف لانے کے دوران کہنے لگے: اے ابو عمرو! اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں اپنے موالی کے بارے میں فیصلے کا اختیار اس لیے دیا ہے کہ ان کے ساتھ نرمی کرو، جب ان کا اصرار بڑھا تو سعد نے کہا: سعد کے لیے وہ وقت آگیا کہ اسے اللہ کی رضامندی کے سامنے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ ہونی چاہیے۔ جب سعد آئے تو آپ ﷺ نے حاضرین سے کہا: اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ حاضرین نے کھڑے ہو کر کہا: اے ابو عمرو! اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں فیصلے کا اختیار دیا ہے، سعد نے کہا: اللہ کے عہد اور میثاق پر قسم کھاؤ کہ میں جو فیصلہ کروں گا، وہ تمہیں قبول ہوگا، انہوں نے کہا: جی ہاں! سعد نے کہا: اور انہیں بھی جو اس دوسری طرف کھڑے ہیں؟ اس طرف آپ ﷺ تشریف فرما تھے، ادب اور احترام کی بنا پر سعد اپنا رخ آپ سے پھیرے ہوئے تھے، یہ سن کر آپ ﷺ نے سعد سے کہا: ہاں! سعد نے فیصلہ سنایا: میں فیصلہ کرتا ہوں کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے، مال واسباب تقسیم کر دیے جائیں، اور لڑکیوں اور عورتوں کو قیدی بنا دیا جائے۔

آپ ﷺ نے سعد سے فرمایا: بہ خدا! تم نے وہی فیصلہ کیا، جو سات آسمانوں کے اوپر رہنے والی ذات کا فیصلہ ہے۔

آپ ﷺ نے یہود کو ایک گھر میں قید کر لیا۔ مدینے آئے اور آتے ہی مدینے کے بازار میں ایک گڑھا کھدوایا، پھر انہیں بلوا کر اس گڑھے کے کنارے ان کی گردنیں مارنے کا حکم دیا، یہ یہودی چھ اور سات سو کے درمیان تھے، ان کی گردنیں مسلسل ماری جانے لگیں، یہاں تک کہ اس کام سے فارغ ہو گئے، ان مقتولین میں حیی بن اخطب اور کعب بن اسد بھی تھے۔

بعد ازاں آپ ﷺ نے بنو قریظہ کے مال واسباب، عورتیں اور بچے مسلمانوں میں تقسیم کر دیے، مسلمانوں کے لشکر میں ۳۶ گھوڑے تھے، سوار کو تین حصے دیے، گھوڑے کے دو حصے اور ایک حصہ گھڑ سوار کا، بغیر گھوڑے کے پیدل کے لیے ایک حصہ تھا، آپ ﷺ نے اس غنیمت سے خمس، یعنی پانچواں حصہ بھی نکالا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بنی عمرو بن قریظہ کی ایک خاتون ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو اپنے لیے خاص کیا۔

پھر سعد بن معاذ وفات پا گئے، آپ ﷺ نے انہیں غسل دینے کا حکم دیا، اسید بن حضیر اور سلمہ بن

سلامہ بن وقش نے انہیں غسل دیا، پھر چارپائی پر ان کے کفن میں انہیں لپیٹ دیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: سعد بن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا۔ آپ ﷺ سعد کی نماز جنازہ ادا کرنے تک جنازے کے ساتھ رہے۔ سعد کی قبر میں چار افراد حارث بن اوس، اسید بن حضیر، سلمہ بن سلامہ بن وقش اور ابو نائلہ مالک بن سلامہ اترے۔

بعد ازاں آپ ﷺ نے زینب بنت جحش کے ساتھ شب عروسی فرمائی۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے لوگوں کی دعوت کی، کھانا کھایا اور چلے گئے، تاہم ایک جماعت آپ ﷺ کے ہاں بہت دیر تک بیٹھی رہی، آپ ﷺ اٹھے اور چل دیے، عتبہ حضرت عائشہ کے حجرے تک آئے اور لوٹ گئے، اسی وقت آیت حجاب نازل ہوئی:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (۶۳)

اور جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔

سریہ عبداللہ بن انیس

خالد بن سفیان بن خالد بن ملہم ہذلی ثم لحیانی کی سرکوبی کے لیے عرنہ بھیجا بطن عرنہ میں اسے پایا، اس کے ساتھ کسان بھی تھے، عبداللہ بن انیس نے اسے قتل کیا اور اس کا سر آپ ﷺ کے پاس لائے۔

ذی الحجہ میں آپ ﷺ سواری پر جنگل تشریف لے گئے، گھوڑے سے گر گئے اور آپ ﷺ کے دائیں کاندھے پر چوٹ آئی، جنگل سے آکر آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور فرمایا: امام کو امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو، جب وہ سجدہ کرے، تب تم سجدہ کرو، اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی سب کے سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

اور ذی الحجہ میں عامر بن صعصعہ کے لوگ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تمہارے پاس قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہیں رہنا چاہیے۔ مقصد یہ تھا کہ خوش حال لوگ تنگ دستوں پر فراخی کریں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: تین دن کے بعد بھی کھاؤ اور ذخیرہ کرو۔

ہجرت کا چھٹا سال

ابوعروبہ حسین بن محمد بن ابی معشر حران سے، سلمہ بن شبیب، عبدالرزاق، عبداللہ بن عمر، سعید مقبری سے اور وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ثمامہ بن اثال حنفی قیدی بنا، آپ ﷺ روزانہ اس کے پاس

آتے اور کہتے: تمہارے پاس کیا ہے؟ اے ثمامہ! وہ کہتا: اگر آپ قتل کریں تو بغیر احسان کے قتل کریں گے، اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکرگذار پر احسان کریں گے، اور اگر مال کے خواہاں ہیں تو مال ملے گا۔ (۶۴) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کی خواہش تھی کہ فدیہ لیا جائے، ان کا کہنا تھا کہ اسے قتل کرکے کیا کریں گے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو وہ اسلام لے آیا، آپ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا، ثمامہ نے غسل کیا اور دو رکعتیں ادا کیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا ساتھی اچھے طریقے سے اسلام لایا ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس سال کے شروع میں آپ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو قرطا کی طرف روانہ کیا۔ وہاں انہوں نے ثمامہ بن اثال حنفی کو قید کیا، آپ ﷺ نے اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا، آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور کہا: تمہارے پاس کیا ہے؟ اے ثمامہ! ثمامہ نے کہا: اے محمد! میرے پاس خیر ہے، اگر آپ قتل کریں گے تو ایک معزز آدمی کو قتل کریں گے، اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکرگذار پر احسان کریں گے، اور اگر مال کے خواہاں ہیں تو مانگیے، جتنا مال آپ چاہیں گے، اتنا ہی ملے گا۔ آپ ﷺ نے اگلے روز تک اسے اسی حالت میں چھوڑ دیا، پھر کہا: تمہارے پاس کیا ہے؟ اے ثمامہ! ثمامہ نے حسب سابق جواب دیا۔ آپ ﷺ نے پھر اگلے روز تک کے لیے اسے چھوڑ دیا۔ اگلے روز پھر پوچھا: اب کیا خیال ہے؟ اے ثمامہ! ثمامہ نے کہا کہ میرا وہی پہلے والا جواب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ انہیں آزاد کر دیا گیا۔ آزاد ہونے کے بعد وہ مسجد کے قریب کھجور کے درخت کے پاس آئے، غسل کیا اور مسجد میں داخل ہوکر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اے محمد! روئے زمین پر کوئی چہرہ مجھے آپ کے چہرے سے زیادہ ناپسند نہیں تھا، اب آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! تمام ادیان میں سے آپ کا دین مجھے سخت ناپسند تھا، اب آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، اللہ کی قسم! کوئی شہر مجھے آپ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھا، اب آپ کا شہر مجھے سب سے زیادہ پسند ہوگیا ہے۔ آپ کے گھڑسواروں نے مجھے اس حال میں گرفتار کیا کہ میں عمرے کے لیے جارہا تھا، اب آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے اسے بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ ثمامہ جب مکے آئے تو کسی نے کہا: بے دین ہوگئے۔ ثمامہ نے جواب دیا: نہیں، بل کہ اللہ کے رسول محمد پر ایمان لے آیا ہوں۔ (۶۵)

عکاشہ بن محصن اسدی کو ایک سریے کے ساتھ غمر کی طرف روانہ کیا، وہاں دشمن کا تعاقب کیا، لیکن

دشمن بھاگ گیا، عکاشہ ان کے پانی کے مقام پر رکے اور چند افراد تلاش میں روانہ کیے۔ انہوں نے ایک راہ نما کو پکڑا، جس نے ان کے مویشیوں کی جگہ بتائی۔ عکاشہ دو سو اونٹوں کو لے کر مدینے آئے۔

پھر سورج گہن ہوا تو آپ ﷺ نے نماز کسوف ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا: چاند و سورج نہ کسی کی موت کے وجہ سے بے نور ہوتے ہیں، نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے، جب تم انہیں بے نور دیکھو تو نماز پڑھو۔

آپ ﷺ نے عبیدہ بن جراح کی سرکردگی میں ایک سریہ ذی قصہ بھیجا، یہ بنی ثعلبہ اور انمار کا علاقہ تھا۔ مغرب کی نماز ادا کی اور ابو عبیدہ چالیس صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے، ساری رات چلنے کے بعد صبح کے وقت ذی قصہ پہنچے، چھاپہ مار کارروائی کر کے پہاڑوں کی طرف چلے گئے، پھر وہاں سے مدینہ آ گئے۔ اس غنیمت میں سے آپ ﷺ نے خمس، یعنی پانچواں حصہ وصول فرمایا اور بقیہ مالِ غنیمت صحابہ میں تقسیم فرما دیا۔ (٦٦)

دوسری مرتبہ محمد بن مسلمہ کو دس افراد کے ساتھ ذی قصہ بھیجا۔ مشرکین میں سے سو افراد گھات لگا کر بیٹھ گئے، مسلمان جب سو گئے تو انہوں نے سب کو قتل کر لیا، لیکن محمد بن مسلمہ زخمی حالت میں فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

پھر آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کو جموم میں رہنے والے بنی سلیم کی طرف بھیجا، بہت ساری بھیڑ بکریاں اور قیدی ان کے ہاتھ لگے۔

آپ ﷺ نے گھڑ سواری کا مقابلہ منعقد کیا۔ مدینے میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا مقابلہ تھا۔ سواری کے جانوروں کے مقابلے میں عضبا پہلے نمبر پر رہی، کوئی اس سے سبقت نہ لے جا سکا۔ ایک اعرابی اپنی سواری کی اونٹنی لے کر آیا، وہ عضبا سے جیت گئی، مسلمانوں کو یہ بات گراں گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل شانہ کی یہ سنت ہے کہ دنیا میں کوئی چیز جب اونچے مقام پر پہنچتی ہے تو اسے نیچے گرا دیتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کو ایک سریے کے ساتھ طرف یعنی بنی ثعلبہ کی طرف پندرہ افراد کے ساتھ بھیجا، بدؤوں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ تمام صحابہ کو لے کر ان کی طرف آئے ہیں، وہ ہار گئے، مسلمانوں کو ان کے مویشیوں میں سے ۲۰ اونٹ ملے۔ اور یہ لوگ مدینے لوٹ آئے۔

اس کے بعد بھی آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کو عیص کی طرف روانہ کیا، انہوں نے ایک جماعت کو قید کیا، ان میں ابو العاص بن ربیع بھی تھا، اس نے آپ ﷺ کی صاحب زادی حضرت زینب سے امان مانگی تو انہوں نے امان دے دی۔

آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کو ایک بار پھر حسمی بھیجا، وہاں سے وہ بھیڑ بکریاں اور قیدی لے کر لوٹے۔

حضرت عمر نے جمیلہ بن ثابت بن ابی اقلح سے نکاح کیا۔ یہ عاصم بن ثابت بن ابی اقلح کی بہن تھیں، ان سے عاصم بن عمر پیدا ہوئے، عمر نے انہیں طلاق دے دی۔ بعد ازاں زید بن حارثہ نے ان سے شادی کر لی، ان سے عبدالرحمٰن بن زید پیدا ہوئے۔ یوں عاصم بن عمر اور عبدالرحمٰن بن زید ماں شریک بھائی بن گئے۔

پھر علی بن ابی طالب کی سرکردگی میں ایک سریہ فدک روانہ کیا گیا، یہ سریہ سو افراد پر مشتمل تھا، اس کا ہدف بنی سعد بن بکر کا ایک محلہ تھا۔

اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف کی امارت میں ایک سریہ دومۃ الجندل بھیجا گیا، آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان کا عمامہ باندھا اور فرمایا: اگر وہ اللہ کی اطاعت کر لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کرنا۔ یہ گئے تو سب ایمان لے آئے تو عبدالرحمٰن نے تماضر بنت اصبغ سے نکاح کیا، ان کے والد وہاں کے بادشاہ تھے۔

خیبر اور خیبر کے یہودیوں کے حالات جاننے کے لیے آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو تین افراد کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ سریہ گیا اور اپنی ذمے داری انجام دے کر مدینے واپس آ گیا۔

رمضان کے شروع میں لوگ شدید قحط سالی کا شکار ہوئے، آپ ﷺ نماز استسقا ادا کرنے کے لیے کھلی جگہ کی طرف نکلے، آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں اور ان میں جہری قرأت کی، پھر قبلہ رخ ہوئے اور اپنی چادر الٹ دی۔

آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کو ایک سریے کے ساتھ ام قرفہ کی طرف بھیجا، انہوں نے سلمہ بن اکوع، اور زید بن حارثہ بنت مالک بن حذیفہ کو ان کے ایک گھر سے قید کیا۔ ام قرفہ کا نام فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر تھا۔

آپ ﷺ بنی لحیان کے لیے نکلے، امج تک پہنچے۔ امج اور عسفان کے درمیان بنی لحیان کا علاقہ ہے جسے سایہ کہتے ہیں، سایہ پہنچ کر دیکھا تو وہ لوگ محتاط ہو چکے تھے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا چھپے تھے۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ وہ ہاتھ سے نکل چکے ہیں تو ۲۰۰ سوار، جو سب کے سب روزے سے تھے اور آپ ﷺ بھی روزے سے تھے، لے کر نکلے، عسفان اور کراع الغمیم پہنچ کر آپ نے افطار کیا اور آپ کے

ساتھ مسلمانوں نے افطار کیا، یہاں سے بغیر جنگ کی نوبت آئے لوٹ گئے، واپس ہوتے وقت آپ ﷺ یہ کلمات ادا فرمارہے تھے:

آئبون تائبون عابدون ولربنا حامدون، اعوذ باللّٰہ من وعثاء السفر، وکآبۃ المنقلب، والحور بعد الکور، وسوء المنظر فی الاھل والمال والولد (۶۷)

ہم واپس ہورہے ہیں، ہم توبہ کررہے ہیں، ہم عبادت کررہے ہیں، اور اپنے رب کی حمد بیان کررہے ہیں، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں سفر کی تھکاوٹ سے اور بری واپسی سے، کثرت کے بعد نقصان سے اور اہل وعیال اور مال میں برے منظر سے ہے

آپ ﷺ کے مدینے لوٹنے اور کچھ روز قیام کرنے کے بعد عیینہ بن حصن بن خذیفہ بن بدر فزاری نے غطفان کے کچھ گھڑسواروں کے ساتھ جنگل میں آپ ﷺ کی اونٹنیوں پر حملہ کیا، اونٹنیوں کی دیکھ بھال کے لیے بنی غفار کا مرد اور عورت مقرر تھے، انہوں نے مرد کو قتل کیا اور عورت اور اونٹنیوں کو ساتھ لے گئے، آپ ﷺ ام مکتوم کو مدینے کا نگران بنا کر ان کے تعاقب میں ذوقرد تک آئے، یہاں دیگر صحابہ بھی ٹکڑیوں کی شکل میں آپ ﷺ سے آملے، ذوقرد میں آپ نے ایک دن اور ایک رات قیام فرمایا اور صلاۃ خوف پڑھی۔ عیینہ اپنے ساتھ جو کچھ لے گیا تھا، اسے لے کر پلٹ آیا۔ مدینے کے مسلمانوں کے مویشیوں کی چراگاہ ذوقرد میں تھی۔ عرینہ کے آٹھ آدمی آئے اور اسلام قبول کیا، آپ ﷺ نے انہیں چراگاہ کی طرف بھیجا، وہاں انہوں نے اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پیا۔ صحت مند ہونے کے بعد انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ ہنکا کر ساتھ لے گئے، آپ ﷺ نے ان کو پکڑنے کے لیے کرز بن جابر فہری کو شوال میں ایک سریے کے ساتھ بھیجا، اس سریے میں بیس سوار تھے، ان کے ساتھ قائف بھی تھا، ان حضرات نے ان کا محاصرہ کیا اور انہیں گرفتار کرلیا، انہیں لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے، یہ لوگ مرتد ہوچکے تھے، اور چرواہوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر فرار ہوئے تھے، اور ان کی آنکھیں نکالی تھیں، آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ان کے ساتھ بھی یہی کیا گیا، اور انہیں حرہ یعنی سیاہ پتھریلی زمین میں پھینک دیا گیا، پیاس کی شدت سے پانی مانگتے، لیکن کوئی انہیں پانی نہ دیتا۔

بعد ازاں آپ ﷺ غزوۂ بنی مصطلق کے لیے روانہ ہوئے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کو خبر ملی تھی کہ بنی مصطلق جنگ کے لیے جمع ہورہے ہیں اور ان کے قائد حارث بن ابی ضرار، جویریہ بنت حارث کے والد ہیں۔ آپ ﷺ کو جب ان کی جنگی تیاریوں کے بارے میں پتا چلا تو آپ لشکر لے کر روانہ ہوئے،

اور مریسیع نامی ان کے پانی پر، جو ساحل کی طرف سے قدید کے ایک کونے میں واقع ہے، دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے، فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے، قتال ہوا، اللہ تعالیٰ نے بنی مصطلق کو ہزیمت دی، ان میں بہت سارے مقتول ہوئے، آپ ﷺ نے ان کے بچے، عورتیں اور مال واسباب نفل کے طور پر عطا فرمائے۔

آپ ﷺ نے جب بنی مصطلق کے قیدی تقسیم فرمائے تو جویریہ بنت حارث، ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئیں، جویریہ نے اپنے آقا کے ساتھ عقد مکاتبت کیا۔ وہ ایک خوب صورت عورت تھیں، جو انہیں دیکھتا تو فریفتہ ہو جاتا۔ جویریہ آپ ﷺ کے پاس بدل کی ادائیگی کے سلسلے میں مدد مانگنے آئیں، کہا: اے اللہ کے رسول! میں جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار، جو اپنی قوم کا سردار ہے، ہوں، مجھ پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ پر مخفی نہیں، میں ثابت بن قیس بن شماس یا اس کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے اس سے عقد مکاتبت کیا ہے، میں رقم کے سلسلے میں آپ سے مدد مانگنے آئی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس سے بہتر چیز میں تمہیں رغبت ہے؟ کہا: وہ کیا ہے اے اللہ کے رسول! فرمایا: میں تمہارا بدل کتابت ادا کرتا ہوں اور تم سے نکاح کروں گا۔ انہوں نے کہا: صحیح ہے اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اسی طرح کیا۔

لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ آپ ﷺ نے جویریہ بنت حارث سے نکاح فرما لیا ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اللہ کے رسول کے سسرالی رشتے دار! جس کے پاس جو کوئی تھا، اسے آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ کی جویریہ سے نکاح کے باعث بنی مصطلق کے سو خاندان آزاد اور رہا کیے گئے۔ ان سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے لیے برکت کا سبب نہیں بنی۔

آپ ﷺ مدینے جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ عائشہؓ ایک محمل میں اٹھائی جاتی تھیں، راستے میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، حضرت عائشہ قضائے حاجت کے لیے گئیں تو لشکر سے دور ہو گئیں۔ فارغ ہونے کے بعد جب اپنی سواری کی طرف جانے لگیں تو دیکھا کہ ان کا موتیوں سے بنا ہار ٹوٹ کر گر چکا ہے، وہ اسے تلاش کرنے کے لیے واپس ہوئیں، ہار کی تلاش کی وجہ سے انہیں رکنا پڑا۔

اتنے میں کوچ کا اعلان ہوا، وہ لوگ آئے جو آپ رضی اللہ عنہ کا سجاوہ اٹھاتے تھے، انہوں نے یہ سمجھ کر کہ عائشہ سجاوے میں موجود ہیں، محمل اٹھا کر اونٹ پر رکھا، اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، اور چل پڑے۔ لشکر کے کوچ کر جانے کے بعد عائشہ لوٹیں، پڑاؤ کی جگہ پر دیکھا تو نہ کوئی بندہ، نہ

بندے کی ذات! اسی جگہ پر آ گئیں جہاں لشکر کی موجودگی میں تھی، انہیں علم تھا کہ لشکر والے انہیں نہ پا کر یہاں آئیں گے، یہ بیٹھی انتظار کر رہی تھیں کہ انہیں نیند نے آلیا۔

صفوان بن معطل سلمی لشکر کے پیچھے آنے والوں میں تھے، رات سے چلتے ہوئے جب صبح لشکر کے مقام پر آئے تو ایک انسانی سائے کو سویا ہوا پایا، وہ دیکھتے ہی پہچان گئے، آیت حجاب اترنے سے پہلے انہوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا تھا۔ صفوان نے پہچان کر انا للہ پڑھا تو انا للہ کی آواز سے وہ جاگ گئیں، اپنی چادر سے انہوں نے اپنا چہرہ ڈھانپا، صفوان سے کوئی بات نہیں کی، انہوں نے فوراً اپنی سواری کو بٹھایا اور سواری کے ہاتھوں پر اپنا پاؤں رکھ لیا، حضرت عائشہ کھڑی ہوئی اور سواری پر بیٹھ گئیں، صفوان سواری کے اونٹ کی مہار تھامے لشکر تک عین دوپہر کے وقت پہنچے۔

حضرت عائشہ پر تہمت لگا کر جسے ہلاک ہونا تھا، وہ ہلاک ہوا، اس تہمت کا بڑا حصہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے اٹھایا۔

مدینے آنے کے ایک ماہ تک حضرت عائشہ بے خبر رہیں، انہیں تہمت لگانے والوں کی چہ مگوئیوں کی ذرا خبر نہ تھی، اس دوران حضور ﷺ ان کے پاس آتے اور پوچھتے: تم کیسی ہو؟ اور لوٹ جاتے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے اس رویے کو محسوس کیا، ایک رات حضرت عائشہ ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئیں، یہ جگہ بیت الخلا بنانے سے پہلے قضائے حاجت کا مقام تھی، جب دونوں اپنی ضرورت سے فارغ ہو گئیں تو ام مسطح نے اپنے دوپٹے سے الجھ کر ٹھوکر کھائی اور بے اختیار کہا: بد بخت ہوا مسطح! حضرت عائشہ نے ان سے کہا: تم کتنی بری بات کہہ رہی ہو! ایک بدری صحابی کو گالی دے رہی ہو؟ ام مسطح نے کہا: اے سادی لڑکی! کیا تو نے اس کی باتیں نہیں سنیں؟ حضرت عائشہ نے کہا: نہیں۔ ام مسطح نے اہل افک کی باتیں بتائیں تو ان کے مرض میں اضافہ ہو گیا۔

حضور پاک ﷺ جب ان کے ہاں آئے تو انہوں نے کہا: مجھے اجازت دیجیے میں اپنے والدین کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ انہوں نے کہا: اے ابا جان! لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ ابو بکر نے کہا: اے بیٹی! فکر نہ کرو، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کو پسند ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور وہ ان کی تہمتوں سے بچ جائے۔ ساری رات حضرت عائشہ روتی رہیں، صبح تک ان کے نہ آنسو رکے نہ نیند آئی۔ صبح کے وقت آپ ﷺ نے علی و اسامہ کو بلایا۔ آپ کی زوجہ کی براءت کے بارے میں اسامہ جو جانتے تھے، وہ ان الفاظ میں کہا: آپ کے اہل کے بارے میں ہمیں

خیر کے علاوہ کوئی بات معلوم نہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے لیے اللہ نے عورتیں کم نہیں رکھیں، اس کے علاوہ عورتیں بہت ہیں، لڑکی سے پوچھیں وہ آپ کو سچ سچ بتا دے گی۔

آپ ﷺ نے بریرہ کو بلا کر پوچھا: اے بریرہ! کیا تم نے میری اہلیہ میں کوئی ایسی بات دیکھی، جس سے تمہیں شک ہو؟ بریرہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں نے اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس سے چشم پوشی کروں، سوائے اس کے کہ وہ ایک ایسی نوجوان لڑکی ہے، جو گھر کا آٹا گوندھ کر سو جائے، مرغی وغیرہ آئے اور اس آٹے میں منہ مار لے۔

آپ ﷺ اسی دن کھڑے ہوئے عبداللہ بن ابی بن سلول منبر پر کھڑا تھا، اس سے معذرت کر کے آپ نے خطبہ دیا: اے مسلمانو! کون میری طرف سے کافی ہوگا، اس شخص کے لیے جس کی طرف سے مجھے اپنی زوجہ کے بارے میں تکلیف دہ باتیں سننے کو مل رہی ہیں؟ اللہ کی قسم! مجھے اپنی زوجہ کے بارے میں سوائے خیر کے کسی بات کا علم نہیں، اور ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا ہے، جس کے بارے میں مجھے سوائے خیر کے کسی بات کا علم نہیں، وہ کبھی میرے گھر میں میرے بغیر نہیں گیا۔

اسید بن حضیر نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس شخص کے لیے کافی ہوں، اگر وہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن ماروں گا، اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہے تو آپ حکم دیں، اس کی تعمیل کی جائے گی۔ (۶۸) اس بات کی وجہ سے قریب تھا کہ اوس اور خزرج میں لڑائی ہو جاتی۔ آپ ﷺ مسلسل انہیں پرسکون رہنے کی تلقین کرتے رہے، یہاں تک کہ سب خاموش ہو گئے۔ اس روز بھی عائشہ سارا دن روتی رہیں۔

حضرت عائشہ رو رہی تھیں اور ان کے والدین ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انصار کی ایک خاتون اجازت طلب کر کے آئیں، اجازت ملنے پر وہ حضرت عائشہ کے ساتھ مل کر رونے لگیں، پھر آپ ﷺ آئے، سلام کیا، بیٹھے، بیٹھ کر تشہد پڑھا اور فرمایا: امابعد! اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں یہ یہ باتیں پہنچی ہیں، اگر تم ان سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری براءت نازل فرما دیں گے، اگر تم سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اللہ سے مغفرت طلب کرو اور توبہ کرو، اس لیے کہ جب کوئی اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔

آپ ﷺ نے جب اپنی بات ختم کی تو میرے آنسو ایک دم اس طرح تھم گئے، گویا کبھی بہے ہی نہیں تھے، عائشہ نے اپنے والد سے کہا: اللہ کے رسول کو ان کی باتوں کا جواب دیجیے، ابوبکر نے کہا: اللہ کی قسم!

مجھے نہیں معلوم، میں کیا کہوں؟ اپنی والدہ سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کو ان کی باتوں کا جواب دیجیے، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا جواب دوں؟ یہ سن کر حضرت عائشہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ یہ باتیں سن سن کر آپ کے دلوں میں جاگزیں ہوگئی ہیں اور آپ انہیں سچ سمجھنے لگے ہیں، اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ سب اس کا یقین نہیں کریں گے، اللہ کی قسم! مجھے اپنے اور آپ کے بارے میں ابو یوسف کی اس بات سے بہتر کوئی جملہ نہیں ملتا:

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (۶۹)

سو صبر ہی بہتر ہے اور جو باتیں تم بنا رہے ہو، ان پر اللہ ہی سے مدد کا طالب ہوں۔

یہ کہہ کر حضرت عائشہ منہ پھیر کر اپنے بستر پر لیٹ گئیں۔ آپ ﷺ کے اپنی جگہ سے اٹھنے اور گھر میں سے کسی کے نکلنے سے پہلے وحی نازل ہوگئی، آپ پر وہی کیفیت طاری ہوئی جو نزول وحی کے وقت ہوتی تھی یعنی وحی کی عظمت شان اور بھاری ہونے کی وجہ سے پسینہ اس طرح بہنے لگا، جیسے موتی بہتے ہیں، جب کہ یہ ایک سرد دن تھا۔ یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ ہنسنے لگے، سب سے پہلی بات جو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمائی، وہ یہ تھی: اے عائشہ! اللہ کی قسم! اللہ نے تمہیں بری کر دیا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ کی والدہ نے ان سے کہا: ان کے احترام میں کھڑی ہو جاؤ۔ حضرت عائشہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نہیں کھڑی ہوں گی، اور میں اللہ کے علاوہ کسی کی حمد و ثنا بیان نہیں کرتی۔

اللہ تعالیٰ نے آیت اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ (۷۰) سے آگے دس آیتیں نازل فرمائیں۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو ابوبکر نے جو مسطح بن اثاثہ کو قرابت اور غربت کی وجہ سے خرچ وغیرہ دیتے تھے، کہا: اللہ کی قسم! میں مسطح کو عائشہ پر تہمت کی پاداش میں کوئی چیز بھی نہیں دوں گا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۷۱)

اور تم میں سے جو بزرگی اور وسعت والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہ کرنے کی قسم نہیں کھانی چاہیے، بل کہ معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا

مہربان ہے۔

ابوبکر صدیق نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ اللہ میری مغفرت فرمائے۔ تو وہ مسطح کو پہلے کی طرح خرچ وغیرہ دینے لگے اور کہا: میں مسطح کو یہ خرچ دینا کبھی بند نہیں کروں گا۔

ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت عائشہ پر تہمت لگانے والے اصحاب افک پر حد جاری فرمائی۔

غزوۂ حدیبیہ

آپ ﷺ ایک ہزار آٹھ سو افراد اور ۷۰ قربانی کے اونٹوں کے ہم راہ روانہ ہوئے، ذوالحلیفہ سے آپ نے اور صحابہ نے احرام باندھا، ام مکتوم کو مدینے کا نگراں مقرر کیا گیا، ابوبکر، طلحہ او سعد بن عبادہ نے ایک ایک مکمل اونٹ قربانی کے لیے لیا۔ آپ ﷺ جب عسفان کے اس حوض تک پہنچے، جو ذات الاشطاط کے نام سے معروف تھا، تو وہاں آپ سے بسر بن سفیان کعبی ملا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی آمد کا سن کر اہل قریش تیندوے کی کھال پہن کر مقابلے کے لیے تل گئے ہیں، اور یہ عہد کیا ہے کہ آپ ﷺ کو مکے میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ خالد بن ولید بہ طور مقدمۃ الجیش کے مقام کراع الغمیم میں پہنچ گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہائے قریش کی ہلاکت! انہیں جنگیں کھا گئیں ہیں، انہیں کیا نقصان ہے اگر یہ میرے اور عرب کے درمیان سے ہٹ جائیں، اگر عرب مجھے نقصان پہنچائیں تو یہ ان کا عین مقصد ہے، اور اگر اللہ مجھے ان پر غلبہ دے دیں تو وہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور مجھے پناہ دیں گے۔ اللہ کی قسم! میں اللہ کے دین و شریعت کو پھیلانے کے لیے اس وقت تک جہاد کروں گا، جب تک اللہ مجھے غالب نہ کردے۔ (۷۲)

پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ حمض کے پیچھے دائیں طرف اس راستے پر چلیں، جو ثنیہ المرار یعنی حدیبیہ میں پڑاؤ کی جگہ پر نکلتا ہے۔ جب آپ ﷺ ثنیہ المرار پہنچے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے کہا: قصواء سرکش ہوگئی! آپ ﷺ نے فرمایا: قصوا نہ سرکش ہوئی ہے، نہ یہ اس کی خصلت ہے، تاہم اسے اسی ذات نے روکا ہے جس نے ہاتھیوں کو مکہ سے روکا تھا، اللہ کی قسم! قریش مجھ سے جس ایسے امر کی درخواست کریں گے کہ جس میں صلہ رحمی کا عنصر موجود ہو، میں ضرور اس کو منظور کروں گا۔

پھر لوگوں سے کہا: اتر جاؤ۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس وادی میں اترنے میں کوئی مناسب جگہ نہیں (یعنی پانی وغیرہ نہیں) آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر ایک صحابی کو دیا، وہ اسے لے کر ایک خشک کنویں کی گہرائی میں اترے اور کنویں کے بیچوں بیچ اسے گاڑ دیا، اس کنویں سے اتنا پانی نکلا کہ سب سیراب ہوگئے۔ آپ ﷺ جب پڑاؤ کے کاموں وغیرہ سے فارغ ہوگئے تو بدیل بن ورقا خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ آئے تو آپ ﷺ نے اس کے سامنے وہی باتیں دہرائیں جو بشر بن سفیان کے سامنے کی تھیں، ان لوگوں نے قریش کو جا کر کہا کہ اے گروہ قریش! تم محمد کے بارے میں عجلت سے کام لے رہے ہو، محمد قتال کے لیے نہیں آئے، وہ صرف بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں، قریش نے کہا: اگرچہ صرف اسی کے لیے آئے ہوں، اللہ کی قسم! وہ زبردستی ہمارے ہاں نہیں آسکتے، نہ عرب کو ہمارے بارے میں باتیں بنانے کا موقع مل سکتا ہے۔

بدیل کے بعد قریش نے مکرز بن حفص بن احنف، جو بنی عمار بن لؤی کے ایک فرد تھے، کو بھیجا، جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو کہا کہ یہ ایک دھوکے باز آدمی ہے، اس سے آپ نے وہی گفت گو کی، جو اس سے پہلے کے قاصد سے کر چکے تھے۔ قریش کے پاس آکر اس نے آپ ﷺ کی باتیں پہنچائیں۔

بعد ازاں قریش نے حلیس بن علقمہ کنانی کو جو اس وقت مکہ کے اطراف کے بدوؤں (احابیش) کا سردار تھا، بھیجا، اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہے، جو شعائر اللہ کی بہت تعظیم کرتے ہیں، ہدی کے جانور اس کے سامنے لے آؤ۔ جب اس نے وادی کے طول میں ہدی کے جانوروں کو علامتی ہار پہنے چلتے ہوئے دیکھا اور دیکھا کہ تاخیر کی وجہ سے یہ جانور اپنے بال نوچ کر کھا رہے ہیں تو قریش کے پاس آکر کہا: اے گروہ قریش! میں نے وہ معاملہ دیکھا جو جائز نہیں ہے، یعنی قلادہ پہنے ہدی کے جانوروں کو بیت اللہ میں واقع قربان گاہ سے روکے رکھنا، جس کے باعث وہ اپنی کھال کے بال کھا گئے ہیں۔ قریش نے کہا: بیٹھو، تمہیں کچھ علم نہیں۔

آپ ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی کو قاصد بنا کر مکے بھیجا، انہیں ایسے اونٹ پر سوار کیا، جسے لومڑی کہا جاتا تھا، جب یہ مکہ میں داخل ہوئے تو قریش نے انہیں قتل کرنا چاہا، لیکن احابیش (مکے کے اطراف کے بدو) آڑے آگئے، یہ واپس آپ ﷺ کے پاس آگئے۔ (۴۷) آپ نے عمر بن خطاب کو طلب فرما کر مکے بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ڈر ہے کہ قریش مجھے قتل نہ کردیں کہ بنی عدی بن کعب میں سے کوئی میری مدافعت کرنے والا بھی نہ ہو۔ اہل قریش اپنے لیے میری عداوت

اور سختی سے بھی واقف ہیں، لیکن میں آپ کو ایک ایسا شخص بتا تا ہوں، جو قریش کے سامنے مجھ سے زیادہ معزز ہے یعنی عثمان بن عفان۔ آپ ﷺ نے انہیں طلب فرما کر قریش کی طرف بھیجا کہ انہیں بتائیں کہ آپ جنگ وجدال کے لیے نہیں، بل کہ صرف بیت اللہ کی زیارت کے لیے اس کے تقدس کی تعظیم دل میں لیے آئے ہیں۔

عثمان بن عفان مکے آئے، ابان بن سعید بن عاص ان سے ملے، انہیں سواری سے اتار کر اپنے سامنے بٹھایا اور ان کو آپ ﷺ کا پیغام پہنچانے تک امان دی۔ عثمان ابوسفیان اور عظمائے قریش کے پاس آئے اور انہیں آپ ﷺ کا وہ پیغام پہنچایا، جسے دے کر انہیں بھیجا گیا تھا، انہوں نے عثمان سے کہا: اگر تم چاہو تو بیت اللہ کا طواف کر لو، عثمان نے کہا: میں ایسا اس وقت تک نہیں کر سکتا، جب تک اللہ کے رسول ﷺ طواف نہ کر لیں۔ یہ کہہ کر عثمان واپس آ گئے۔

قریش نے بنی عامر بن لؤی کے ایک شخص سہیل بن عمرو کو قاصد بنا کر بھیجا اور اسے کہا کہ محمد کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کرو، صلح میں یہ بات ضرور ہونی چاہیے کہ اس سال وہ عمرے کے بغیر واپس جائیں، اللہ کی قسم! کبھی عرب یہ نہ کہہ سکیں کہ وہ ہمارے شہر میں زبردستی داخل ہوئے۔

سہیل بن عمرو آئے، انہیں دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو بھیجنے کا مقصد فریق مخالف کی طرف سے سوائے صلح کے اور کچھ نہیں۔

سہیل جب آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو باتیں شروع کیں، طویل گفت گو ہوئی، دونوں لوٹے، پھر آپس میں صلح کی باتیں ہوئیں، جب بات چیت مکمل ہوگئی اور سوائے صلح نامے کے کچھ باقی نہ رہا تو عمر اچھل کر آگے آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اللہ کے رسول نہیں؟ کیا ہم مسلمان نہیں؟ کیا یہ لوگ مشرک نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں! عمر نے کہا: تو دین میں ذلت کیوں برداشت کریں؟ فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو بلا کر فرمایا: لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا: میں اسے نہیں جانتا، تاہم لکھو باسمك اللّٰھم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لکھو باسمك اللّٰھم، یہ صلح نامہ ہے محمد اللہ کے رسول اور سہیل ابن عمرو کے درمیان۔ سہیل نے کہا: اگر میں آپ کے اللہ کے رسول ہونے کا قائل ہوتا تو آپ سے قتال نہ کرتا، لیکن لکھیے کہ محمد بن عبد اللہ، اپنا نام اور اپنے والد کا نام۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لکھو: محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو۔ پس علی نے لکھا: یہ صلح نامہ محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو کے

درمیان ہے کہ دس سال تک باہم کوئی جنگ نہیں ہوگی، لوگ امن سے رہیں گے اور ایک دوسرے کو ایذا پہنچانے سے باز رہیں گے، اور اس بات پر کہ اگر ان کی طرف سے اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر کوئی آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ اسے لوٹا دیں گے، اور جو شخص محمد کی طرف سے قریش کے پاس آیا تو اسے نہیں لوٹائیں گے۔

حضرت علی جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! نحر کرو اور بالوں کو کاٹو۔ یہ سن کر کسی مسلمان نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی، آپ ﷺ ام سلمہ کے پاس آئے اور کہا: اے ام سلمہ! لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہیں جو صدمہ پہنچا ہے، اسے آپ دیکھ رہے ہیں، گویا کہ انہیں صلح پسند نہیں آئی، آپ اپنے ہدی کے جانور کے پاس، وہ جہاں کہیں ہو، جائیے، اسے نحر کیجیے اور حلق کروائیے، اگر آپ نے یہ امور انجام دیے تو لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ (۷۴)

آپ ﷺ نکلے اور کسی سے کلام کیے بغیر اپنے ہدی کے جانور کے پاس آئے، اسے نحر کیا، بیٹھے اور حلق کروایا، تب لوگ اپنی جگہ سے اٹھے اور نحر کرنے کے بعد حلق کروانے لگے، بعض نے حلق کیا، بعض نے صرف بال چھوٹے کروائے، آپ ﷺ نے فرمایا: حلق کروانے والوں پر اللہ رحم کرے، صحابہ نے کہا: اور قصر کروانے والے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور قصر کروانے والوں پر بھی! صحابہ کرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے بہ طور خاص حلق کروانے والوں کے لیے کیوں دعا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے شکوہ نہیں کیا۔

آپ ﷺ نے لوگوں کو وہاں ایک درخت کے نیچے بیعت کرنے کا حکم دیا کہ فرار نہیں ہوں گے، پس سوائے جد بن قیس کے سب نے بیعت کی، وہ اپنے اونٹ کی بغل کے نیچے چھپ گئے۔ اسی بیعت کے بارے میں اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد نازل ہوا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (۷۵)

یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا، جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔
اور جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا وہ اللہ کو خوب معلوم تھا، پھر اللہ نے اُن پر تسکین نازل فرمائی
اور ان کو فتح قریب بہ طورِ انعام عطا فرمائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا، جو بدر کے معرکے اور حدیبیہ میں شریک ہوا۔

آپ ﷺ واپس لوٹے، ابھی آپ ﷺ مکے اور مدینے کے درمیان میں تھے کہ سورۃ الفتح اِنَّا فَتَحۡنَالَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا O (۷۶) آخر تک نازل فرمائی۔ اسلام میں کوئی فتح اس سورت سے بڑھ کر حاصل نہیں ہوئی۔

آپ ﷺ مدینے آئے، صلح ہو چکی تھی، جنگ کے بادل چھٹ گئے تھے، لوگ امن سے تھے، ایک دوسرے سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ ہر وہ انسان جس میں تھوڑی سی عقل بھی تھی، اس سے اسلام کے بارے میں بات کی جاتی تو دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا، حتیٰ کہ صرف اس ایک ماہ میں تقریباً اتنے مسلمان ہوئے جتنے اس صلح سے پہلے تھے۔

اس عمرے کے سفر کے دوران کعب بن عجرہ کے سر میں کوئی بیماری پیدا ہوئی، آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ حلق کروائیں اور بکری ذبح کریں یا تین دن روزے رکھیں، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں، ہر مسکین کو دو مدّ (۷۷) کھلائے جائیں۔

صعب بن جثامہ نے آپ ﷺ کو جنگلی گدھے کی ران دی، آپ نے واپس فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہم اسے نہ لوٹاتے، مگر ہم احرام میں ہیں۔ (۷۸)

اس عمرے کے دوران آپ ﷺ نے صبح کی نماز حدیبیہ میں بارش کے بعد پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرام کی طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا؟ صحابہ کرام نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صبح ہوتی ہے اور میرے بندوں میں کوئی مؤمن ہوتا ہے اور کوئی کافر، جو کہتا ہے کہ اللہ کے فضل اور رحمت کے باعث ہم پر بارش برسی تو یہ مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں کی نفی کرنے والا ہے اور جو کہتا ہے کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش برسی، تو یہ شخص میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔

اس عمرے کے دوران لوگوں کو شدید پیاس لاحق ہوئی، جس کی وجہ سے ٹھہر گئے، آپ ﷺ نے پانی کے پیالے میں اپنا دست مبارک رکھا، چشمے کی طرح پانی پھوٹ پڑا، صحابہ کرام نے اس سے وضو کیا اور خوب سیراب ہو کر پیا۔

غزوۂ ذی قرد

اونٹوں کو لے کر سلمہ بن اکوع اور ان کے ساتھ رباح نامی غلام نکلے، غلس میں عبدالرحمٰن بن عیینہ نے آپ کی اونٹنیوں پر حملہ کیا، اس کے چرواہے کو قتل کیا، اور اپنے گھڑ سوار ساتھیوں کے ساتھ سلمہ کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگا تو سلمہ نے رباح سے کہا: اس گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤ اور آپ ﷺ کو بتاؤ کہ آپ کے ریوڑ پر حملہ ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر سلمہ ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور مدینے کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ یا صباحاہ! کہا۔ آپ ایک اونچی آواز والے آدمی تھے، مدد کے لیے آواز لگانے کے بعد آپ دشمن کے تعاقب میں چل پڑے، سلمہ کے پاس اس وقت اپنی تلوار اور تیر تھے۔ (۷۹) جہاں درختوں کا جھنڈ نظر آتا، وہاں چھپ کر دشمن پر تیر برسانے لگتے، جب کوئی گھڑ سوار پلٹ کر ان کی طرف آتا تو درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اس پر تیر برساتے، جس گھڑ سوار کو قتل کرنے میں کامیاب ہوتے، اس کا گھوڑا بھی ذبح کرتے، تیر برساتے اور کہتے جاتے:

انا ابن الاکوع...... والیوم یوم الرضع

میں ابن اکوع ہوں۔ آج کے دن پتا چلے گا کہ کس نے ماں کا دودھ پیا ہے۔

جہاں درختوں کا جھنڈ دیکھتے، وہاں سے دشمن پر تیروں کی بارش کر دیتے۔ سلمہ کی اور دشمن کی یہی کیفیت رہی، سلمہ رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی اونٹنیوں میں سے کوئی ایسی نہ رہی، جو سلمہ نے ان کے ہاتھ سے بچا نہ لی ہو اور اسے اپنی پشت کی جانب نہ کر دیا ہو۔ اس کے باوجود بھی سلمہ ان پر تیر برساتے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر تیس چادریں بھی پھینک دیں، وہ جو چیز بھی پھینکتے، سلمہ اسے جمع کر لیتے، جب روشنی خوب پھیل گئی تو عیینہ بن حصن بن بدر فزاری نے آکر انہیں کمک مہیا کی، وہ اس وقت پہاڑ کی چوٹی پر ایک تنگ ٹیلے پر تھے، عیینہ نے ان سے کہا کہ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ کہنے لگے: ہم پر یہ مصیبت اس کی وجہ سے آئی ہے، یعنی سلمہ کی وجہ سے۔ سحری کے وقت سے لے کر اب تک یہ ہمارے پیچھے پڑا ہے، ہمارے ہاتھ سے سب چیزیں لے کر اپنی پشت کی جانب کر دی ہیں، عیینہ نے کہا: اگر اسے اپنے لیے مدد آنے کی امید نہ ہوتی تو یہ تمہیں چھوڑ دیتا، تم میں سے ایک جماعت کھڑی ہو، ان میں سے چار آدمی آگے بڑھے اور پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے، سلمہ نے ان سے کہا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: تم کون ہو؟ کہا: اکوع کا بیٹا ہوں، اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کے چہرے

کو تکریم و تعظیم بخشی، تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو میرے تعاقب میں آئے اور مجھے پکڑ لے، اور نہ ایسا ہے کہ میں کسی کے پیچھے پڑوں اور وہ مجھ سے بچ جائے۔ ان سے باتوں کے دوران سلمہ نے دیکھا کہ صحابہ کرام آپہنچے ہیں، درختوں کے بیچ سے راستہ بناتے ہوئے آرہے ہیں۔ سلمہ کے پاس سب سے پہلے اخرم اسدی پہنچے اور ان کے بعد ابوقتادہ، اور ان کے بعد مقداد کندی آئے، مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے، پہاڑ سے اتر کر سلمہ کہنے لگے: اے اخرم! دشمن سے ہوشیار رہنا! مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہیں نقصان نہ پہنچا دیں۔ رفتار کم کر، لوتا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام تم سے آملیں، اخرم نے کہا: اے سلمہ! اگر تو اللہ اور یوم اخرت پر ایمان رکھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو۔ یہ کہہ کر گھوڑے کی لگام ڈھیلی چھوڑی اور عبدالرحمٰن بن عیینہ کو آلیا، عبدالرحمٰن بھی ان کی طرف مڑا، دونوں کے درمیان حملوں کا تبادلہ ہوا اور عبدالرحمٰن نے انہیں قتل کر دیا، عبدالرحمٰن اخرم کے گھوڑے پر منتقل ہو گیا، ابو قتادہ بھی عبدالرحمٰن تک پہنچ گئے، ان کے درمیان بھی تلوار بازی ہوئی، عبدالرحمٰن نے ابوقتادہ کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں، ابوقتادہ نے اسے قتل کر دیا، اور ابوقتادہ اخرم کے گھوڑے پر منتقل ہو گیا، پھر سلمہ دشمن کے تعاقب میں اتنے دور چلے گئے کہ صحابہ کرام کی پرچھائیں بھی انہیں نظر نہ آتی تھی۔ ابھی سورج ڈوبنے میں دیر تھی کہ مشرکین ایک پانی والی گھاٹی میں پہنچ گئے، جسے ذوقرد کے نام سے جانا جاتا تھا، پانی پینا چاہ رہے تھے کہ ان کی نظر اپنے تعاقب میں آتے سلمہ پر پڑی، فوراً پانی سے مڑے، ٹیلے پر گھات لگائی، اتنے میں سورج غروب ہو گیا، ان میں سے ایک سلمہ کے قریب آیا تو سلمہ نے اس پر تیر پھینکا اور کہا: یہ لو

انا ابن الاکوع......والیوم یوم الرضع

میں سلمہ بن اکوع ہوں، آج پتا چلے گا کہ کس نے ماں کا دودھ پیا ہے۔ (۸۰)

اس نے کہا:

یا ثکل امیاہ اکوع بکرہ؟

تیری ماں تجھے گم کرے، کیا تو وہی صبح والا اکوع ہے؟

میں نے کہا: ہاں! اے اپنی جان کے دشمن! اور یہ وہی شخص تھا، جسے صبح ایک تیر مار چکے تھے، ابھی ایک دوسرا تیر مار کر اس کے جسم میں دو تیر داخل کر دیے۔ یہ لوگ دو گھوڑے چھوڑ کر بھاگے، جنہیں سلمہ پکڑ کر لے آئے، آپ ﷺ اس وقت ذی قرد کے نزدیک ایک پانی پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، دیکھا کہ بلال ان اونٹوں میں سے جسے سلمہ نے تیر مار کر حاصل کیا تھا، نحر کر کے آپ ﷺ کو ان کے جگر اور کوہان کا

گوشت بھون کر دے رہے ہیں، سلمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے میں آپ کے اصحاب میں سے سو افراد منتخب کروں اور کفار کے تعاقب میں نکل جاؤں اور تمام مخبروں کو تہ تیغ کر دوں۔ فرمایا: کیا تم یہ کر سکتے ہو؟ سلمہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کے چہرے کی تعظیم کی، جی ہاں! میر یہ کر سکتا ہوں۔ آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ غطفان کے ایک آدمی نے آکر اطلاع دی کہ مشرکین فلاں غطفانی کے پاس سے گزرے تو اس نے ان کے لیے اونٹنی ذبح کی، پھر وہ لوگ بھاگ گئے۔ صبح کو آپ ﷺ مدینے کی طرف روانہ ہو گئے، اور فرمانے لگے: آج کا بہترین شہ سوار ابوقتادہ اور بہترین پیادہ سلمہ ہے۔ اس روز سلمہ کو آپ ﷺ نے غنیمت سے دو حصے عطا فرمائے، ایک پیدل کا حصہ اور ایک سوار کا۔

عضبا پر آپ ﷺ نے انہیں اپنے پیچھے بٹھایا، مدینے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک انصاری صحابی جن سے دوڑ میں کوئی جیت نہیں سکتا تھا، آواز لگانے لگے: کیا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے؟ کیا کوئی مدینے تک دوڑ کا مقابلہ کرنے والا ہے؟ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے اجازت دیجیے کہ اس سے دوڑ کا مقابلہ کروں! فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو اجازت ہے۔ میں نے کہا: میں اس کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس نے اپنی سواری سے چھلانگ لگائی اور میں بھی ٹانگیں دہری کر کے اونٹنی سے نیچے اتر آیا۔ میں ایک دو منزلوں تک اس سے پیچھے رہا پھر تیزی سے دوڑ کر اس تک آپہنچا اور اس کے کاندھوں کے بیچ میں تھپکی دے کر کہنے لگا کہ بہ خدا! میں تم سے آگے نکل گیا، یہاں تک کہ ہم مدینے پہنچ گئے۔

ذی الحجہ میں ابوبکر صدیق کی زوجہ اور عائشہ وعبدالرحمٰن کی والدہ انتقال کر گئیں۔

ہجرت کا ساتواں سال

محمد بن حسن بن قتیبہ ابن ابی سری، عبدالرزاق، معمر، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے اپنا رخ میری طرف موڑتے ہوئے، کہا: صلح کے مدت میں، میں شام میں تھا کہ آپ ﷺ کا والا نامہ ہرقل کے پاس آیا، دحیہ کلبی اسے لے کر آئے، دحیہ نے شاہ بصری کو دیا، اس نے ہرقل کے حوالے کیا، ہرقل نے کہا: یہ شخص جو نبی ہونے کا دعوے دار ہے، کیا یہاں اس کی قوم کا کوئی فرد موجود ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔

قریش کے چند افراد کے ساتھ مجھے بلایا گیا، ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے، مجھے اپنے سامنے اور میرے رفقا کو میرے عقب میں بٹھایا، پھر اپنے ترجمان کو بلا کر کہا: ان سے کہو کہ میں اس شخص سے نبوت کے دعوے دار کے بارے میں سوال کروں گا، اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کرنا۔

ابو سفیان کہتے ہیں کہ بہ خدا! اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ میری طرف جھوٹ کی نسبت کریں گے تو میں جھوٹ بول لیتا۔

پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے پوچھو کہ تم میں وہ حسب ونسب کے اعتبار سے کیسا ہے؟

میں نے کہا: وہ ہم میں اعلیٰ حسب والا ہے۔

کہا: کیا اس کے آبا واجداد میں بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، کہا: یہ دعویٰ کرنے سے پہلے کیا کبھی تم نے اس پر جھوٹا ہونے کی تہمت لگائی؟ میں نے کہا: نہیں! ہرقل نے کہا: اس کے متبعین کون لوگ ہیں، مال دار لوگ یا غریب؟ میں نے کہا کہ نہیں، کم زور لوگ ہیں۔ کہا: کیا وہ زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ میں نے کہا: وہ زیادہ ہو رہے ہیں۔ کہا: کیا ان میں سے کوئی اس دین میں داخل ہونے کے بعد ناراض ہو کر اس کو خیر باد کہہ چکا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! پوچھا: کیا تم نے اس سے قتال کیا؟ میں نے کہا: جی ہاں! پوچھا: ان کے ساتھ تمہارے قتال کا کیا نتیجہ نکلا؟ میں نے کہا: ہمارے اور ان کے درمیان جنگ ڈول کی طرح رہی، کبھی انہوں نے ہمیں نقصان پہنچایا، کبھی ہم نے ان کو؟ پوچھا: کیا کبھی انہوں نے عہد توڑا؟ میں نے کہا: نہیں، اور اب ہم ان کے ساتھ صلح کیے ہوئے ہیں، ہم نہیں جانتے کہ اس دوران وہ کیا کر بیٹھیں۔ ابو سفیان کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اس نے مجھے اپنی طرف سے اس ایک بات کے سوا کوئی بات داخل کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

ہرقل نے پوچھا: کیا یہ دعویٰ ان سے پہلے کسی نے کیا؟ میں نے کہا: نہیں۔

پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے کہو: میں نے تم سے اس کے حسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ اعلیٰ حسب والا ہے، رسولوں کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوم کے اعلیٰ حسب میں پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس کے آبا واجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے، تم نے کہا کہ نہیں، تو میں نے سوچا کہ اگر اس کے آبا واجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ آبا واجداد کی بادشاہت واپس چاہتا ہے۔ میں نے تم سے اس کے متبعین کے بارے میں پوچھا کہ کم زور لوگ ہیں یا طاقت ور؟ تم نے کہا کہ کم زور لوگ ہیں، اور رسولوں کے متبعین یہی لوگ ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس پر

کبھی تم نے جھوٹ کی تہمت لگائی؟ تم نے کہا کہ نہیں! تو میں نے جان لیا کہ جو لوگوں پر جھوٹ نہیں گھڑ سکتا تو اللہ پر کیسے جھوٹ گھڑ سکتا ہے! میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس کا دین قبول کر کے کوئی ناراضی کی وجہ سے مرتد ہوا؟ تم نے کہا کہ نہیں، ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے، جب اس کی بشاشت دلوں کے ساتھ مل جاتی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ وہ زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ تم نے کہا کہ زیادہ ہو رہے ہیں، اور ایمان کے معاملہ بھی یہی ہوتا ہے، جب تک وہ پورا نہ ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے اس سے قتال کیا؟ تم نے کہا کہ جنگ ہمارے مابین ڈول کی طرح رہی، کبھی تم نقصان میں رہے، کبھی وہ نقصان میں رہے۔ انبیائے کرام کی یہی حالت ہوتی ہے کہ ان پر ابتلا نازل ہوتی ہے لیکن آخرکار ان ہی کے حق میں ہوتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا انہوں نے کبھی عہد توڑا؟ تم نے کہا کہ نہیں! رسول ایسے ہی ہوتے ہیں کہ کبھی عہد نہیں توڑتے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا یہ دعویٰ ان سے پہلے کسی نے کیا؟ تم نے کہا کہ نہیں! میں نے سوچا کہ اگر یہ دعویٰ ان سے پہلے کسی نے کیا ہے ہوتا تو کہا جاسکتا تھا کہ یہ آدمی اپنے سے پہلے کہی بات کو دہرا رہا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تم کو کس بات کا حکم دیتا ہے؟ تم نے کہا کہ نماز، زکوۃ، صلہ رحمی اور عفت کا، میں نے کہا، اگر ایسا ہی ہے جیسا تم کہہ رہے ہو تو وہ بالیقین نبی ہیں۔ مجھے علم تھا کہ وہ آنے والے ہیں، لیکن یہ گمان نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے، اگر مجھے یقین ہو کہ میں ان تک پہنچ پاؤں گا تو میں ضرور ان سے ملاقات کرتا۔ اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا، ان کی حکمرانی میرے پاؤں کے نیچے تک پہنچے گی۔ (۸۱)

ابوسفیان کہتے ہیں: پھر اس نے آپ ﷺ کا خط طلب کیا اور اسے پڑھا تو اس میں لکھا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے رسول محمد کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام! سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔ امابعد! میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہو، اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے، اسلام لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دہرا اجر دیں گے، اگر تم نے اعراض کیا تو اریسیین کا گناہ تمہیں پر ہوگا۔ (۸۲)

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (۸۳)

آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ، جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک

نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے سوائے اللہ کے، اگر وہ منہ موڑیں تو آپ کہہ دیجیے کہ گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں۔

خط پڑھ کے جب وہ فارغ ہوا تو درباری شور شرابا کرنے لگے، ہمارے بارے میں حکم دیا کہ انہیں لے جاؤ۔ اس وقت سے مجھے یقین ہوگیا کہ آپ ﷺ کا دین غالب ہو کر رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی دین کے قبول کرنے کی توفیق بخشی۔

ابو حاتم کہتے ہیں: اس سال کے آغاز میں آپ ﷺ نے بادشاہوں کے نام خطوط ارسال کیے، اپنے قاصد بھیج کر انہیں اللہ کی طرف بلایا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ بادشاہ اس وقت تک خط نہیں پڑھتے، جب تک اس پر مہر نہ لگی ہو، آپ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی، جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا، تا کہ اس سے خطوط پر مہر لگائیں۔ اس انگوٹھی کو کبھی آپ داہنے ہاتھ میں پہنتے، کبھی بائیں ہاتھ میں۔

آپ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو خط دے کر کسریٰ کی طرف روانہ فرمایا، انہیں حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے بادشاہ کے حوالے کریں، تا کہ وہ اسے کسریٰ کے حوالے کر دے۔

آپ ﷺ نے دحیہ کلبی کو قیصر، یعنی ہرقل شاہ روم کی طرف بھیجا، انہیں حکم دیا کہ وہ یہ خط بصری کے شاہ کو دیں۔ بصری کے شاہ نے وہ خط ہرقل کے حوالے کیا۔

حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے شاہ مقوقس کی طرف روانہ فرمایا۔

عمرو بن امیہ ضمری کو اصحم بن ابجر نجاشی کی طرف بھیجا۔

شجاع بن وہب اسدی کو منذر بن حارث بن ابی شمر غسانی، شاہ دمشق کی طرف روانہ فرمایا۔

عامر بن لؤی کو ہوذہ بن علی حنفی شاہ یمامہ کی طرف بھیجا۔

کسریٰ نے آپ ﷺ کا والا نامہ چاک کر دیا، جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اس کی مملکت کو چاک کر دے۔ جب یہ کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔

قیصر کا قصہ یہ ہے کہ اس نے ابوسفیان سے مختلف سوالات کیے۔ پھر آپ ﷺ کا خط پڑھ کر دحیہ کلبی کو خلوت میں کہا: تمہارا ساتھی، اللہ کی قسم! اللہ کی طرف سے مبعوث نبی ہے، یہ وہی ہیں، جن کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جن کا تذکرہ ہماری کتاب میں ہے، لیکن مجھے اپنی جان جانے کا خوف ہے، اگر یہ خوف نہ ہوتا تو میں ان کا اتباع کر لیتا، تاہم تم پادری ضغاطر کے پاس جاؤ، اپنے ساتھی کا معاملہ ان سے ذکر کرو اور دیکھو وہ کیا کہتے ہیں۔

دحیہ ضغاطر کے پاس آئے اور ہرقل کے نام آپ ﷺ کا پیغام انہیں بتایا اور آپ کی دعوت پہنچائیں ضغاطر نے کہا: تمہارا ساتھی، اللہ کی قسم! اللہ کی طرف سے مبعوث نبی ہے، ہم ان کے اوصاف جانتے ہیں، اور انہیں ہم اپنی کتاب میں ان کے نام کے ساتھ پاتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ گیا اور پہنا ہوا سیاہ لبادہ اتار کر سفید لباس زیب تن کیا، اپنا عصا لیا اور چرچ میں موجود اہل سے خطاب کر کے کہا: احمد کی طرف سے ہمیں خط موصول ہوا ہے، وہ ہمیں اللہ کی طرف بلاتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سن کر لوگ یک دم ان پر جھپٹ پڑے اور ان کو مار مار کر قتل کر دیا۔ دحیہ واپس لوٹے اور ہرقل کو ساری بات بتائی۔ ہرقل نے کہا: میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ ان کی طرف سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے، اللہ کی قسم! اہل روم کے نزدیک ضغاطر مجھ سے بھی بڑھ کر قابل تعظیم اور سچا تھا۔

نجاشی کے بھیجے گئے خط کے الفاظ یہ تھے: اللہ کے رسول محمد کی طرف سے نجاشی اصحم حبشہ کے بادشاہ کے نام۔ سلامت رہو، میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جو بادشاہ، مقدس، سلامتی والا، مؤمن، ہر چیز اپنے تسلط میں رکھنے والا، غالب، زبردست اور سب سے عظیم ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی روح اور اس کا کلمہ ہیں، جسے اس نے کنواری، پاک دامن مریم کی طرف القا فرمایا، تو انہیں عیسیٰ کا حمل ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی روح اور پھونک سے اسی طرح پیدا فرمایا، جس طرح آدم کو اپنے ہاتھ اور پھونک سے پیدا فرمایا تھا، میں تمہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، میں نے تمہاری طرف اپنا چچا زاد بھائی جعفر اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھیجی ہے، تکبر کو چھوڑ و، میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں نے تمہیں تبلیغ اور نصیحت کر دی، چناں چہ تم میری نصیحت قبول کرو، سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔

نجاشی نے خط پڑھا اور اس خط کا جواب آپ ﷺ کے نام ان الفاظ میں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے رسول محمد کی طرف نجاشی اصحم بن ابجر کی طرف سے، اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں اس ذات کی طرف سے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے میری اسلام کی طرف رہ نمائی کی۔ اما بعد! اے اللہ کے رسول! مجھے آپ کا خط موصول ہوا، اس میں آپ نے عیسیٰ کے بارے میں جو ذکر کیا، آسمان اور زمین کے رب کی قسم! عیسیٰ نے اس پر ذرہ بھر اضافہ نہیں کیا، وہ ایسے ہی تھے، جیسے آپ نے فرمایا، اور آپ کی دعوت کو ہم نے جان لیا، ہم نے آپ کے چچا زاد بھائی اور ان کے

رفقا کی مہمان نوازی کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، سچے ہیں، تصدیق کرنے والے ہیں، میں نے آپ سے بیعت کر لی اور آپ کے چچازاد بھائی سے بیعت کر لی، اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین پر ایمان لے آیا۔ میں اپنے بیٹے ارہا بن اصحم کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں، کیوں کہ مجھے سوائے اپنے، کسی پر کوئی اختیار نہیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آؤں، اے اللہ کے رسول! تو آؤں گا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو فرماتے ہیں، وہ حق ہے، آپ پر سلامتی ہو، اے اللہ کے رسول!

حبشہ کے ۶۰ افراد کے ساتھ نجاشی کا بیٹا بحری راستے سے روانہ ہوا۔ کشتی جب دریا کے درمیان میں پہنچی تو ایک لہر نے انہیں ڈبو دیا۔ (۸۴)

مقوقس نے آپ ﷺ کو چار باندیاں ہدیے میں بھیجیں، ان میں ماریہ قبطیہ بھی تھیں، جو ابراہیم بن رسول اللہ کی ماں تھیں۔

اسی طرح تمام شاہان نے آپ ﷺ کو ہدایا بھیجے، جنہیں آپ نے قبول فرمایا، آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ عنایت فرماتے تھے۔

غزوۂ خیبر

محرم کے آخری ایام میں آپ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینے کا عامل مقرر کیا، آگے ایک جاسوس روانہ کیا کہ خبریں لائے۔ ازواج مطہرات میں سے ام سلمہ آپ کے ہم راہ تھیں، یہودیوں کی زمینوں پر اپنے لشکر کے ساتھ حملہ فرمایا۔ جس کسی قیمتی جنس کے پاس سے گزرتے، اسے لے لیتے، وہاں کے لوگوں کو قتل کیا جاتا، ایک کے بعد ایک قلعے کو آپ ﷺ فتح کرتے رہے۔

آپ ﷺ سب سے پہلے ناعم نامی قلعہ فتح فرمایا۔ پھر صعب بن معاذ کا قلعہ، پھر قلعہ قموص۔ آپ قلعۂ وطیح اور سلام پر پہنچے، آپ کا معمول یہ تھا کہ جب کہیں حملہ آور ہوتے تو صبح سے پہلے حملہ نہ کرتے، (۸۵) اگر صبح اذان سنتے تو حملہ نہ فرماتے، اور اگر اذان کی آواز نہ آتی تو اچانک دھاوا بول دیتے۔ خیبر کے موقع پر بھی جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ لوگ اپنے ترازو وغیرہ لے کر آرہے ہیں، آپ ﷺ اور لشکر پر نظر پڑتے ہی یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور چلا کر کہنے لگے: محمد واللہ والخمیس! آپ ﷺ نے نعرہ بلند فرمایا:

الله اکبر الله اکبر، خربت خیبر، انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح

المنذرین

اللہ اکبر اللہ اکبر، خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے علاقے میں آ جاتے ہیں تو اس قدر بری ہو جاتی ہے ڈرائے جانے والوں کی صبح!

مرحب نامی یہودی رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے قلعے سے برآمد ہوا، انفرادی مقابلے کا چیلنج دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: کون اس سے مقابلہ کرے گا؟ محمد بن مسلمہ نے کہا: میں اے اللہ کے رسول! جب دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو مرحب نے تلوار سے حملہ کرنے میں پہل کی، محمد بن مسلمہ نے اپنی ڈھال پر وار روکا، تلوار اس میں پھنس گئی، ڈھال چر گئی اور تلوار اس میں پیوست ہو گئی، تب محمد بن مسلمہ نے اس پر تلوار سے حملہ کیا اور مرحب کو قتل کر دیا۔

پھر آپ ﷺ نے کسی کو قلعے پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا، وہ گیا اور واپس آ گیا، لیکن قلعہ فتح نہیں ہوا، پھر کسی اور کو بھیجا، اس نے بھی حملہ کیا اور واپس آ گیا، لیکن قلعہ فتح نہیں ہوا۔ جنگ تیز ہو گئی، اور سب تھکاوٹ سے بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں، اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ اس قلعے کو فتح فرمائیں گے، وہ بھاگنے والا نہیں۔

صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے علی کو طلب کیا، ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا اور وہ صحیح ہو گئیں، پھر فرمایا: یہ جھنڈا لو، اسے مضبوطی سے تھامے رہو، جب تک اللہ تعالیٰ اس قلعے کو فتح نہ فرما دے۔

علی بھاگتے ہوئے نکلے، مسلمان بھی ان کے عقب میں چلے آ رہے تھے، پتھروں کے ایک ڈھیر میں جھنڈا نصب کیا، قلعے کی چوٹی سے ایک یہودی نے یہ ماجرا دیکھ کر پوچھا: تم کون ہو؟ کہا: میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا: موسیٰ پر اتاری گئی کتاب کی قسم! تم بہت اونچا ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔ علی قتال کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کی ڈھال ٹوٹ گئی تو وہ قلعے کے قریب ایک چھوٹے سے دروازے کو توڑ کر اسے ڈھال کے طور پر استعمال کرنے لگے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح فرما دیا، تب انہوں نے یہ دروازہ ہاتھ سے پھینک دیا۔

یہود کو جب اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ سے جان کی امان اور سہولت مانگنے لگے، آپ ﷺ نے انہیں جان کی امان دی، اس بات پر صلح ہو گئی۔ یہودی کہنے لگے: اے محمد! ہم زمیں دار ہیں،

اور ہم زمینوں کے بارے میں تمہارے صحابہ سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں، ہمیں ان کا عامل بنا دیجیے۔ آپ ﷺ نے انہیں نصف پیداوار کے بدلے عامل بنا دیا۔ اہل خیبر کے اس معاملے کی بھنک اہل فدک کو پہنچی تو انھوں نے محیصہ بن مسعود کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا، آپ نے ان سے بھی اہل خیبر کی شرائط پر صلح کی۔ چناں چہ فدک خالصتاً آپ ﷺ کی ملکیت میں آ گیا، کیوں کہ فدک گھوڑوں وغیرہ کے ذریعے سے حملہ کر کے فتح نہیں کیا گیا تھا۔

خیبر سے حاصل شدہ مال غنیمت کو آپ ﷺ نے ۱۸۰۰ حصوں میں تقسیم فرمایا۔ معرکے میں شریک صحابہ کی تعداد ۱۴۰۰ تھی، ۲۰۰ گھوڑے تھے، چناں چہ آپ ﷺ نے گھڑ سوار کو تین حصے عطا فرمائے، دو حصے گھوڑے کے اور ایک حصہ گھڑ سوار کا، پیدل کو آپ ﷺ نے ایک حصہ دیا، یوں گھوڑوں کو ۴۰۰ حصے ملے، اور گھڑ سواروں اور پیدل شریک ہونے والوں کو ۱۴۰۰ حصے ملے۔ اہل فدک سے صلح کے درمیان جو لوگ آپ ﷺ اور اہل فدک کے مابین پیغام رسانی پر مقرر تھے، انہیں بھی آپ نے مال غنیمت سے حصہ دیا۔(۸۶)

محیصہ بن مسعود نے تیس وسق جَو اور تیس وسق کھجوریں دیں۔ خیبر کے مال غنیمت سے رشتے داروں کا حصہ آپ ﷺ نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب میں تقسیم فرمایا۔ خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم یوں عمل میں آئی، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ قیدیوں میں تھیں، جنہیں قلعہ قموص سے قید کیا گیا تھا، انہیں آپ ﷺ نے اپنے لیے خاص کر لیا۔

آپ ﷺ سے مشرکین کے برتنوں کو استعمال کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: انہیں دھو لو، اور ان میں کھاؤ پیو۔

آپ ﷺ کی وفات کے وقت جو نو ازواج مطہرات موجود تھیں، انہیں آپ نے ۹۰۰ وسق کھجور، اور گیہوں سے ۸۰ وسق عنایت فرمائے۔

مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو کر مسلمان پالتو گدھوں کا گوشت کھانے لگے، اتنے میں ایک منادی نے، جسے آپ ﷺ نے ندا لگانے کا حکم دیا تھا، ندا لگائی کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں متعہ (وقتی نکاح) سے منع فرماتے ہیں اور حکم دیا کہ ہانڈیوں کو الٹ دیا جائے۔

پھر آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: وہ شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے

حلال نہیں کہ اپنے پانی سے دوسرے کی کھیتی سینچے (یعنی کسی قیدی حاملہ عورت سے صحبت کرے) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے کے لیے حلال نہیں کہ پہلے سے شادی شدہ قیدی عورت سے عدت سے پہلے صحبت کرے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے کے لیے حلال نہیں کہ غنیمت کی کسی چیز کو تقسیم سے پہلے فروخت کرے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے کے لیے حلال نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت کے جانور پر سواری کرے، اور جب اسے کم زور کردے تو اسے مال غنیمت میں شامل کردے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے کے لیے حلال نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت سے کوئی لباس پہن کر استعمال کرے اور جب وہ پرانا ہوجائے تو اسے واپس کردے۔ بعدازاں لوگ اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے۔(۸۷)

سلّام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ ﷺ کو زہر آلود بھنی ہوئی بکری ہدیے میں دی، جب اس نے اس بکری کو آپ ﷺ کے سامنے رکھا تو آپ نے فرمایا: یہ ہڈی مجھے بتارہی ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔ پھر آپ نے اسے بلاکر پوچھا تو اس نے اعتراف کرلیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ کام کیوں کیا؟ کہا: آپ نے میری قوم کا جو حشر کیا ہے، وہ آپ پر مخفی نہیں، تو میں نے دل میں کہا کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو ہم آپ سے سکون پاجائیں گے، اور اگر نبی ہیں تو آپ کو بتادیا جائے گا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے درگزر فرمالیا۔

بشر بن براابن معرور آپ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے، انہوں نے ایک ٹکڑا کھالیا تھا، یہی زہریلا ٹکڑا ان کی موت کا سبب بنا۔

معرکہ خیبر میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد

ربیعہ بن اکثم بن سخبرہ، ثقف بن عمرو بن سمیط، رفاعہ بن مسروح، عبداللہ بن الہبیب، مسعود بن قیس بن خلدہ، محمود بن مسلمہ بن خالد ابن عدی بن مجدعہ، ابوضیاح بن ثابت بن نعمان بن امیہ، مبشر بن عبد المنذر بن زنبر بن زید بن امیہ بن سفیان بن حارث، حارث بن حاطب، عروہ بن مرہ بن سراقہ، اوس بن قائد، انیف بن حبیب، ثابت بن اثلہ، عمارہ بن عقبہ بن حارثہ بن غفار، بشر بن براابن معرور، ان کی موت کا سبب زہریلی بکری سے گوشت کا ٹکڑا کھانا تھا۔(۸۸)

غزوۂ خیبر سے فراغت کے بعد حبشہ سے جعفر بن ابی طالب آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم!

مجھے نہیں معلوم کہ دونوں باتوں میں سے کس کی وجہ سے زیادہ خوش ہوں، خیبر کی فتح سے یا جعفر کی آمد سے۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور جعفر کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

خیبر سے فارغ ہوکر آپ ﷺ وادی قری کی جانب روانہ ہوئے، کچھ روز ان کا محاصرہ کیا، اس دوران آپ ﷺ کے ساتھ ایک کم عمر غلام بھی تھا، جسے رفاعہ بن زید جذامی نے بہ طور ہدیہ دیا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ رکھ رہا تھا کہ ایک نامعلوم تیر کے لگنے سے جاں بہ حق ہوگیا، مسلمانوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو! آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس کی چادر آگ بن کر اسے جلا رہی ہے۔

یہ چادر اس نے مسلمانوں کے مال غنیمت سے چوری کی تھی، ایک صحابی نے یہ سنا تو کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے جوتوں کے لیے دو تسمے لیے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں یہی دو تسمے دوسری چیز سے بدل جائیں گے۔(۸۹)

حجاج بن علاط سلمی نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! مکے میں میرا مال واسباب ہے، مجھے جانے کی اور اسے لانے کی اجازت دیجیے، آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی، مزید کہا: اے اللہ کے رسول! اور کچھ (غلط بیانی، جھوٹ) بولنے کی بھی اجازت دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: بول دو۔ حجاج مکہ آئے تو دیکھا کہ قریش سفید ٹیلے پر کھڑے خبروں کی سن گن لینے میں مصروف ہیں، انہیں پتا چلا تھا کہ آپ ﷺ خیبر کی طرف روانہ ہوئے ہیں، انہیں یہ بھی معلوم تھا خیبر حجاز میں سب سے پُر فضا، محفوظ اور افرادی قوت کی کثرت کا مقام ہے۔ حجاج کو دیکھ کر کہنے لگے۔: اے حجاج! ہمیں کوئی خبریں سناؤ، ہمیں پتا چلا ہے کہ ڈاکو خیبر کی طرف گیا ہے۔

حجاج نے کہا: میری پاس ایسی باتیں ہیں، جو تمہیں خوش کر دیں گی۔

کہنے لگے: وہ کیا ہیں اے حجاج! کہا: اسے ایسی شکست ہوئی، جس کے بارے میں تم نے کبھی نہیں سنا ہوگا، محمد قید ہوگیا، وہ کہہ رہے ہیں کہ محمد کو اس وقت تک قتل نہیں کریں گے، جب تک مکے نہ لے آئیں اور ان لوگوں کے درمیان قتل نہ کرلیں، جن کے لوگوں کو محمد نے قتل کیا ہے۔

وہ کھڑے ہوئے اور مکے میں چلانے لگے: خبر آگئی، یہ محمد ہے، وہ صرف اسے تمہارے پاس لانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ حجاج نے کہا: مکے میں میرا مال ہے، اسے حاصل کرنے میں میری مدد کرو، میری قرض داروں سے وصولی میں میری مدد کرو، اس لیے کہ میں خیبر جانے والا ہوں کہ وہاں محمد سے حاصل شدہ

غنیمت سے تاجروں کے پہنچنے سے پہلے اپنا حصہ وصول کرلوں۔

عباس بن عبدالمطلب نے یہ خبر سنی تو حجاج بن علاط کے پاس آئے، اس کے پہلو میں کھڑے ہوکر پوچھا: اے حجاج! جو بات تم بتا رہے ہو، اس میں کتنی حقیقت ہے؟ حجاج نے کہا: اگر میں تمہیں کوئی بات بتاؤں تو کیا اسے محفوظ رکھو گے؟ عباس نے کہا: جی ہاں! حجاج نے کہا: تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے تنہائی میں ملو، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، میں اپنا پیسہ جمع کر رہا ہوں۔

عباس لوٹ گئے، جب حجاج اپنے پیسے وغیرہ جمع کرنے سے فارغ ہوگئے اور واپس ہونے کا ارادہ کرنے لگے تو عباس نے ان سے ملاقات کی، حجاج نے کہا: میری بات کو محفوظ رکھنا، اس لیے کہ مجھے ڈر ہے کہ میرا تعاقب نہ کیا جائے۔ عباس نے کہا: بتاؤ۔ حجاج نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہارے بھتیجے کو حیی کی بیٹی صفیہ کا دولہا بنا چھوڑ کر آیا ہوں، انہوں نے خیبر فتح کرلیا، اب خیبر ان کا اور ان کے صحابہ کا ہے۔ عباس نے کہا: یہ کیا کہہ رہے ہو؟ اے حجاج! حجاج نے کہا: اللہ کی قسم! یہ سچ ہے، اس بات کو تین دن تک چھپائے رکھو، میں اسلام لے آیا ہوں، یہاں صرف اپنا مال واسباب جمع کرنے کے لیے آیا تھا، مجھے ڈر تھا کہ سچ بولنے کی صورت میں یہ لوگ مجھ پر غالب آنے کی کوشش نہ کریں، تین دن گزر جائیں تو یہ بات ظاہر کردینا، ان کی حالت، اللہ کی قسم! آپ جیسا پسند کرتے ہیں، ویسی ہی ہے۔

حجاج اپنا مال لے کر چلا گیا۔ حجاج کے جانے کے تیسرے روز عباس نے جبہ پہنا، اپنا عصا لیا اور کعبے کا طواف کرنے لگے، قریش نے انہیں دیکھ کر کہا: اے ابوفضل! اللہ کی قسم! یہ آنے والی مصیبت کو برداشت کرنے کے لیے حوصلہ حاصل کرنے کی ہیئت ہے۔ عباس نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے نام کا تم حلف اٹھاتے ہو، محمد نے خیبر فتح کرلیا، ان کے بادشاہ کی بیٹی کا دولہا بن گیا ہے، اور ان کی زمینیں اور مال واسباب قبضے میں لے لیے ہیں۔ انہوں نے کہا: یہ خبر کون لایا ہے؟ عباس نے کہا: وہی آدمی جو ان کی شکست کی خبر لے کر آیا تھا، وہ تمہارے پاس اپنا مال واسباب سمیٹنے آیا تھا، وہ لے لیا اور چلا گیا، آپ ﷺ سے جاملا، تاکہ ان کی صحبت اختیار کرے اور ان کی معیت میں رہے۔ قریش نے کہا: اے اللہ کے بندو! اللہ کا دشمن ہاتھ سے نکل گیا، اللہ کی قسم! اگر ہمیں پہلے پتا چل جاتا تو ہم اس کو مزہ چکھا دیتے۔ کچھ ہی روز میں خیبر کی فتح کی خبر انہیں مل گئی۔

خیبر سے مدینے لوٹتے ہوئے آپ ﷺ نے ایک منزل پر پڑاؤ ڈالا اور کہا: آج رات ہماری چوکیداری کون کرے گا؟

بلال نے کہا: میں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے لوگوں کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا اور سب لوگ سو گئے۔ بلال کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، اللہ نے جتنی توفیق دی، اتنی رکعتیں پڑھیں، پھر اپنے اونٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر لیٹ گئے، طلوع فجر کو کن اکھیوں سے دیکھا، تاہم نیند کے غالب آنے کی وجہ سے سو گئے، سب کو سورج کی تپش نے جگایا، آپ ﷺ سب سے پہلے بیدار ہوئے اور فرمایا: یہ تم نے کیا کیا؟ اے بلال! بلال نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری جان اسی ذات نے قبض کی، جس نے آپ کی جان قبض کی۔ فرمایا: تو نے سچ کہا۔ آپ ﷺ اپنے اونٹ کو تھوڑا آگے لے کر گئے، پھر اسے بٹھایا اور وضو فرمایا، صحابہ نے بھی وضو کیا، پھر بلال کو حکم دیا، انہوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، سلام پھیر کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جب تم نماز کو بھول جاؤ تو جب یاد آئے، تب ادا کر لو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (۹۰)

میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔

پھر آپ ﷺ مدینے لوٹ آئے۔

ابو ہریرہ اسلام قبول کر کے جب مدینے آئے، اس وقت آپ ﷺ خیبر میں تھے اور مدینے کا انتظام سباع بن عرفطہ غفاری کے حوالے تھا، صبح کی نماز سباع کے ساتھ مسجد نبوی میں ادا کی، ابو ہریرہ نے پڑھتے ہوئے سنا:

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ O الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ O (۹۱)

ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں۔

عمرو بن امیہ ضمری نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا نجاشی سے آپ ﷺ کے لیے رشتہ اس وقت مانگا، جب یہ سب حبشہ میں تھے، اور جب آپ حضور ﷺ کا خط لے کر گئے تھے۔ نجاشی نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے چار سو پر کیا، جو نجاشی نے خود ادا کیا۔ نکاح کرانے والے خالد بن سعید بن عاص تھے، حبشہ میں جو مسلمان رہ گئے تھے، ان کے ساتھ نجاشی نے ام حبیبہ کو دو کشتیوں میں سوار کر کے روانہ کیا۔ مقام جار پہنچ کر خشکی کا راستہ اختیار کیا۔ آپ ﷺ کی خیبر سے واپسی پر یہ حضرات بھی مدینے پہنچ گئے۔

ابو العاص بن ربیع کو آپ ﷺ نے اپنی بیٹی پہلے نکاح میں واپس کر دی۔ (۹۲)

عمرو بن عاص آپ ﷺ کی زیارت کرنے کے لیے آئے، یہ نجاشی کے پاس سے آئے تھے اور

وہیں مسلمان ہوئے تھے، ان کے ساتھ عثمان بن طلحہ عبدری اور خالد بن ولید بن مغیرہ بھی تھے۔

آپ ﷺ نے بشیر بن سعد کو بنی مرہ کی طرف تیس افراد پر مشتمل سریے میں بھیجا، یہ سب شہید ہوئے، صرف بشیر بن سعد زندہ بچ کر مدینے واپس لوٹے۔

آپ ﷺ نے ابوبکر صدیق کی سرکردگی میں ایک سریہ نجد روانہ کیا، آپ کے ساتھ سلمہ بن اکوع بھی تھے۔

آپ ﷺ نے غالب بن عبداللہ لیثی کو رمضان میں بنی ملوح کی طرف روانہ فرمایا، ان کے ساتھ ۱۳۰ افراد تھے۔ انہوں نے بنی ملوح پر صبح دھاوا بولا، ان کی بھیڑ بکریاں ہنکا کر مدینے لے آئے، دشمن نے تعاقب کیا، تاہم سیلاب آیا اور سیلاب کی پانی مسلمانوں اور کفار کے درمیان حائل ہوگیا، اور یہ سب حضرات مال غنیمت سمیت مدینے لوٹ آئے۔

آپ ﷺ نے عمر بن خطاب کی سرکردگی میں تیس افراد پر مشتمل ایک سریہ ہوازن کی طرف بھیجا۔ بنی ہلال کا ایک شخص بہ طور راہ نما ان کے ساتھ تھا، یہ حضرات رات کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے، یہاں تک کہ ہوازن کو خبر ہوگئی اور وہ بھاگ گئے، جنگ کی نوبت نہیں آئی اور حضرت عمر مدینے لوٹ آئے۔

آپ ﷺ شوال میں بشیر بن سعد کو جناب کی طرف روانہ کیا۔ ان کے ساتھ حسیل بن نویرہ بھی تھے، بہت ساری بھیڑ بکریاں ان کے ہاتھ لگیں، عیینہ بن حصن کی جماعت شکست کھا کر مدینے کی طرف فرار ہوگئی۔

آپ ﷺ نے ذی القعدہ میں عمرے کی قضا کا ارادہ فرمایا، یعنی اس عمرے کی قضا کا، جو گزشتہ سال حدیبیہ میں ادا نہیں ہوسکا تھا، حضرت میمونہ سے نکاح کا ارادہ فرمایا۔ ابورافع اور ایک انصاری صحابی کو مدینے روانہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے میمونہ کا رشتہ مانگیں، پھر آپ نے احرام باندھا اور ستر اونٹنیاں اور سات سو افراد کے ساتھ روانہ ہوئے، ناجیہ بن جندب اسلمی کو مدینے کا عامل مقرر کیا۔ قریش میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں کہ محمد اور ان کے صحابہ تنگی، عسرت اور فقر وفاقے میں مبتلا ہیں۔ آپ ﷺ مکے اس حال میں پہنچے کہ عبداللہ بن رواحہ آپ ﷺ کی اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے تھے، یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اے کفار کے بیٹو! ان کا راستہ چھوڑ دو

ہٹو، کیوں کہ ساری بھلائیاں اللہ کے رسول میں ہیں

اے رب! میں ان کے فرمان پر ایمان لانے والا ہوں۔

میں جانتا ہوں کہ اسے قبول کرنا اللہ کا حق ہے

ہم نے تم سے قتال کیا اسی کی تاویل میں

جیسا کہ اس کے اترنے پر تم سے قتال کیا

ایسی ضرب کے ساتھ جو سر کو کاندھوں سے جدا کر دے

اور دوست دوست کو بھلا دے

دار الندوہ کے پاس قریش آپ ﷺ اور صحابہ کو دیکھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنی چادر کا اضطباع فرمایا اور داہنا کاندھا نکال دیا، فرمایا: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر، جو آج قریش کو اپنی قوت دکھائے۔

پھر آپ ﷺ نے استلام رکن فرمایا، تین دفعہ دونوں ٹانگوں میں فاصلہ دے کر اور چار مرتبہ عام چال سے چلے۔ مسلمانوں نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ استلام رکن فرمایا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی، تاکہ مشرکین کو اپنی قوت دکھا سکیں۔ پھر آپ ﷺ نے حلق فرمایا اور اونٹ ذبح کیا۔ اس وقت ایک اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے ہوتا تھا۔

مکے میں آپ ﷺ نے تین روز قیام فرمایا، یہیں میمونہؓ سے نکاح فرمایا، وہ بغیر احرام کے تھیں اور آپ حالت احرام میں تھے۔ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود آپ کے پاس آئے، قریش نے انہیں آپ ﷺ کو مدینے سے نکالنے کے لیے بھیجا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی مدت مدینے میں پوری ہو چکی ہے، اب آپ جائیے، آپ ﷺ مسلمانوں کو لے کر نکل پڑے اور اپنے آزاد کردہ غلام ابو رافع کو میمونہ پر اپنا نائب بنایا، یہی انہیں مقام سرف لے کر آئے، یہاں آپ ﷺ نے شب عروسی منائی، اس حال میں کہ دونوں بغیر احرام کے تھے، پھر آپ مدینے لوٹ آئے۔ (۹۳)

مکے سے لوٹنے کے بعد آپ ﷺ نے ابن ابی العوجا سلمی کو ایک سریے کے ہم راہ بنی سلیم کی طرف بھیجا۔ حرہ یعنی پتھریلی زمین پر دونوں کا مقابلہ ہوا، سریے میں موجود تمام صحابہ شہید ہوئے اور صرف ابن ابی العوجاء جان بچا کر مدینے پہنچ سکے۔

حوالے

۱۔ الروض الانف: ج ۲،ص ۵۰

۲۔ الروض الانف: ج ۲، ۶۱

۳۔ الاصابہ: ج ۶،ص ۱۳۳

۴۔ سیرہ ابن اسحاق: ج ۲،ص ۶۴

۵۔ سیرت ابن اسحاق: ج ۲،ص ۱۶۶

۶۔ ابراہیم: ۳۶

۷۔ نوح: ۲۶

۸۔ کتاب المغازی للواقعدی: ج ۱،ص ۱۹۲

۹۔ الدر المنثور: ج ۳،ص ۱۵۹

۱۰۔ الدر المنثور: ج ۳،ص ۱۶۰

۱۱۔ الانفال: ۱

۱۲۔ الترمذی: ج ۲،ص ۴۰۶

۱۳۔ انفال: ۶۸، ۶۹

۱۴۔ المغازی للواقدی: ج ۱،ص ۱۵۴

۱۵۔ سیرت ابن اسحاق: ج ۲،ص ۹۵

۱۶۔ المغازی للواقدی: ج ۱،ص ۱۵۸

۱۷۔ سیرت ابن اسحاق: ج ۱،ص ۱۵۹

۱۸۔ الاصابۃ: ج ۳،ص ۵۶۔ مغازی للواقدی: ج ۱،ص ۱۶۰

۱۹۔ طبقات لابن سعد: ج ۳،ص ۴۸

۲۰۔ طبقات لابن سعد: ج ۳،ص ۹۶۔ جمہرۃ انساب العرب: ۳۳۵

۲۱۔ جمہرۃ انساب العرب: ص ۳۴۰

۲۲۔ طبقات لابن سعد: ج ۳،ص ۱۲۸

۲۳۔ مغازی للواقدی: ج ۱،ص ۱۶۲۔ جمہرۃ انساب العرب: ص ۳۲۹

۲۴۔ الطبری: ج۲،ص۲۶۶

۲۵۔ التہذیب لابن حجر: ج۱،ص۲۲۳۔الطبری: ج۳،ص۳۔المغازی للواقدی: ج۱،ص۱۸۷

۲۶۔ الانفال:۵۸

۲۷۔ الطبری: ج۳،ص۳

۲۸۔ الخصائص الکبری للسیوطی: ج۱،ص۲۱۰

۲۹۔ الاصابۃ: ج۳،ص۶۲

۳۰۔ المغازی للواقدی: ج۱،ص۱۹۶۔سیرت ابن اسحاق: ج۳،ص۲

۳۱۔ الاصابۃ: ج۸،ص۵۰

۳۲۔ ان کے حالات تفصیل سے دیکھنے کے لیے دیکھیے: الاصابۃ: ج۸،ص۹۴

۳۳۔ الطبری: ج۳،ص۱۰۔المغازی للواقدی:۱۹۹۰

۳۴۔ الطبری: ج۳،ص۱۱

۳۵۔ المغازی للواقدی: ج۲،ص۲۱۰

۳۶۔ الطبری: ج۳،ص۱۳۔المغازی للواقدی: ج۱،ص۲۱۸

۳۷۔ الطبری: ج۳،ص۱۳

۳۸۔ الطبری: ج۳،ص۱۶

۳۹۔ المغازی للواقدی: ج۱،ص۲۲۵

۴۰۔ المغازی للواقدی: ج۱،ص۳۰۸

۴۱۔ الطبری: ج۳،ص۱۸

۴۲۔ الطبری: ج۳،ص۲۵

۴۳۔ المغازی: ج۱،ص۱۹۳

۴۴۔ النحل:۱۲۶

۴۵۔ آل عمران:۱۶۹

۴۶۔ آل عمران:۱۷۲،۱۷۴

۴۷۔ آل عمران:۱۷۵

۴۸۔ المغازی: ج۱،ص۳۵۰

۴۹۔ الطبری: ج ۳،ص ۲۹

۵۰۔ المغازی: ج ا،ص ۳۵۰

۵۱۔ الحشر:۵

۵۲۔ الحشر:۲

۵۳۔ المغازی للواقدی: ج ۳،ص ۷۸

۵۴۔ الطبری: ج ۳،ص ۳۹۔ سیرت ابن ہشام: ج ۲،ص ۱۳۴۔ معجم البلدان: ج ۴،ص ۲۶[illegible]

۵۵۔ سیرت ابن ہشام: ج ۲،ص ۱۳۷

۵۶۔ الطبری: ج ۳،ص ۴۳۔ المغازی: ج ا،ص ۴۰۴

۵۷۔ سیرۃ ابن ہشام: ج ۲،ص ۱۶۸۔ المغازی: ج ا،ص ۴۰۴

۵۸۔ الطبری: ج ۳،ص ۴۳۔ السیرۃ لابن ہشام: ج ۲،ص ۱۳۸

۵۹۔ الاحزاب:۲۵

۶۰۔ الطبری: ج ۳،ص ۴۴

۶۱۔ سیرت ابن ہشام: ج ۲،ص ۱۹۳

۶۲۔ الطبری: ج ۳،ص ۵۲

۶۳۔ الاحزاب:۵۳

۶۴۔ سیرت ابن ہشام: ج ۲، ۱۹۵

۶۵۔ بخاری: ج ۲،ص ۶۲۷

۶۶۔ طبری: ج ۳،ص ۸۳

۶۷۔ طبری: ج ۳،ص ۸۴

۶۹۔ یوسف:۱۸

۷۰۔ النور:۱۱

۷۱۔ النور:۲۲

۷۲۔ المغازی للواقدی: ج ۲،ص ۵۸۰

۷۳۔ طبری: ج ۳،ص ۷۵

۷۴۔ المغازی للواقدی: ج ۲،ص ۶۱۳

۷۵۔ الفتح:۱۸

۷۶۔ الفتح:۱

۷۷۔ ایک پیمانہ جس سے غلہ ناپا جاتا تھا۔

۷۸۔ المغازی: ج۲،ص۵۷۶

۷۹۔ طبری: ج۳،ص۶۰

۸۰۔ طبری: ج۳،ص۶۱

۸۱۔ بخاری: ج۱،ص۴۔الخصائص الکبریٰ: ج۲،ص۳

۸۲۔ بخاری: ج۱،ص۵

۸۳۔ آل عمران:۶۴

۸۴۔ طبری: ج۳،ص۸۹

۸۵۔ بخاری: ج۲،ص۶۰۳

۸۶۔ سیرۃ ابن ہشام: ج۲،ص۲۶۸

۸۷۔ بخاری: ج۲،ص۶۰۴

۸۸۔ سیرۃ ابن ہشام: ج۲،ص۲۴۴

۸۹۔ المغازی: ج۲،ص۷۱۰

۹۰۔ سورۃ طٰہٰ:۱۴

۹۱۔ المطففین:۱،۲

۹۲۔ طبری: ج۳،ص۸۹

۹۳۔ المغازی للواقدی: ج۲،ص۷۴۱